

سنن نسائی و سنن ابن ماجہ
کی منتخب احادیث کا مجموعہ



نجات کاراستہ

تالیف
احافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الخفاف لاہور



اکبر پبلشرز لاہور

سینہ نشانی وسیع این کتاب کی منتخب احادیث کا مجموعہ

تاکید کا لفظ



تالیف
احیاء الفقاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الاخوان لاہور

اکبر پبلشرز

Ph: 37352022 اردو بازار لاہور

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	نجات کا راستہ
مصنف	مفتی غلام حسن قادری (حزب الاحناف لاہور)
پروف ریڈنگ	الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی جامعہ امیر حمزہ لاہور
صفحات	416
تعداد	1100
کمپوزنگ	فرخ علی
ناشر	اکبر بک سیلز لاہور
قیمت	250 روپے

اکبر بک سیلز لاہور
ناشر
زمیندار
اردو بازار
لاہور

marfat.com

Marfat.com

ترتیب

- ۲۰ _____ ☆ پیش لفظ
- ۲۲ _____ ☆ امام نسائی
- ۳۰ _____ ☆ سنن نسائی

سنن نسائی کی منتخب احادیث

- ۴۷ _____ كِتَابُ الطَّهَارَةِ (پاکیزگی کا بیان)
- ۴۷ _____ ☆ شریعت کا ہر حکم علت کے ساتھ جڑا ہوا ہے
- ۴۸ _____ ☆ مسواک کی اہمیت و فضیلت
- ۴۹ _____ ☆ فطرت کے کام
- ۵۰ _____ ☆ داڑھی مبارک کے بارے میں دیگر روایات و فتاویٰ
- ۵۱ _____ ☆ کسریٰ ایران کے ایلچی دربار رسالت میں
- ۵۲ _____ ☆ فرشتوں کی تسبیح
- ۵۲ _____ ☆ داڑھی کی مقدار کے بارے میں ائمہ اربعہ کا فتویٰ
- ۵۳ _____ ☆ ایک منٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹ سکتے ہیں
- ۵۴ _____ ☆ قضائے حاجت کے لئے آبادی سے دور جانا اور اس بارے میں رخصت
- ۵۵ _____ ☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیکر شرم و حیا
- ۵۶ _____ ☆ حضور علیہ السلام اپنی امت کے لئے باپ کی مانند ہیں
- ۵۷ _____ ☆ اعرابی کو مسجد میں پیشاب کرنے سے کیوں نہ روکا گیا
- ۵۸ _____ ☆ تمام محدثین قیاس کو ماننے والے تھے
- ۵۹ _____ ☆ ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

- ☆ علم نبوت کی وسعتیں _____ ۶۱
- ☆ حضرت عائشہ صدیقہ نے مسئلہ پوچھنے کے لئے سائل کو حضرت علی نے پاس بھیجا ۶۲
- ☆ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، کیا اس عمر میں حضور علیہ السلام پہ جھوٹ بولوں گا؟ _____ ۶۳
- ☆ ایمان دل میں آیا تو ناپسندیدہ ترین، پسندیدہ ترین نظر آنے لگا _____ ۶۴
- ☆ ایک کام میں دونوں پہلو جائز ہوں تو یہ اللہ کی نعمت سے جس پر شکر ادا کیا جائے ۶۵
- ☆ پیارے نبی علیہ السلام کا اپنے پیارے صحابہ کرام سے ایک پیارا انداز _____ ۶۷
- ☆ كِتَابُ النَّبَاِ (پانیوں کا بیان) _____ ۶۸
- ☆ عصمتِ انبیاء کرام علیہم السلام _____ ۶۹
- ☆ حضور علیہ السلام کی صحبت کی برکت _____ ۷۰
- ☆ كِتَابُ الْحَيْضِ وَالْاِسْتِحَاظَةِ حَيْضٍ وَاسْتِحَاظَةِ (کے خون) کا بیان _____ ۷۱
- ☆ ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا _____ ۷۲
- ☆ ایک نو مسلمہ عورت کا بیان _____ ۷۳
- ☆ ایک غیر مسلمہ عورت کا کردار اور ہم _____ ۷۴
- ☆ كِتَابُ الْغُسْلِ وَالتَّيْمُمِ (غسل اور تیمم کا بیان) _____ ۷۵
- ☆ حضور علیہ السلام کی پانچ خصوصیات _____ ۷۵
- ☆ كِتَابُ الصَّلَاةِ (نماز کا بیان) _____ ۷۶
- ☆ بیعت جہاد و بیعت اسلام کے علاوہ بیعت کا ثبوت _____ ۷۷
- ☆ گانے باجے کی حرمت _____ ۷۹
- ☆ گانے باجے کے بارے میں احادیث _____ ۸۰
- ☆ اعضاء جسمانی کی بدکاری _____ ۸۱
- ☆ گانا سننے کی سزا _____ ۸۱
- ☆ مسئلہ قوالی _____ ۸۲
- ☆ بے پردگی کا گناہ _____ ۸۳
- ☆ نابینا سے پردے کا حکم _____ ۸۵

- ☆ محبوبہ محبوب رب العالمین کا عمل مبارک ۸۶
- ☆ كِتَابُ الْمَوَاقِيْتِ (اوقات نماز کا بیان) ۸۸
- ☆ حق نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے ۸۸
- ☆ علم غیب عطائی پہ احادیث مبارکہ ۸۹
- ☆ حضور علیہ السلام تا قیامت ہر شے کو دیکھتے ہیں ۹۱
- ☆ کل کی خبر اور دل کی بات ۹۳
- ☆ كِتَابُ الْاِذَانِ (اذان کا بیان) ۹۴
- ☆ اذان میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ انگوٹھے چومنا ۹۵
- ☆ حضور علیہ السلام کی قیادت میں داخلہ جنت ۹۷
- ☆ حضور علیہ السلام کا نام چومنے والا کبھی اندھا نہ ہوگا ۹۷
- ☆ صرف ناخن ہی کیوں چومے جاتے ہیں؟ ۹۸
- ☆ تقبیل ابھامین کی روایت کی فنی حیثیت ۹۹
- ☆ آدم علیہ السلام کو تو نور نظر آیا تھا تو انہوں نے آنکھوں کو چوما تم کیوں چومتے ہو؟ ۱۰۰
- ☆ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا ۱۰۲
- ☆ كِتَابُ الْمَسَاجِدِ (مسجدوں کا بیان) ۱۰۲
- ☆ مرزائیوں کے ایک سوال کا جواب ۱۰۳
- ☆ حَدِيْثُ لَا تُشَدُّوا الرِّحَالَ کا مطلب ۱۰۳
- ☆ كِتَابُ الْقِبْلَةِ (قبلہ کا بیان) ۱۰۵
- ☆ كِتَابُ الْاِمَامَةِ (امامت کا بیان) ۱۰۶
- ☆ خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی ۱۰۸
- ☆ كِتَابُ الْاِفْتِيْحِ (نماز شروع کرنے کے بیان میں) ۱۰۹
- ☆ مسئلہ رفع یدین ۱۰۹
- ☆ حدیث (1) ۱۰۹

- ۱۰۹ _____ ☆ حدیث (2)
- ۱۱۰ _____ ☆ حدیث (3)
- ۱۱۱ _____ ☆ حدیث (4)
- ۱۱۱ _____ ☆ رفع یدین کے مسئلہ پر امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ کا مناظرہ
- ۱۱۲ _____ ☆ نماز میں قرأت کا آغاز کہاں سے ہو؟
- ۱۱۳ _____ ☆ قرأت خلف الامام کا مسئلہ
- ۱۱۵ _____ ☆ امام کے پیچھے آمین کہنے کا مسئلہ
- ۱۱۶ _____ ☆ دعا آہستہ ہونی چاہیے
- ۱۱۸ _____ ☆ نماز کے بعد باواز بلند ذکر کرنے کا مسئلہ
- ۱۲۰ _____ ☆ قرآن مجید کی تلاوت کے متعلق احادیث
- ۱۲۱ _____ ☆ كِتَابُ التَّطْبِيقِ (رکوع میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھنا)
- ۱۲۲ _____ ☆ منگتے ہیں، گرم ان کا سدا مانگ رہے ہیں
- ۱۲۳ _____ ☆ كِتَابُ السُّهُوِ (نماز میں بھول جانے کا بیان)
- ۱۲۴ _____ ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر حدیث بیان کرنا
- ۱۲۵ _____ ☆ كِتَابُ الْجُمُعَةِ (جمعة المبارک کا بیان)
- ۱۲۶ _____ ☆ كِتَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ (سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان)
- ۱۲۷ _____ ☆ میرے ماں باپ آپ پہ قربان
- ۱۲۸ _____ ☆ كِتَابُ الْكُسُوفِ (سورج و چاند) گہن کا بیان
- ۱۲۹ _____ ☆ نماز کے دوران جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمانا
- ۱۳۰ _____ ☆ كِتَابُ الْإِسْتِسْقَاءِ (بارش طلب کرنے کا بیان)
- ۱۳۱ _____ ☆ كِتَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ (نماز خوف کا بیان)
- ۱۳۲ _____ ☆ كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (نماز عیدین کا بیان)
- ۱۳۳ _____ ☆ حضور علیہ السلام کا خطبہ اور اس میں بدعت کے لفظ کی وضاحت
- ۱۳۳ _____ ☆ کام نیا ہے لیکن بدعت نہیں

- ۱۳۵ _____ كِتَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ وَتَطْوِيعِ النَّهَارِ (دن اور رات کے نوافل کا بیان)
- ۱۳۶ _____ ☆ وہ نبیوں میں نبی ایسے.....
- ۱۳۷ _____ كِتَابُ الْجَنَائِزِ (بیماری، موت اور تجہیز و تکفین کا بیان)
- ۱۳۷ _____ ☆ موت و حیات کے بارے میں نکتہ قرآنی
- ۱۳۸ _____ ☆ مومن و کافر کی موت کا حال
- ۱۳۹ _____ ☆ میت پہ رونا کیسا ہے؟
- ۱۴۰ _____ ☆ حضور علیہ السلام کی دعا سے عورت کی عمر بہت طویل ہوگئی
- ۱۴۱ _____ ☆ ہر مردہ بولتا ہے نیک ہو یا بد
- ۱۴۲ _____ ☆ سرکٹانے کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
- ۱۴۳ _____ ☆ مالِ غنیمت میں معمولی چوری کی قباحت
- ۱۴۴ _____ ☆ قرآن والے قبر میں بھی آگے آگے
- ۱۴۵ _____ ☆ جس کا بچہ فوت ہو جائے اس کی فضیلت
- ۱۴۶ _____ كِتَابُ الصِّيَامِ (روزوں کا بیان)
- ۱۴۶ _____ ☆ پڑھ کر کلمہ مسلمان ہو گیا
- ۱۴۷ _____ كِتَابُ الزَّكَاةِ (زکوٰۃ کا بیان)
- ۱۴۸ _____ ☆ میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں
- ۱۴۹ _____ ☆ وہ زباں ہے جس کا بیان نہیں
- ۱۵۰ _____ ☆ بہترین صدقہ کون سا ہے؟
- ۱۵۱ _____ كِتَابُ مَنَاسِكِ الْحَجِّ (ارکان حج کا بیان)
- ۱۵۲ _____ ☆ حضور پاک کے فرمان کے مقابلہ میں کسی کی بات نہ مانی جائے گی
- ۱۵۳ _____ ☆ حضور علیہ السلام کی رنگت رات کو بھی خالص چاندی کی طرح چمکتی تھی
- ۱۵۵ _____ كِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)
- ۱۵۵ _____ ☆ بہترین اور بدترین شخص کون ہے؟
- ۱۵۶ _____ ☆ ایمان، جہاد اور ہجرت کا ثواب

- ۱۵۷ _____ كِتَابُ النِّكَاحِ (نكاح کا بیان)
- ۱۵۹ _____ ☆ ویسے کے کھانے میں برکت
- ۱۶۰ _____ ☆ مہاجرین و انصار صحابہ کرام کی ایک دوسرے پہ فداکاری
- ۱۶۰ _____ كِتَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ (بیویوں کے ساتھ سلوک کا بیان)
- ۱۶۱ _____ ☆ خاوند کے لئے آداب و ہدایات
- ۱۶۲ _____ ☆ بیوی کے لئے آداب و ہدایات
- ۱۶۳ _____ ☆ نکاح و جماع کے آداب
- ۱۶۳ _____ كِتَابُ الطَّلَاقِ (طلاق کا بیان)
- ۱۶۵ _____ كِتَابُ النُّخَيْلِ وَالسَّبْقِ وَالرَّمْيِ (گھوڑوں کا، گھڑ دوڑ کا اور تیر اندازی کا بیان)
- ۱۶۷ _____ كِتَابُ الْاِحْبَاسِ (راہ خدا میں مال وقف کرنے کا بیان)
- ۱۶۸ _____ كِتَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)
- ۱۶۸ _____ ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت
- ۱۶۹ _____ ☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے قرضے کا معاملہ
- ۱۷۰ _____ كِتَابُ النُّحْلِ (عطیہ کے بیان میں)
- ۱۷۱ _____ كِتَابُ الْهَبَةِ (ہبہ کا بیان)
- ۱۷۲ _____ كِتَابُ الرَّقْبِيِّ وَالْعُمْرِيِّ (رقعی اور عمری کا بیان)
- ۱۷۳ _____ ☆ عمری کی اقسام
- ۱۷۴ _____ كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُورِ (قسموں اور نذروں کا بیان)
- ۱۷۶ _____ كِتَابُ الْمَزَارَعَةِ (زمین کو بٹائی پر دینے کا بیان)
- ۱۷۷ _____ ☆ زمین کو کرائے پہ لین دین کرنے میں تحریر لکھنے کا طریقہ
- ۱۷۸ _____ ☆ تاجر کے آداب
- ۱۷۹ _____ كِتَابُ الْمُحَارَبَةِ (لڑائی کا بیان)
- ۱۸۰ _____ ☆ نابینا صحابی کی غیرت ایمانی
- ۱۸۱ _____ ☆ یہودیوں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور پاؤں چومے

- ۱۸۲ ☆ حضور کی آنکھیں اور کان لعل کرامت
- ۱۸۳ ☆ ایک حدیث کے سات مطالب
- ۱۸۴ كِتَابُ قِسْمِ الْفَيْءِ (مالِ فِئِی كِی تَقْسِیْمِ كَابِیَانِ)
- ۱۸۵ ☆ ان كا كَرَمِ پھر ان كا كَرَمِ هِی
- ۱۸۶ كِتَابُ الْبَيْعَةِ (بِیْعَتِ كَابِیَانِ)
- ۱۸۷ ☆ مُشْكَلِ كَامِ كِی لَئِی آنِی وَا لَی كُو آسَانِ كَامِ بَتَاوِیَا
- ۱۸۸ كِتَابُ الْعَقِيقَةِ (عَقِیْقَه كَابِیَانِ)
- ۱۸۹ كِتَابُ الْفَرْعِ وَالْعَتِیرَةِ (فَرْعِ اُورِ عَتِیرَه كَابِیَانِ)
- ۱۹۰ ☆ عِلْمِ نُبُوْتِ كِی تُو حُدُیْ نِیْسِی
- ۱۹۱ كِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ (شَكَارِ اُورِ ذَبِیْحُوں كَابِیَانِ)
- ۱۹۲ كِتَابُ الضَّحَايَا (قُرْبَانِیُوں كَابِیَانِ)
- ۱۹۲ ☆ مِیْرَا هَاتْھِ اُورِ اَنْكَلِیَاں حَضُورِ عَلِیْهِ السَّلَامِ كِی هَاتْھِ اُورِ اَنْكَلِیُوں كِی طَرْحِ نِیْسِی
- ۱۹۳ ☆ اِخْتِیَارَاتِ مُصْطَفٰی صَلٰی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
- ۱۹۵ كِتَابُ الْبُيُوعِ (خَرِیْدِ وَا فَرْوُخْتِ كَابِیَانِ)
- ۱۹۵ ☆ حَدِیْثِ شَرِیْفِ مِیْلِ قَاعِدَہٗ كَلِیْہِ فِہْمِیْہِ
- ۱۹۶ ☆ فِہْمِیْہِ مَسْأَلِ
- ۱۹۸ كِتَابُ الْقَسَامَةِ وَالْقَوْدِ وَالذِّيَاتِ (قَسْمِ قِصَاصِ اُورِ ذِیْتُوں كَابِیَانِ)
- ۱۹۹ ☆ اِپْنِی چچَا عَبَاسِ رِضِی اللّٰهُ عَنْہُ كِی لَئِی حَضُورِ عَلِیْهِ السَّلَامِ كِی غِیْرَتِ
- ۲۰۰ كِتَابُ قَطْعِ السَّارِقِ (چُورِ كَا هَاتْھِ كَا تُنِی كَابِیَانِ)
- ۲۰۰ ☆ مُلْزَمِ كُو مَارِ كَرِ جَرْمِ تَسْلِیْمِ كَرَانَا مُنْعِ هِی
- ۲۰۱ كِتَابُ الْاِيْمَانِ وَشَرَائِعِهِ (اِیْمَانِ اُورِ اَسِ كِی اَرْكَانِ كَابِیَانِ)
- ۲۰۲ ☆ اِصْطِلَاحِی اِیْمَانِ
- ۲۰۳ ☆ تِیْنِ صِفَاتِ سِی اِیْمَانِ كِی حِلَاوَتِ نَصِیْبِ هُو جَاتِی هِی
- ۲۰۴ ☆ اِہْلِ اِیْمَانِ لُوگوں كُو دُوزِخِ سِی نَكَالِیْسِی كِی

- ۲۰۴ _____ كِتَابُ الزَّيْنَةِ (آرائش و زیبائش کا بیان)
- ۲۰۵ _____ ☆ نعت کا اظہار کیا جائے یہی حکم خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے
- ۲۰۶ _____ ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی کڑھائی والا جہہ زیب تن فرمایا
- ۲۰۷ _____ ☆ ضروری وضاحت
- ۲۰۸ _____ ☆ مسک سے بہتر پسینہ
- ۲۰۸ _____ ☆ دولت کے آنے پہ آنسو بہانا
- ۲۰۹ _____ كِتَابُ آدَابِ الْقَضَاةِ (قاضیوں کے آداب کا بیان)
- ۲۱۰ _____ ☆ نور کے منبروں پہ بیٹھنے والے سات اشخاص
- ۲۱۱ _____ ☆ درست فیصلہ کرنے والے کو دو ہر ا ثواب
- ۲۱۲ _____ كِتَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ (اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا باب)
- ۲۱۳ _____ ☆ کن کن چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے
- ۲۱۳ _____ كِتَابُ الْأَشْرَبَةِ (شراب اور دیگر پی جانیوالی چیزوں کا بیان)
- ۲۱۳ _____ ☆ شراب تمام برائیوں کی جڑ (ام الخبائث) ہے
- ۲۱۵ _____ ☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت ایمانی
- ۲۱۶ _____ ☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تقویٰ

سنن ابن ماجہ کی منتخب احادیث

- ۲۲۰ _____ ☆ امام ابن ماجہ کے حالات زندگی
- ۲۲۶ _____ ☆ سنن ابن ماجہ
- ۲۳۵ _____ كِتَابُ السُّنَّةِ (سنت رسول ﷺ کا بیان)
- ۲۳۶ _____ ☆ غیبی خبر جو سو فیصد درست ہوئی
- ۲۳۷ _____ ☆ حضور علیہ السلام کا حرام فرمایا ہوا.....
- ۲۳۸ _____ ☆ جو چیز دین میں نہیں اس کو دین سمجھنا ”مردود“ ہے
- ۲۳۹ _____ ☆ حدیث پہ عمل نہ کرنیوالے بھتیجے سے صحابی نے ہمیشہ کیلئے بول چال بند کر دیا۔

- ☆ ۲۴۰ حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے؟
- ☆ ۲۴۱ حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت ابن مسعود کی حالت غیر ہو گئی
- ☆ ۲۴۲ آپ کی شان ہے کیا شانِ رسولِ عربی
- ☆ ۲۴۲ ایک جامع ترین نصیحت
- ☆ ۲۴۳ ایک عظیم الشان سند والی حدیث
- ☆ ۲۴۵ طاقتور مومن کمزور مومن سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے
- ☆ ۲۴۶ ابواب فضائل اصحاب رسول اللہ (حضور ﷺ کے صحابہ کرام کے فضائل کا بیان)
- ☆ ۲۴۶ میں اور میرا سارا مال حضور ہی کا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)
- ☆ ۲۴۷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خصوصی چار فضائل
- ☆ ۲۴۷ اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان کے ساتھ حضرت اُمّ کلثوم کا نکاح کیا
- ☆ ۲۴۸ جس کا میں مولا اس کا علی مولا
- ☆ ۲۴۹ حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے حضرت علی المرتضیٰ کو نہ سردی لگتی نہ گرمی
- ☆ ۲۵۰ زمین پہ چلتا پھرتا شہید
- ☆ ۲۵۰ نور عین مصطفیٰ شاہِ حسن
- ☆ ۲۵۱ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں
- ☆ ۲۵۲ رسول اللہ کا بلال بہترین بلال ہے
- ☆ ۲۵۳ دیدارِ خداوندی
- ☆ ۲۵۳ حضرت جابر کے والد حضرت عبداللہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات
- ☆ ۲۵۴ قاتل و مقتول دونوں جنت میں
- ☆ ۲۵۵ شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- ☆ ۲۵۶ کہاں ہیں حبارین و متکبرین؟
- ☆ ۲۵۷ قرآن والے ہی اللہ والے ہیں
- ☆ ۲۵۸ ایک حدیث کے لئے مدینہ سے دمشق تک کا سفر
- ☆ ۲۵۹ دین کی بات (حدیث) دوسروں تک پہنچانے والے کو حضور علیہ السلام کی دعا

- ☆ خیر والے اور شر والے لوگ ۲۶۰
- ☆ سات قسم کی نیکیاں موت کے بعد بھی کام آئیں گی ۲۶۰
- ☆ علم کے بارے میں حضور علیہ السلام کی دو دعائیں ۲۶۱
- ☆ اہل علم کے لئے حضور علیہ السلام کا فرمان ۲۶۲
- ☆ أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا (طہارت اور اسکی سنتوں کا بیان) ۲۶۳
- ☆ شرم و حیائے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ۲۶۴
- ☆ گناہ ختم کرنے اور نیکیاں بڑھانے والا کام ۲۶۵
- ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ”لا جوابی“ ۲۶۶
- ☆ تیرے خلق کو رب نے عظیم کہا ۲۶۶
- ☆ أَبْوَابُ التَّيْمَةِ (تیمم کا بیان) ۲۶۷
- ☆ محبوبہ محبوب رب العالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) ۲۶۹
- ☆ لعاب دہن میں کستوری سے بڑھ کر خوشبو ۲۶۹
- ☆ كِتَابُ الصَّلَاةِ (نماز کا بیان) ۲۷۰
- ☆ نمازوں کے اوقات کا مسئلہ پوچھنے والے کو دو دن انتظار کرایا گیا ۲۷۰
- ☆ أَبْوَابُ الْأَذَانِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا (اذان اور اس میں سنت کا بیان) ۲۷۲
- ☆ گناہ معاف شفاعت حلال ۲۷۳
- ☆ أَبْوَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ (مسجدوں اور نماز باجماعت کا بیان) ۲۷۳
- ☆ ستر ہزار فرشتوں کی دعائے مغفرت ۲۷۴
- ☆ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر و مباہات فرماتا ہے ۲۷۵
- ☆ أَبْوَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا (نمازوں کو قائم کرنا اور ان میں سنتوں کا بیان) ۲۷۶
- ☆ نماز میں امام کے پیچھے قرأت کا مسئلہ ۲۷۷
- ☆ دو کاموں کو عادت بنانے سے جنت میں داخلہ ۲۷۸
- ☆ تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ۲۷۹
- ☆ لوگوں پہ یہ زمانہ آچکا ۲۷۹

- ☆ فرشتے خدا کے سامنے کس طرح صفیں بناتے ہیں ۲۸۰
- ☆ قبلہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض ۲۸۱
- ☆ ہماری نماز اور حضور علیہ السلام کی نماز ۲۸۲
- ☆ ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ ۲۸۳
- ☆ ایک حدیث کے معاوضہ میں مسجد بھر سونا ۲۸۵
- ☆ نماز مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ اکبر ۲۸۶
- ☆ جن کو سوائے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے ۲۸۶
- ☆ تیری خلق کو رب نے جمیل کیا ۲۸۸
- ☆ قرآن عمدہ آواز سے پڑھو اور رو رو کر پڑھو ۲۸۸
- ☆ سو جانے پر بھی صدقہ کا ثواب ۲۸۹
- ☆ کسی کام میں وسعت ملنے پہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے ۲۹۰
- ☆ حضور علیہ السلام کے وسیلے سے دعا کرنا ۲۹۱
- ☆ گناہ ہو جائے تو اس کو معاف کروانے کا طریقہ ۲۹۲
- ☆ جیسے میری سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی ۲۹۳
- ☆ اُستن حنانہ از ہجر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۲۹۴
- ☆ ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ ۲۹۵
- ☆ أَبَوَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ (بیماری موت اور تجھیز و تکفین کا بیان) ۲۹۶
- ☆ زندوں کا مرنے والے کے ذریعے فوت شدہ کو سلام بھیجنا ۲۹۶
- ☆ مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو ۲۹۸
- ☆ مردہ کی وجہ سے زندہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے ۲۹۹
- ☆ جنازہ تب ہے جب حاضر ہونہ کہ غائبانہ ۳۰۰
- ☆ حضور علیہ السلام کی دعا میں اتنا اثر ہے کہ فوت شدہ کی آواز سنوا سکتے ہیں ۳۰۰
- ☆ یہودیوں کی مخالفت کرنے کا حکم ۳۰۱
- ☆ أَبَوَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّيَامِ (روزوں کے ابواب) ۳۰۲

- ☆ ہائے میں اس دن روزہ نہ رکھتا اور حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھا لیتا _ ۳۰۳
- ☆ ہڈیوں کا تسبیح پڑھنا اور فرشتوں کا استغفار کرنا ۳۰۵
- آبَوَابُ الزَّكْوَةِ (زکوٰۃ کا بیان) ۳۰۵
- آبَوَابُ النِّكَاحِ (نکاح کا بیان) ۳۰۷
- ☆ اگر حضور کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر ۳۰۷
- ☆ اسامہ اگر لڑکی ہوتا..... ۳۰۸
- ☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا استدلال ۳۱۰
- ☆ ایک ہی وقت میں دی گئیں تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں ۳۱۰
- ☆ یزید بن رکانہ والی حدیث میں تین طلاق کا ذکر نہیں بلکہ ایک طلاق بائن کا ہے ۳۱۱
- آبَوَابُ الْكُفَّارَاتِ (کفاروں کا بیان) ۳۱۲
- ☆ حضور علیہ السلام نے اپنے چچا کی قسم کو ٹوٹنے سے بچا لیا ۳۱۲
- آبَوَابُ التَّجَارَاتِ (تجارتوں کا بیان) ۳۱۳
- ☆ اونٹ بھی واپس کر دیا اور رقم بھی دے دی ۳۱۵
- ☆ صبح کا وقت بابرکت ہوتا ہے ۳۱۶
- ☆ سوخور کا حال ۳۱۷
- ☆ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے ۳۱۸
- ☆ غریبوں کا والی غلاموں کا مولیٰ ۳۱۸
- ☆ آپ ہیں رحمت غفار رسول عربی ۳۱۹
- ☆ بکری جنت کے جانوروں میں سے ہے ۳۲۰
- بَابُ الْأَحْكَامِ (فیصلوں کا بیان) ۳۲۱
- ☆ دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۳۲۲
- آبَوَابُ الشَّهَادَاتِ (گواہیوں کا بیان) ۳۲۳
- آبَوَابُ الْهَبَاتِ (ہبہ وغیرہ کا بیان) ۳۲۳
- آبَوَابُ الصَّدَقَاتِ (صدقات کا بیان) ۳۲۵

- ۳۲۶ _____ ★ آتا ہے غریبوں سے انہیں پیار کچھ ایسا
- ۳۲۷ _____ ★ کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
- ۳۲۷ _____ ★ گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں
- ۳۲۸ _____ ★ قرض دینے کا ثواب صدقہ دینے سے زیادہ ہے کیوں؟
- ۳۲۹ _____ ★ مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ حضور تشریف لے آئے ہیں تو برکت ضرور ہوگی:
- ۳۳۰ _____ أَبْوَابُ الرَّهْوْنِ (رہن کا بیان)
- ۳۳۱ _____ أَبْوَابُ الشُّفْعَةِ (شفعہ کا بیان)
- ۳۳۲ _____ أَبْوَابُ اللَّقْطَةِ (گری پڑی یعنی گمشدہ چیز کے بیان میں)
- ۳۳۳ _____ ★ جو اللہ پہ بھروسہ کرے.....
- ۳۳۳ _____ ★ اللہ جس کو چاہے بغیر حساب کے رزق عطا فرمائے
- ۳۳۴ _____ أَبْوَابُ الْعِتْقِ (غلاموں کی آزادی کا بیان)
- ۳۳۵ _____ أَبْوَابُ الْحُدُودِ (شرعی سزاؤں کا بیان)
- ۳۳۶ _____ ★ چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یا اس کی خلاف
- ۳۳۷ _____ ★ چور کے لئے سزا کے بعد حضور علیہ السلام کی دعا
- ۳۳۸ _____ ★ گانا گانے کی اجازت مانگنے پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی
- ۳۳۹ _____ أَبْوَابُ الْبَيَاتِ (دیتوں کا بیان)
- ۳۴۰ _____ أَبْوَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)
- ۳۴۰ _____ ★ وصیت کرنے میں عدل اور ظلم کی جزا و سزا
- ۳۴۱ _____ أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ (وراثت کے حصوں کا بیان)
- ۳۴۱ _____ ★ علم الفرائض کا نصف علم ہونا
- ۳۴۳ _____ ★ علم الفرائض سب سے پہلے بھلایا جائے گا
- ۳۴۳ _____ أَبْوَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)
- ۳۴۵ _____ ★ گردوغبار کستوری بن جائے گا
- ۳۴۶ _____ ★ حضور علیہ السلام نے جیسے فرمایا بیسوں سال بعد ویسا ہی ہوا

- ☆ ایسا شہید جس کی روح اللہ تعالیٰ خود اپنے دست قدرت سے قبض فرماتا ہے ۳۴۶
- ☆ شہید ستر افراد کی شفاعت کرے گا ۳۴۷
- ☆ آبَابُ الْمَنَاسِكِ (مناسک حج کا بیان) ۳۴۸
- ☆ حاجی کون ہے اور حج کیا ہے؟ ۳۴۹
- ☆ یاد مصطفیٰ ایسی بس گئی ہے سینے میں (صلی اللہ علیہ وسلم) ۳۴۹
- ☆ یہ مقام آہ و بکا ہے ۳۵۰
- ☆ حج تمتع کے بارے میں حضرت عمر کا ایک اجتہاد ۳۵۱
- ☆ قبولیت دعائے سرکار اور شیطان کی چیخ و پکار ۳۵۲
- ☆ جن کو امت کا غم ہی ستاتا رہا ۳۵۳
- ☆ مکہ معظمہ کی سرزمین افضل ترین ۳۵۵
- ☆ اے مدینہ تیرا جواب نہیں ۳۵۵
- ☆ آبَابُ الْأَضَاحِي (قربانیوں کا بیان) ۳۵۶
- ☆ آبَابُ الذَّبَائِحِ (ذبیحوں کا بیان) ۳۵۷
- ☆ آبَابُ الصَّيْدِ (شکار کا بیان) ۳۵۸
- ☆ شان سرکار سے آگہی چاہیے ۳۵۹
- ☆ جانور بھی اگر کسی نبی کا گستاخ ہے تو اس کو زندہ نہ چھوڑا جائے ۳۵۹
- ☆ ایک حدیث میں آدھا علم ۳۶۰
- ☆ آبَابُ الْأَطْعِمَةِ (کھانوں کا بیان) ۳۶۱
- ☆ پیکر نور کی تنویر کے صدقے جاؤں ۳۶۱
- ☆ بسم اللہ شریف کی برکت ۳۶۳
- ☆ کیا میں تم گنواروں کی وجہ سے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دوں ۳۶۳
- ☆ کھانا کھا کر دعا کرنے سے گزشتہ گناہوں کی معافی ۳۶۳
- ☆ غریبوں کا والی غلاموں کا مولیٰ - صلی اللہ علیہ وسلم ۳۶۵
- ☆ ہائے میں نے ایسا کیوں کیا؟ ۳۶۶

- ☆ اہل دنیا اور اہل جنت کے کھانوں کا سردار کھانا کون سا ہے؟ _____ ۳۶۶
- ☆ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی _____ ۳۶۷
- ☆ اللہ کی نعمتوں کی قدر اللہ کے محبوب سے پوچھو _____ ۳۶۸
- ☆ پہلا میوہ اور امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی بابرکت دعا _____ ۳۶۹
- ☆ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: حضور آپ کی امت فالودہ کھائیگی _____ ۳۷۰
- ☆ فاقہ کشی و میانہ روی و بسیار خوری _____ ۳۷۱
- ☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے گھر سے کھانا نہ کھایا کیوں؟ _____ ۳۷۲
- ☆ أَبْوَابُ الْأَشْرَبَةِ (پی جانیوالی چیزوں کا بیان) _____ ۳۷۳
- ☆ جہاں حضور کا دھن اقدس لگا صحابیہ نے مشک کا وہ حصہ کاٹ کر بطور تبرک رکھ لیا _____ ۳۷۴
- ☆ جس کو یہ آگ جلانے وہ امر ہوتا ہے _____ ۳۷۵
- ☆ أَبْوَابُ الطَّبِّ (طب کے بیان میں) _____ ۳۷۶
- ☆ ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ _____ ۳۷۷
- ☆ خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی _____ ۳۷۸
- ☆ حضور پاک نے مکھی کے پروں میں بیماری و شفا کے جراثیم دیکھ لیے _____ ۳۷۹
- ☆ حضور علیہ السلام کے غسالے کی برکت سے آسیب کا اثر ختم ہو گیا _____ ۳۸۰
- ☆ دست اقدس سے گورنر کے وسوسوں کا علاج ہو گیا _____ ۳۸۱
- ☆ كِتَابُ الْلبَّاسِ (لباس کا بیان) _____ ۳۸۲
- ☆ أَبْوَابُ الْأَدَبِ (ادب و آداب کا بیان) _____ ۳۸۳
- ☆ یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا _____ ۳۸۴
- ☆ مزاج کے ایک واقعہ پہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام ایک سال تک ہنستے رہے _____ ۳۸۵
- ☆ اچھے اشعار حضور علیہ السلام کو پسند تھے _____ ۳۸۶
- ☆ أَبْوَابُ الذِّكْرِ (ذکر و اذکار کا بیان) _____ ۳۸۷
- ☆ أَبْوَابُ الدُّعَاءِ (دعاؤں کا بیان) _____ ۳۸۸
- ☆ الْحَيُّ الْقَيُّومُ کے جلوے _____ ۳۸۹
- ☆ تین دعائیں ہر حال میں قبول ہوتی ہیں _____ ۳۹۰

- ۳۹۱ _____ اَبَوَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا (خوابوں کی تعبیر کا بیان)
- ۳۹۲ _____ اَبَوَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)
- ۳۹۲ _____ ☆ مرد مومن کی حرمت کعبہ سے کہیں زیادہ ہے
- ۳۹۲ _____ ☆ پانچ گناہوں کی دنیا میں ہی پانچ سزائیں
- ۳۹۵ _____ ☆ بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے
- ۳۹۵ _____ ☆ معراج کی رات ایک قبر سے خوشبو آ رہی تھی
- ۳۹۷ _____ ☆ قیامت کی نشانیاں
- ۳۹۸ _____ اَبَوَابُ الزُّهْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان)
- ۳۹۸ _____ ☆ جنت کے بادشاہ
- ۳۹۹ _____ ☆ حکمت کی بات سن کر چھپا لینے والے کی مثال
- ۴۰۰ _____ ☆ حضور علیہ السلام کے آنسوؤں سے قبر کی مٹی گیلی ہو گئی
- ۴۰۱ _____ ☆ دکھاوے کی نماز پڑھنے والا
- ۴۰۲ _____ ☆ ایک آیت پہ عمل کرنا تمام لوگوں کو کافی ہو جائے
- ۴۰۳ _____ ☆ اس امت کی مثال چار آدمیوں کی سی ہے
- ۴۰۳ _____ ☆ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں صحابہ کرام کی قلبی کیفیت
- ۴۰۴ _____ ☆ توبہ کرنے کی اہمیت
- ۴۰۶ _____ ☆ تیری شان جل جلالہ
- ۴۰۷ _____ ☆ افضل مومن اور بڑا عقلمند کون ہے؟
- ۴۰۸ _____ ☆ حضرت عثمان غنی اور موت کی یاد
- ۴۰۹ _____ ☆ قبر کے حالات اور آخرت کے مناظر
- ۴۱۰ _____ ☆ کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
- ۴۱۱ _____ ☆ دوزخ کا حال
- ۴۱۱ _____ ☆ جنت کا حال
- ۴۱۲ _____ ☆ جنت کی بہاریں
- ۴۱۲ _____ ☆ جنت و دوزخ کا دُعا کرنا

سنن ابن ماجہ کی منتخب احادیث

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمین کہ اس مجموعہ کے ساتھ ہی صحاح ستہ کی منتخب احادیث کا سلسلہ تمام ہوا۔ بخاری، مسلم، ترمذی اور ابوداؤد کی طرح اس مجموعہ کی دونوں کتب کی منتخب احادیث کی نمبرنگ بھی مجموعہ صحاح ستہ مطبوعہ دارالسلام کے مطابق ہے۔ قارئین کرام کو میرے مجموعہ ہائے منتخب احادیث پڑھ کر یہ اندازہ ہو گیا ہوگا کہ جس وسیع پیمانے پر میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے منتخب احادیث کے مجموعے ترتیب دیئے ہیں اس طرز پر اس سے پہلے کام نہیں ہوا اور یہ سب میرے اساتذہ کرام کی محنت کا نتیجہ ہے جن سے میں نے دورہ حدیث، مشکوٰۃ شریف اور حدیث کی دیگر کتب پڑھیں اور زمانہ طالب علمی کا میرا ذوق ہے کہ میں اس طرز پر حدیث شریف کی تعلیمات آپ حضرات تک پہنچاؤں۔ صرف اس لئے تاکہ جو لوگ حدیث کی بڑی کتب خریدنے سے اور پھر ان کو اٹھا کر پڑھنے سے گھبراتے ہیں، وہ کم از کم صحاح ستہ اور مشکوٰۃ شریف و موطا امام مالک کی احادیث کو خلاصے کے طور پر آسانی سے پڑھ سکیں۔ کوشش یہی کی گئی ہے کہ جن احادیث کی نشاندہی سابقہ مجموعوں میں کی گئی ہے ان کا ذکر اس مجموعہ میں نہ ہو تاکہ تکرار سے بچا جاسکے تاہم بعض اہم مسائل والی احادیث کا ذکر بالتکرار کر بھی دیا گیا ہے تاکہ مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اور بعض معنوں احادیث کا ذکر عنوان بدل کر کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی حدیث سے کئی طرح کے موضوع سامنے آجائیں۔ فقہی مسائل والی احادیث کی بہ نسبت فضائل والی احادیث زیادہ لکھی گئی ہیں، صرف اپنے ذوق کے پیش نظر۔ تو پھر اب

آؤ مل کر احمد مختار کی باتیں کریں لشکر اسلام کے سردار کی باتیں کریں
 ظلمتوں میں پیکر انوار کی باتیں کریں حرفِ لا کے شارح اسرار کی باتیں کریں
 جذبہ عشق و محبت کی تسلی کے لئے ہم مدینے کے درود یوار کی باتیں کریں
 مانگتے ہیں بھیک شاہانِ زمانہ بھی جہاں آج ہم اُس کوچہ و بازار کی باتیں کریں
 بس یہ قربان ہیں جہانِ حسن کی رعنائیاں خلمہ فطرت کے اس شہکار کی باتیں کریں
 دید سے ملتا ہے جس کے دیدہ و دل کو سرور گنبدِ خضریٰ کے اس مینار کی باتیں کریں
 میٹھے میں دم بخود جس میں فصیحانِ زمن ہاں اسی دربارِ گوہر بار کی باتیں کریں
 ذکر چھیڑیں رحمت کونین کے اخلاق کا شافعِ محشر شہِ ابرار کی باتیں کریں
 جس نے انساں کو دیا درسِ اخوت اے ”حسن“

کیوں نہ ہم اس صاحبِ کردار کی باتیں کریں

انشاء اللہ اس کے بعد مؤطا امام مالک کی منتخب احادیث بھی اسی طرح جمع کرنے کا پروگرامِ زمین میں ہے کیونکہ مجھے مؤطا امام مالک چند مرتبہ پڑھانے کا موقع ملا ہے تو اس کی کافی احادیث کے حوالہ جات میں نے محفوظ کر لئے ہیں۔ ویسے بھی یہ کتاب پہلے ابن ماجہ کی جگہ صحاح ستہ میں شامل تھی اس لیے دل چاہ رہا ہے کہ اس کی منتخب احادیث بھی منظر عام پہ آ جائیں۔

طویل احادیث کو بتامہ لکھنے سے گریز کیا گیا ہے تاکہ کتاب کا حجم زیادہ نہ ہو جائے اور ضروری سمجھا تو صرف ایک دو لائنوں میں حوالہ لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ کتاب الفتن کی طویل احادیث اور اشراط الساعۃ کی احادیث میں سے چند احادیث جو مختصر تھیں ان کا حوالہ لکھ دیا گیا ہے۔ تو آئیے پہلے امام نسائی اور ان کی سنن کے بارے میں پڑھتے ہیں اور پھر سنن نسائی کی منتخب احادیث کے سلسلہ کا آغاز کرتے ہیں۔

خزاں کے دن ہوئے تو کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں

بتاتا باغباں رو رو کے یہ غنچہ تھا یہ گل تھا

امام نسائی

ائمہ صحاح ستہ میں امام ابو عبدالرحمان نسائی اہم حیثیت رکھتے ہیں چنانچہ حافظ ابوعلی نیشاپوری کہتے ہیں: میں نے اپنے وطن اور بیرون وطن میں صرف چار ائمہ حدیث دیکھتے ہیں۔ نیشاپور میں محمد بن اسحاق اور ابراہیم بن ابی طالب۔ مصر میں نسائی اور اہواز میں عبدان۔ ان کے علاوہ ابوالحسین بن المظفر نے بیان کیا کہ مصر میں ہمارے تمام مشائخ امام نسائی کے تقدم اور ان کی امامت کا اعتراف کرتے تھے اور حافظ علی بن عمر کہتے ہیں: امام نسائی علم حدیث میں اپنے تمام ہم عصروں پر فائق تھے۔^۱

حافظ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں: امام نسائی نقدر جال میں انتہائی محتاط، معتمد اور اپنے تمام معاصرین پر مقدم تھے۔ نیز فرماتے ہیں: فن رجال میں ماہرین کی ایک جماعت نے امام نسائی کو امام مسلم بن حجاج پر بھی ترجیح دی ہے اور دارقطنی وغیرہ نے ان کو فن اسماء رجال اور دیگر علوم حدیث میں امام الائمہ ابوبکر بن خزیمہ صاحب الصحیح سے بھی افضل گردانا ہے۔^۲ اور حافظ شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں کہ امام نسائی حدیث، علل حدیث اور اسماء رجال کے علوم میں مسلم ترمذی اور ابوداؤد سے زیادہ ماہر ہیں اور اس میدان میں وہ ابوزرعہ اور بخاری سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں۔^۳ الغرض

۱..... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۷۷ ۳۸۵

۲..... ایضاً..... ہدی الساری ج ۱ ص ۲۲

۳..... محدث محمد بن اسماعیل، توضیح الافکار جلد ۱ ص ۲۲۰

امام نسائی ماہرین علوم حدیث کی نظر میں ہمیشہ قابل احترام اور شائقین حدیث میں ہمیشہ مقبول رہے۔ اسی مگن میں زندہ رہے اور اسی راہ میں فوت ہوئے۔

ولادت و سلسلہ نسب

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ۲۱۵ھ میں خراسان کے ایک مشہور شہر نسا میں پیدا ہوئے۔ امام نسائی کے سال ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے لیکن اس باب میں قول فیصل امام نسائی کے قول کو قرار دینا چاہیے اور وہ فرماتے ہیں: الشبہ بالحق یہی ہے کہ میرا سال پیدائش ۲۱۵ھ ہے۔ حافظ ذہبی اور حافظ عسقلانی کا بھی یہی مختار ہے۔^۱ لیکن شاہ عبدالعزیز نے آپ کا سال ولادت ۲۱۴ھ بیان کیا ہے۔

ابتدائی حالات

ابتدائی تعلیم کے بعد پندرہ سال کی عمر میں امام نسائی نے علم حدیث کی تحصیل شروع کی۔ سب سے پہلے وہ قتیبہ بن سعید بلخی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی خدمت میں ایک سال دو ماہ رہ کر علم حدیث حاصل کیا۔^۲ بعد ازاں دوسرے اساتذہ حدیث کی طرف رجوع کیا۔

احادیث کے لئے سفر

امام نسائی نے دور دراز شہروں میں جا کر علم حدیث کا اکتساب کیا اور احادیث کی طلب اور روایت کی خاطر متعدد سفر اختیار کیے۔ جن شہروں میں جا کر آپ نے علم حدیث حاصل کیا۔ ان میں حجاز، عراق، شام، خراسان اور مصر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ کا مولد اور وطن خراسان ہے لیکن بعد میں آپ نے مصر میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

۱..... امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۴۸۷ھ تذکرہ الحفاظ ج ۱ ص ۶۹۸

۲..... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۳۸

۳..... امام ابو عبد اللہ ذہبی متوفی ۴۸۷ھ تذکرہ الحفاظ جلد ۲ ص ۶۹۸

اساتذہ و مشائخ

امام نسائی نے اپنے وقت کے نادر اور یگانہ روزگار مشائخ سے سماع حدیث کا شرف حاصل کیا جن میں ان حضرات کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ قتیبہ بن سعید، اسحاق بن راہویہ، ہشام بن عمار، عیسیٰ بن زغبہ، محمد بن نصر مروزی، ابو کریب، سوید بن نصر، محمود بن غیلان، محمد بن بشار، علی بن حجر، ابو داؤد سلیمان بن اشعث اور ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری۔^۱

تلامذہ

امام نسائی کے تلامذہ کا سلسلہ بھی بہت وسیع ہے۔ متعدد شہروں سے کثیر تعداد میں طلبہ آ کر آپ سے اکتساب فیض کیا کرتے تھے۔ چند تلامذہ کے اسماء یہ ہیں۔ عبد الکریم بن احمد نسائی، ابوبکر احمد بن اسحاق ابن انس، ابو علی الحسن بن الخضر الاسیوطی، الحسن بن رشیق العسکری، حافظ ابوالقاسم اندلسی، علی بن ابوجعفر طحاوی، ابوبکر بن حداد، فقیہ، ابوجعفر عقیلی، ابو علی بن ہارون، حافظ ابو علی نیشاپوری، ابوالقاسم طبرانی وغیرہم۔^۲

شخصیت اور عام حالات زندگی

امام نسائی ملیح رنگ کے نہایت خوبصورت شخص تھے۔ بے حد توانا اور جسم تھے۔ ان کے بدن پر عموماً خون کی سرخی دوڑتی رہتی تھی۔ ان کا دسترخوان انواع و اقسام کے لذیذ کھانوں سے پر رہتا تھا۔ عام طور پر مرغ وغیرہ بھنوا کر کھایا کرتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ کھانے کے بعد نمبذ پیا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ خوش وضع اور خوش پوشاک تھے اور انتہائی قیمتی اور عمدہ لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ آپ کی چار بیویاں تھیں اور کنیزوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے ساتھ رہتی تھی۔^۳

۱..... امام ابو عبد اللہ ذہبی متوفی ۴۳۸ھ 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲، ص ۶۹۸

۲..... شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ 'تہذیب التہذیب' ج ۱، ص ۲۷

۳..... الذہبی م ۴۳۸ھ 'التذکرۃ' ج ۲، ص ۶۹۸-۶۹۹

عبادت و ریاضت

امام نسائی بے حد عبادت گزار اور شب بیدار تھے۔ ایک دن روزہ دار ایک دن افطار صوم داؤدی طریقہ کو اپنایا ہوا تھا۔ طبیعت اور مزاج میں حد درجہ استغناء تھا۔ اس لیے حکام کی مجلس سے ہمیشہ احتراز کرتے تھے۔

امام نسائی عقائد میں بھی راسخ اور متصلب تھے۔ جس زمانہ میں معتزلہ کے عقیدہ خلق قرآن کا چرچا تھا۔ ان دنوں محمد بن اعین نے ایک مرتبہ عبداللہ بن مبارک سے کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ جو شخص آیہ کریمہ اننی انا اللہ لا الہ الا انا عبدنی کو مخلوق مانتے وہ کافر ہے۔ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: یہ حق ہے۔ امام نسائی نے جب یہ روایت سنی تو کہا: میرا بھی یہی مذہب ہے۔^۱

عبادات میں امام نسائی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ حافظ محمد بن مظفر اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں: امام نسائی دن کے وقت میں امیر مصر کے ساتھ جہاد کرتے اور رات ساری عبادت میں گزار دیتے تھے۔ طبعاً فیاض تھے اور مسلمان قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑایا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اسوہ رسول کو اپنانے اور اخلاق صالحین کے تخلق میں گزار دی یہاں تک کہ دمشق میں خوارج کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔^۲

تشیع کی بحث

امام نسائی اخیر عمر میں مصر سے دمشق تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگ امیر معاویہ کی شان اور فضیلت میں انتہائی عالی اور حضرت موئی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں انتہائی متعصب تھے بلکہ دمشق میں اس وقت اکثریت ہی ان لوگوں کی تھی جو حضرت علی کے بارے میں علی الاعلان بدگوئی کیا کرتے تھے۔ امام نسائی نے جب

۱..... الذہبی م ۴۸۷ تذکرۃ ج ۲ ص ۷۰۰

۲..... امام ابو عبداللہ ذہبی متوفی ۴۸۷ھ تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ص ۷۰۰

وہاں بد عقیدگی کی یہ فضا دیکھی تو اصلاح عقائد کی غرض سے حضرت علی کے مناقب پر مشتمل کتاب الخصال تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کی تصنیف سے ان کا مقصد حضرت علی کے فضائل اور مناقب کا احصاء کرنا تھا۔ اس لیے اس میں بعض ایسی روایات بھی آگئی ہیں جو روایت اور روایت کے اصول پر صحیح نہیں ہیں۔

خصائل کی تصنیف کے بعد امام نسائی نے دمشق کی جامع مسجد میں لوگوں کے سامنے اس کو پڑھ کر سنایا۔ چونکہ یہ کتاب وہاں کے لوگوں کے نظریات کیخلاف تھی اس لیے اس کتاب کو سن کر وہاں کے لوگ مشتعل ہو گئے۔ مجمع سے کسی شخص نے کہا ہمیں آپ کوئی ایسی روایت سنائیں جس سے حضرت معاویہ کی حضرت علی پر برتری ظاہر ہو۔ آپ نے جواب میں فرمایا: کیا معاویہ کے لئے علی کے مساوی ہونا کافی نہیں ہے جو تم برتری کا سوال کر رہے ہو۔ کسی نے کہا: آپ حضرت معاویہ کے فضائل بھی بیان کریں۔ آپ نے جواب میں فرمایا: مجھے معاویہ کے بارے میں لا اشبع اللہ بطنہ کے سوا اور کوئی حدیث نہیں ملی۔ اس بات کا سننا تھا کہ وہ لوگ آگ بگولہ ہو گئے اور تمام آداب کو بالائے طاق رکھ کر انہوں نے آپ کو زد و کوب کرنا شروع کر دیا۔ اس حادثہ میں آپ کو شدید ضربات پہنچیں۔ بعض اشقیاء نے آپ کے جسم کے نازک حصوں پر بھی لٹھیاں ماریں جس کی وجہ سے آپ بہت نڈھال اور بے حال ہو گئے۔

یہ ہے وہ قضیہ جس کی بنا پر بعض لوگوں نے آپ کو رخص کی طرف منسوب کر دیا حالانکہ اس الزام سے آپ کا دور کا علاقہ بھی نہیں تھا۔ بعض لوگوں نے اس باب میں بن خلکان کی اس عبارت سے دھوکا کھایا ہے۔ وکان یتشیع^۱ (وہ تشیع کرتے تھے) علامہ ابن خلکان نے امام نسائی کے لئے تشیع کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور تشیع اور رخص

۱..... ایضاً..... ص ۶۹۹ تا ۷۰۰

۲..... قاضی شمس الدین احمد بن محمد المعروف بابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ دنیات الاعیان جلد ۱ ص ۳۵

میں بہت فرق ہے اس کی تحقیق کے لئے علامہ ابن حجر کا یہ کلام ملاحظہ فرمائیے:
 فالتشيع في عرف المتقدمين هو اعتقاد تفضيل علي علي
 عثمان وان كان عليا مصيبا في حروبه وان معارفة معطى
 مع تقديم الشيخين وتفضيلهما الي ان قال واما التشيع في
 عرف المتأخرين فهو الرفض المحض.

(شہاب الدین ابن حجر العسقلانی التونی ۸۵۲ھ تہذیب العہدیب جلد ۱ ص ۹۷)

متقدمین کی اصطلاح میں حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت دینے کو
 تشیع کہتے ہیں جبکہ حضرت علی کو تمام جنگوں میں حق پر اور ان کے مخالف
 کو خطا کار مانا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت علی پر شیخین کے تقدم
 اور ان کی فضیلت کو بھی مانا جائے اور متاخرین کی اصطلاح میں تشیع محض
 رفض کو کہتے ہیں۔

نیز علامہ عسقلانی اسی موضوع پر بحث کرتے ہوئے مقدمہ فتح الباری میں لکھتے ہیں:
 والتشيع محبة علي وتقديمه علي الصحابة فمن قدمه علي
 ابي بكر وعمر فهو غال في تشيعه و يطلق عليه رافضي ولا
 فشيعي فان انضاف الي ذلك السب او التصريح بالبغيض فغال
 في الرفض. (مدی الساری ج ۲ ص ۳۱)

حضرت علی کی محبت اور انہیں صحابہ سے افضل جانے کو تشیع کہتے ہیں پس
 جو شخص انہیں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے بھی افضل جانے وہ غالی
 شیعہ ہے جس کو رافضی کہتے ہیں ورنہ وہ شیعہ ہے اور اگر وہ شیخین کو سب
 و شتم بھی کرے یا ان سے بغض ظاہر کرے تو وہ غالی رافضی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص حضرت علی کو شیخین سے افضل جانے وہ رافضی اور جو ان
 کو حضرت عثمان سے افضل جانے وہ شیعہ ہے لیکن امام نسائی کی تصانیف سے یہ کہیں

ثابت نہیں ہوتا کہ وہ حضرت علی کو شیخین یا حضرت عثمان پر فضیلت دیتے ہوں۔ انہوں نے اپنی کتاب السنن میں بیعت حضرت ابوبکر کے وقت حضرت عمر کا یہ فرمان روایت کیا ہے: الستم تعلمون ان رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قدامر ابابکر ان یصلی بالناس فایکم تطیب نفسه ان یتقدم ابابکر قالوا نعوذ باللّٰه ان نتقدم ابابکر (امام ابو عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ شیخ نسائی ج ۱ ص ۷۹) (حضرت عمر نے سقیفہ بنو ساعدہ میں مہاجرین اور انصار کے اجتماع سے خطاب کر کے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو امامت کرانے کا حکم دیا؟ پھر تم میں سے کون ابوبکر پر مقدم ہونا چاہتا ہے۔ ان سب نے بیک زبان ہو کر کہا ہم ابوبکر پر مقدم ہونے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں) امام نسائی کی اس روایت کے ہوتے ہوئے ان کی طرف تشیع کی نسبت کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جبکہ انہوں نے باقی صحابہ کے فضائل بھی تصنیف کیے ہیں۔ چنانچہ ان کے شاگرد محمد بن موسیٰ مامونی فرماتے ہیں:

سمعت قد ماينكرون علي ابى عبدالرحمان كتاب
الخصائص لعلی رضی اللہ عنہ وترکہ تصنیف فضائل
الشیخین فذکرت له ذالك فقال دخلت دمشق والمنحرف
عن علی بها کثیر فصنفت کتاب الخصائص رجوت ان
یهدیهم اللہ ثم انه صنف بعد ذالك الصحابة.

(ابو عبدالرحمان شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرہ الحفاظ ج ۲ ص ۱۹۹)

مجھے معلوم ہے کہ بعض لوگ حضرت علی کے فضائل لکھنے اور فضائل شیخین پر کچھ لکھنے کا وجہ سے امام ابو عبدالرحمان نسائی کا انکار کرتے ہیں تو میں نے اس مسئلہ پر امام نسائی سے گفتگو کی تو انہوں نے فرمایا: جب میں دمشق گیا تو وہاں اکثر لوگوں کو حضرت علی سے منحرف پایا۔ پس میں نے خصائص

علی اس توقع سے تصنیف کیے کہ وہ لوگ راہ راست پر آ جائیں۔ مامونی کہتے ہیں اس کے بعد انہوں نے باقی صحابہ کے فضائل بھی تصنیف کئے۔ اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ امام نسائی حسب مراتب تمام صحابہ کے فضائل کے متقدّم تھے۔ البتہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علی سے محبت میں شدت کی وجہ سے ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا تشیع کی طرف میلان تھا۔ اسی وجہ سے ابن کثیر نے لکھا ہے وقد قيل عنه انه كان ينسب الى شيء هو التشيع (کہا گیا ہے کہ وہ کچھ تشیع کی طرف مائل تھے)

نصایف

امام نسائی نے کثرت مشاغل کے باوجود متعدد کتب تصنیف کی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) السنن الکبریٰ (۲) المجتبیٰ (۳) خصائص علی (۴) مسند علی (۵) مسند مالک (۶) مسند منصور (۷) فضائل الصحابة (۸) کتاب التمییز (۹) کتاب المد سلین (۱۰) کتاب الضعفاء (۱۱) کتاب الاخوة (۱۲) کتاب الجرح والتعديل (۱۳) مشیخہ النسائی (۱۴) اسماء الرواة (۱۵) مناسک حج۔

وفات

امام نسائی نے جب دمشق کی مسجد میں خصائص علی کا اقتباس سنایا اور لوگوں نے آپ کو زد و کوب کیا تو خدام اٹھا کر آپ کو گھر لے آئے۔ آپ نے فرمایا: مجھے فوراً مکہ معظمہ پہنچا دو تا کہ مکہ یا اس کے راستہ میں میرا انتقال ہو جائے چنانچہ مکہ معظمہ پہنچنے پر ۱۳ فروری ۳۰۳ھ کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ وصال کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان آپ کو دفن کر دیا گیا اور بعض روایات کے مطابق مکہ جاتے ہوئے راستہ میں رملہ (فلسطین) کے مقام پر آپ کا وصال ہو گیا اور وہاں سے آپ کی نعش مکہ معظمہ پہنچائی گئی۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ بستان الحدیث ص ۱۸) حافظ ذہبی کے قول کے مطابق یہی بات صحیح ہے۔

سنن نسائی

امام نسائی کی سنن کتب صحاح ستہ میں انتہائی اہم حیثیت رکھتی ہے۔ امام نسائی نے اپنی کتاب میں عام طور پر صحیح الاسناد روایات بیان کی ہیں حافظ سیوطی زہر الربی میں لکھتے ہیں کہ امام نسائی نے فرمایا ہے کہ کتاب السنن کی اکثر احادیث صحیح ہیں۔ البتہ بعض احادیث معلول ہیں اور جس انتخاب کا نام مجتبیٰ رکھا گیا ہے اس کی کل احادیث صحیح ہیں (امام نسائی کا یہ قول تقریب پر محمول ہے ورنہ المجتبیٰ میں بھی شاذ منکر اور معلل روایات موجود ہیں۔ منہ)۔ بعض مشاہیر علماء نے بیان کیا ہے کہ سنن نسائی امام بخاری اور امام مسلم دونوں کے طریقوں کی جامع ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب افادیت میں ان کی کتابوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ امام نسائی نے اپنی سنن میں صرف روایات کو جمع ہی نہیں کیا بلکہ علل حدیث اور دیگر فنون حدیث کا بھی بیان فرمایا ہے۔ حافظ ابو عبد اللہ بن رشید فرماتے ہیں: علم حدیث میں جس قدر کتابیں تالیف ہوئی ہیں یہ کتاب تصنیف کے لحاظ سے ان سب سے بہتر اور ترتیب کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ ہے۔ خصوصیات کے لحاظ سے یہ بخاری اور مسلم کے اسلوب کی جامع اور بیان علل

میں یہ ان سے منفرد اور ممتاز ہے۔ (حافظ شمس الدین سخاوی متونی ۹۰۲ھ فتح المغیب ص ۱۲)

حافظ سیوطی لکھتے ہیں کہ امام ابوالحسن نے کہا ہے کہ جب تم محدثین کی روایات پر نظر ڈالو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ جس حدیث کا نام نسائی اخراج کرتے ہیں۔ وہ باقی محدثین کے اخراج کی بہ نسبت صحت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ (حافظ جلال الدین

سیوطی متونی ۹۱۱ھ مقدمہ زہر الرئی (ص ۳۰) بعض مغار بہ سنن نسائی کو صحیح بخاری پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ حافظ سخاوی فرماتے ہیں: بعض مغربی محدثین نے تصریح کی ہے کہ امام نسائی کی کتاب امام بخاری کی صحیح سے زیادہ بہتر ہے۔ (حافظ ٹمس الدین سخاوی متونی ۹۰۲ھ فتح المغیب ص ۱۲) اور محدث ابن احمر نے اپنے بعض مشائخ سے یہاں تک روایت کیا ہے کہ سنن نسائی علم حدیث کی تمام مصنفات میں سب سے افضل ہے اور کتب اسلامیہ میں سنن نسائی اپنی نظیر نہیں رکھتی۔

(حافظ ٹمس الدین سخاوی متونی ۹۰۲ھ فتح المغیب ص ۱۲)

تسمیہ اور سبب تالیف

امام نسائی نے ابتداء میں حدیث کی ایک مبسوط کتاب تالیف کی جس کا نام سنن کبریٰ رکھا۔ سید جمال الدین فرماتے ہیں: یہ ایک عظیم کتاب ہے اور طرق حدیث کے جمع اور بیان مخرج میں آج تک اس کتاب کی کوئی نظیر سامنے نہیں آئی۔

(محدث ملا علی قاری متونی ۱۰۱۲ھ مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۲۵)

امام نسائی نے تالیف کے بعد امیر رملہ (فلسطین) کے سامنے اس کتاب کو پیش کیا۔ امیر نے پوچھا: کیا آپ کی اس کتاب میں تمام احادیث ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، اس میں صحیح اور حسن دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں۔ امیر نے عرض کیا: آپ اس کتاب میں سے میرے لیے ان احادیث کو منتخب فرمادیں جو تمام صحیح ہوں۔ لہذا امیر کی اس فرمائش پر آپ نے سنن کبریٰ میں سے احادیث صحیحہ کا انتخاب فرمایا اور وہ احادیث جن کی اسانید میں کلام کیا گیا تھا۔ اس مجموعہ سے خارج کر دیں اور اس انتخاب کا نام انہوں نے المجتبیٰ رکھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں: یہ نام المجتبیٰ ہے۔ بہر حال ان دونوں لفظوں میں معنی مقاربت ہے۔ مجتبیٰ کے معنی منتخب کے ہیں اور مجتبیٰ اجتناء سے ماخوذ ہے جس کے معنی درخت سے پختہ میوے چننے کے ہیں۔ اس کتاب کو سنن صغریٰ بھی کہتے ہیں اور عرف عام میں یہ سنن نسائی کے نام سے مشہور ہے اور جب

محدثین مطلقاً رواہ النسائی کہتے ہیں تو اس سے ان کی مراد یہی کتاب ہوتی ہے۔ اسی طرح جب مطلقاً کتب ستہ یا اصول ستہ کہیں تو ان کتب ستہ میں یہی کتاب معتبر ہوتی ہے۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ بتان اُحد شین ص ۲۹۷) اور اطلاقات محدثین میں سنن کبریٰ کا اعتبار نہیں ہوتا۔

مصنف سنن نسائی کی تحقیق

تمام علماء اور محققین کے نزدیک یہ امر معروف اور محقق ہے کہ کتاب السنن امام نسائی کی تصنیف ہے اس کے برخلاف حافظ ذہبی نے یہ کہا ہے کہ یہ کتاب امام نسائی کے شاگرد ابن السنی کی تصنیف ہے کیونکہ انہوں نے ہی سنن کبریٰ کا اختصار کیا اور اس کا نام المجتبیٰ رکھا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: بل المجتبیٰ اختصار ابن السنی تلمیذ النسائی۔ (علامہ محمد بن اسماعیل امیر یمنی، توضیح الافکار ج ۱ ص ۲۲۱) لیکن جمہور علماء اور محققین اس تحقیق میں ان کا ساتھ نہیں دیتے کیونکہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اور حافظ سیوطی، ملا علی قاری شیخ عبدالحق اور شاہ عبدالعزیز وغیرہم نے اپنی اپنی تصانیف میں امیر رملہ کی فرمائش کا واقعہ بیان کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ امام نسائی نے خود اس کتاب کا سنن کبریٰ سے اختصار کیا ہے۔ نیز حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام نسائی کو تہذیب التہذیب میں صاحب کتاب السنن کے نام سے تعبیر کیا ہے اور ابن السنی کے ساتھ امام نسائی کے نو شاگردوں کا ذکر کیا ہے جو امام نسائی سے کتاب السنن کی روایت کرتے ہیں۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۷) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کتاب السنن کے بارے میں امام نسائی خود فرماتے ہیں: کتاب السنن صحیح کلمہ۔ (امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ مقدمہ زہر الربی ص ۲۵) اس تفصیل کے بعد اس بات میں شک کرنے کی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ کتاب خود امام نسائی کی تالیف ہے۔

امام نسائی نے اپنی اس تصنیف کی ترتیب اور تالیف میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ اکثر کتب صحاح کے اسالیب کا جامع ہے انہوں نے امام بخاری کی طرح ایک حدیث کو متعدد ابواب میں ذکر کر کے اس سے مختلف مسائل کا اثبات کیا ہے۔ امام مسلم کے طرز پر ایک حدیث کے تمام طرق کو اختلاف الفاظ کے ساتھ روایت کر کے ایک جگہ جمع کیا ہے۔ امام ابوداؤد کے انداز پر صرف احکام فقہیہ سے متعلق احادیث کی تدوین کی ہے اور امام ترمذی کی طرح احادیث کے ذیل میں ان پر فنی نقطہ نگاہ سے گفتگو کی ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں جن میں سے چند کا ذکر مع امثلہ کیا جاتا ہے۔

(۱) امام بخاری کی طرح امام نسائی بھی ایک حدیث کو متعدد مسائل کے اثبات کے لئے مختلف ابواب کے تحت ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً اسامۃ بن عمیر سے ایک روایت ہے: ان الله عزوجل لا يقبل صلوة بغير طهور ولا صدقة من غلول۔ اس حدیث کو امام نسائی نے کتاب الطہارۃ میں بھی ذکر کیا ہے اور کتاب الزکوٰۃ میں بھی۔ اسی طرح ضمام بن ثعلبہ کی وہ روایت جس میں اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ارکان اسلام دریافت کئے ہیں اس کو امام نسائی نے کتاب الصلوٰۃ کے باب کھ فرضت فی الیوم والیله اور کتاب الایمان میں باب الزکوٰۃ کے تحت ذکر کیا۔ نیز حدیث جبرئیل کو کتاب الایمان کے باب نعت الایمان اور باب صفت الایمان والسلام میں ذکر کیا ہے۔

(۲) ایک حدیث جس قدر طرق اور اسانید سے مروی ہو امام نسائی اس حدیث کو اختلاف الفاظ کے ساتھ ان تمام طرق سے ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں جیسا کہ امام مسلم کا طریقہ ہے لیکن امام نسائی میں یہ خوبی زائد ہے کہ وہ تمام طرق ذکر کرنے کے بعد بسا اوقات ان طرق میں جو اسانید مجروح ہوں ان کی نشاندہی کر دیتے ہیں اور

بسا اوقات ان طرق کے درمیان محاکمہ کرتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ ان میں کون سا طریقہ صحیح اور کون سا مبنی برخطا ہے اور اگر تمام اسانید صحیح ہوں تو بتلاتے ہیں کہ ان میں سے کون سا طریقہ اصح ہے اور ارجح کون سی اسناد ہے۔ مثلاً امام نسائی باب النہی عن التہجل کے تحت وہ حدیث لائے جس میں حضور نے تجرد سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کو انہوں نے پانچ طرق سے ذکر کیا ہے جن میں سے تین طرق پر جرح کی ہے۔ ایک روایت اسماعیل بن مسعود کی ہے جس کی سند میں اشعث ہے۔ دوسری روایت اسحاق بن ابراہیم کی ہے جس کی سند میں قتادہ ہے۔ فرماتے ہیں: قتادہ اشعث سے زیادہ احفظ اور اشعث اثبت ہے مگر اشعث کی حدیث اشبہ بالصواب ہے۔ تیسری روایت یحییٰ بن موسیٰ کی ہے۔ اس کی سند میں اوزاعی ہیں جو زہری سے روایت کرتے ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں: اوزاعی کا زہری سے سماع ثابت نہیں ہے۔ اسی طرح باب التوقیت فی الخیار کے تحت وہ حدیث لائے ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو اختیار دیا تھا کہ وہ تنگی گذران کی وجہ سے حضور کو چھوڑ دیں یا اس کے باوجود حضور کے نکاح میں رہیں۔ اس حدیث کو انہوں نے دو سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ پہلی سند یونس بن عہد عن ابن وہب عن موسیٰ بن علی ہے اور دوسری سند محمد بن عبدالاعلیٰ عن محمد بن ثور عن معمر ہے۔ ان دونوں سندوں کے ساتھ حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد دوسری حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن هذا خطأ والاول اولی بالصواب - (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۸۶) اسی طرح مردار جانور کی کھال کے استعمال کے جواز میں حدیث ان لا تتفعدوا من البیتۃ باہاب کو انہوں نے جلود المیتۃ میں اختلاف الفاظ کے ساتھ چار اور طرق سے ذکر کیا ہے۔ اس طرح اس حدیث کو انہوں نے اٹھارہ طرق سے ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد ان اٹھارہ طرق کے درمیان محاکمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: قال

ابو عبدالرحمان اصح ما فی هذا الباب فی جلود المیتة اذا دبغت حدیث الزهری عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس عن میمونہ (امام ابو عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۶۹) یعنی ان اٹھارہ حدیثوں میں جو صحیح ترین حدیث ہے وہ زہری کی۔ عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس عن میمونہ ہے اور وہ حدیث یہ ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر علی شاة میتہ ملقاة فقال لمن هذا فقالوا لمیونہ فقال ما علیہا لو انتفعت باہا بہا قالوا انہا میتة فقال انما حرم اللہ عزوجل اکلہا۔ (امام ابو عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۶۸)

(۳) بعض مرتبہ ایک حدیث سند غریب سے مرفوعاً مروی ہوتی ہے اور سند مشہور کے لحاظ سے وہ حدیث موقوف ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں امام نسائی اس کی غرابت اور وقف کا بیان کر دیتے ہیں مثلاً روایت کرتے ہیں۔ ان قتیبہ بن سعید عن مالک عن عمرو بن یحییٰ عن سعید بن یسار عن ابن عمر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی علی حبار وهو متوجه الی خیبر۔ اس کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں: قال ابو عبدالرحمان لانعلم احدا تابع عمرو بن یحییٰ عن قوله یصلی علی حبار و حدیث یحییٰ بن سعید عن انس الصواب موقوف۔ (امام ابو عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۷۶) یعنی اس حدیث کے رفع میں عمرو بن یحییٰ متفرد ہیں اور اصل میں یہ حدیث موقوف ہے۔

(۴) بعض اوقات ایک حدیث مضطرب المتن ہوتی ہے یعنی راوی ایک حدیث کے متن کو دوسری حدیث کے متن میں ملا دیتا ہے۔ ایسی صورت میں امام نسائی اس کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی ہے: عن عائشہ قالت مالعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لعنة تذاکر وکان اذا کان قریب عهد بجبرئیل علیہ السلام یدارسہ کان اجود بالخیر من الريح

البرسلة۔ دراصل یہ الگ الگ حدیثیں ہیں جن کو راوی نے ملا دیا ہے۔ امام نسائی لکھتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن هذا خطأ وادخل هذا حديثا في حديث. (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۲۱۳)

(۵) بعض اوقات ایک حدیث فی نفسہ مشہور ہوتی ہے لیکن بعض الفاظ کے لحاظ سے اس کو غریب قرار دیا جاتا ہے۔ ایسی شکل میں امام نسائی اس کی غرابت کا بیان کر دیتے ہیں مثلاً وہ روایت کرتے ہیں۔ اخبرنا علی بن حجر اخبرنا علی بن مسهر عن الاعس عن ابی رزین و ابی صالح عن ابی هريرة قال قال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذا ولغ الكلب في اناء احدكم فليرقه فليغسله سبع مرات۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۰) اس حدیث میں صرف علی بن مسهر نے فلیرقہ کے الفاظ کی روایت کی ہے۔ دوسرے راوی اس کی متابعت نہیں کرتے اس لیے امام نسائی فرماتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن لا اعلم احدا تابع علي بن مسهر علي قوله فليرقه۔

(۶) جو حدیث شاذ اور غیر محفوظ ہو اس کی تصریح کر دیتے ہیں مثلاً حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں: ان رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَيْهَا مَسْكِي ذَهَبٍ الْحَدِيث۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۲۳۵) اس کے بعد فرماتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن هذا غير محفوظ۔ یعنی یہ حدیث شاذ ہے۔

(۷) جو حدیث منکر ہو اس کی تعیین کر دیتے ہیں مثلاً انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے ایک روایت ذکر کی ہے کہ حضور نے فرمایا: امرك بيدك تين تلاقين ہیں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن هذا حديث۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۸۲) یعنی یہ حدیث منکر ہے۔

(۸) بعض اوقات ایک حدیث کسی راوی سے موصولاً ذکر کرتے ہیں لیکن وہ

روایت در حقیقت مرسل ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں امام نسائی اس کا ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: اخبرنا محمد بن وہب قال حدثنا محمد بن سلمة عن ابی عبدالرحیم قال حدثنی زید بن ابی انیسہ عن طلحة بن مصرف عن یحییٰ بن سعید عن انس بن مالک قال قدم اعراب من عرینة الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث۔ اس کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں: قال ابو عبدالرحمن لا نعلم احد اقال عن یحییٰ بن انس فی هذا الحدیث غیر طلحة والصواب عندی واللہ اعلم یحییٰ عن سعید بن المسیب مرسل۔ (امام ابو عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی، ج ۱، ص ۳۳) یعنی اس حدیث کے تمام طرق میں سے صرف طلحہ نے عن یحییٰ عن سعید عن انس روایت کر کے اس کو موصول قرار دیا اور درحقیقت یہ حدیث سعید بن المسیب سے مرسل مروی ہے۔

(۹) امام نسائی حدیث مرسل اور منقطع میں کوئی فرق نہیں کرتے اور حدیث منقطع پر بھی مرسل کا اطلاق کر دیتے ہیں مثلاً وہ روایت کرتے ہیں۔ اخبرنا اسحاق بن ابراہیم قال حدثنا نصر بن محمد البروزی ثقة قال حدثنا العلاء بن المسیب عن عمرو بن مرة عن طلحة بن یزید الانصاری عن حذیفہ انه صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فرکع فقال فی رکوعہ سبحان ربی العظیم مثل ما کان قائماً الحدیث۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں: قال ابو عبدالرحمان هذا الحدیث عندی مرسل و طلحة بن یزید لا اعلم سمع من حذیفہ وغیر العلاء بن المسیب قال فی هذا الحدیث عن طلحة عن رجل عن حذیفہ۔ (امام ابو عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی، ج ۱، ص ۱۷۲) خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث میں طلحہ اور حذیفہ کے درمیان ایک اور شیخ کا واسطہ ہے جس کا دوسرے راوی ذکر کرتے ہیں مگر طلحہ نے اس کا ذکر نہیں کیا اس لیے یہ حدیث منقطع قرار پائی اور امام نسائی نے

اس کو مرسل کہا ہے۔ خیال رہے کہ امام نسائی کا حدیث منقطع پر مرسل کا اطلاق کرنا بعض محدثین کے مذہب کے مطابق ہے کیونکہ بہت سے محدثین مثلاً امام ابوزرعہ ابو حاتم اور دارقطنی وغیرہ حدیث مرسل اور منقطع میں فرق نہیں کرتے۔

(۱۰) بعض دفعہ شیخ کی بیان کی ہوئی سند میں کسی راوی کا نام صحیح نہیں ہوتا تو حدیث ذکر کرنے کے بعد امام نسائی راوی کی اصلاح کر دیتے ہیں مثلاً روایت کرتے ہیں اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبداللہ وھوا بن مبارک عن شعبہ عن مالک عن عرفطۃ عن عبد خیر عن علی انہ اتی بکرسی فقعد علیہ ثم دعا بتورفیہ ماء الحدیث۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں: قال ابو عبدالرحمان ھذا خطأ والصواب خالد بن علقمة ایس مالک بن عرفطۃ۔ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۳) یعنی سند حدیث میں جس راوی کا نام مالک بن عرفطہ ذکر کیا گیا ہے اس کا نام اصل میں خالد بن علقمہ ہے۔

(۱۱) اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی غریب راوی آجائے تو اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ مثلاً روایت کرتے ہیں اخبرنا بشر بن خالد العسکری قال حدثنا عنہ وقال حدثنا شعبۃ عن سلیمان و منصور و حباد و مغیرہ و ابی ہاشم عن ابی وائل عن عبداللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی التَّشْهَدِ التَّحِیَّاتِ لِلَّهِ الْحَدِیْث۔ اس کے بعد لکھتے ہیں قال ابو عبدالرحمان ابو ہاشم غریب۔ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۱۷)

(۱۲) بعض اوقات سند حدیث میں کوئی راوی قوی نہیں ہوتا تو اس کا تعین کر دیتے ہیں۔ مثلاً روایت کرتے ہیں: اخبرنا احمد بن نصر قال حدثنا یحییٰ بن ابی بکیر قال حدثنا ابو جعفر الرازی عن محمد بن المنکدر عن سعید بن جبیر عن عائشۃ ان رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

فذكر نحوه۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن ابو جعفر الرازي ليس بالقوى في الحديث (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۳)۔ یعنی اس سند میں ابو جعفر نام کا ایک راوی ہے جو قوی نہیں ہے۔

(۱۳) اسی طرح اگر سند میں کوئی راوی ضعیف ہو تو اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں مثلاً روایت کرتے ہیں۔ اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارك قال حدثني يحيى بن اسحاق قال حدثنا محمد بن سليمان عن سهيل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من صلى في يوم ثنتي عشرة ركعة الحديث۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن هذا خطأ و محمد بن سليمان ضعيف وهو ابن الاصبهاني۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۵) یعنی اس سند میں محمد بن سلمان نام کا ایک ضعیف راوی ہے۔

(۱۴) اگر ایک نام کے دو راوی ہوں اور ان میں سے ایک راوی ضعیف اور دوسرا قوی ہو تو اس کا بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً روایت کرتے ہیں: اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن بزيع قال ثنا بشر يعني ابن الفضل قال اخبرنا عبد الرحمن بن اسحاق عن الزهري عن سهل بن سعد قال رايت مروان بن الحكم جالسا الحديث۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن عبد الرحمن بن اسحاق هذا ليس به باس و عبد الرحمن بن اسحاق يروي عنه علي بن مسهر و ابو معاوية و عبد الواحد بن زياد عن النعمان بن سعد ليس بثقة۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۴۳) یعنی عبد الرحمن بن اسحاق نام کے دو راوی ہیں ایک وہ جن سے بشر بن مفضل اور ابراہیم بن طہمان روایت کرتے ہیں۔ یہ قوی راوی ہیں اور اس حدیث میں انہیں سے روایت ہے اور ایک عبد الرحمن بن اسحاق وہ ہیں جن

سے علی بن مسہر اور ابو معاویہ وغیرہ روایت کرتے ہیں یہ ضعیف راوی ہیں۔

(۱۵) بعض دفعہ کسی راوی میں کوئی ابہام ہوتا ہے تو اس کی کسی صفت کا ذکر کر

کے اس ابہام کا ازالہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ اثناء سند میں محمد بن ابراہیم کا ذکر کیا پھر اخیر میں اس کی وضاحت کی کہ وہ ابو بکر بن ابی شیبہ کے والد ہیں۔ لہذا لکھتے ہیں:

قال ابو عبد الرحمن محمد بن ابراهيم والد ابى بكر بن ابي شيبه.

(امام عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۶)

(۱۶) بسا اوقات امام نسائی حدیث کے راویوں کے مراتب اور ایک استاذ کے

متعدد شاگردوں کے درجات کا بھی تعین کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے وتر کے بعد ذکر

بالجہر کے جواز پر یہ روایت ذکر کی: فاذا اراد ان ينصرف قال سبحان الملك

القدوس ثلاثا يرفع بها صوته۔ اس روایت کو اختلاف الفاظ کے ساتھ انہوں نے

پانچ طرق سے ذکر کیا ہے۔ اولاً یہ روایت قاسم بن یزید سے ثانیاً محمد بن عبید سے اور

ثالثاً ابو نعیم سے ذکر کی ہے پھر ان تینوں طرق کے مراتب کا فرق بیان کیا ہے۔

فرماتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن ابو نصير اثبت عندنا من محمد بن

عبيد ومن قاسم بن يزيد۔ یعنی پہلے دو راویوں کی نسبت ابو نعیم راجح ہے اور

ابو نعیم سفیان سے روایت کرتے ہیں۔ اس لیے سفیان کے شاگردوں میں ابو نعیم کی

حدیث متعین ہوتے ہوئے لکھتے ہیں: واثبت اصحاب سفیان عندنا والله

اعلم بحم بن سعيد القطان ثم عبدالله بن المبارك ثم وكيع بن

الجرير ثم عبدالرحمان بن مهدي ثم ابو نعيم۔ (امام عبدالرحمان نسائی متوفی

۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۰) یعنی سفیان کے شاگردوں میں ابو نعیم پانچویں درجہ میں شمار

ہوتے ہیں۔

(۱۷) بعض دفعہ امام نسائی کسی حدیث کی تخریج میں دوسرے ائمہ حدیث سے

اختلاف کرتے ہیں۔ پھر اپنے موقف پر عقلی اور نقلی دلائل فراہم کرتے ہیں۔ مثلاً

انہوں نے ایک روایت ذکر کی: اخبرنا اسحاق بن ابراہیم قال قرأت علی ابی قرۃ موسیٰ بن طارق عن ابن جریج قال حدثنا عبداللہ بن عثمان بن خثیم عن ابی الزبیر عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین رجع من عمرة الجعرانة بعث ابابکر علی الحج الحدیث۔ اس حدیث کی سند میں ابن جریج اور ابوالزبیر کے درمیان ایک راوی ہے۔ ابن خثیم جو ضعیف ہے۔ دوسرے ائمہ حدیث جب اس روایت کو ذکر کرتے ہیں تو ابن جریج اور ابوالزبیر کے درمیان ابن خثیم کا ذکر نہیں کرتے۔ امام نسائی نے اس کا ذکر اس وجہ سے کیا ہے کہ درمیان میں اس کا ذکر نہ کرنے کی صورت میں یہ حدیث منقطع ہو جائے گی۔ چنانچہ لکھتے ہیں: قال ابو عبدالرحمان ابن خثیم لیس بالقوی فی الحدیث وانما اخرجت هذا لئلا يجعل ابن جریج عن ابی الزبیر۔ پھر اپنی تخریج کی تائید کے لئے ان محدثین کے حوالے دیتے ہیں جنہوں نے ابن خثیم کا اسناد میں ذکر کیا ہے۔ پس لکھتے ہیں: وما کتبناہ الا عن اسحاق بن راہویہ بن ابراہیم۔ ویحییٰ بن سعید القطان لم یتروک الحدیث ابن خثیم ولا عبدالرحمان یعنی اسحاق یحییٰ اور عبدالرحمان یہ سب لوگ ابن خثیم سے روایت کرتے ہیں۔ اخیر میں ابن خثیم کے ضعف کی وجہ بتلاتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

ان علی بن المدینی قال ابن خثیم منکر الحدیث۔

(امام ابو عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۳۴)

(۱۸) سنن نسائی میں ایک جگہ امام نسائی نے ایک حدیث سب سے طویل اسناد

کے ساتھ بیان فرمائی ہے جس میں چھ تابعین کا ذکر ہے اور اس حدیث کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں۔ میرے علم میں اس سے طویل اسناد اور کوئی نہیں ہے وہ روایت یہ ہے: اخبرنا محمد بن بشار حدثنا عبدالرحمان حدثنا زائدة عن منصور عن ہلال بن سیاف عن ربیع بن خثیم عن عبر بن میمون عن

ابی لیلیٰ عن امراة عن ابی ایوب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قل هو اللہ احد ثلث القران قال ابو عبدالرحمان ما اعرف اسناد اطول من هذا۔ (امام ابو عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۰۰)

(۱۹) بعض دفعہ متن حدیث میں کوئی مشکل لفظ مستعمل ہوتا ہے تو امام نسائی اس کا آسان لفظ کے ساتھ معنی بیان کر دیتے ہیں چنانچہ امام نسائی نے ایک روایت ذکر کی کہ ایک اعرابی نے مسجد میں آ کر پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام اس کو ڈانٹنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تذرموه امام نسائی اس کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: قال ابو عبدالرحمان یعنی لا تقطعوا علیہ۔

(امام ابو عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۹)

(۲۰) امام نسائی نے حسن صغریٰ کی تالیف میں انتہائی غور و فکر، تتبع اور تحقیق سے کام لیا ہے اس کے باوجود جس بات کی کنہ تک پہنچنے سے قاصر رہتے ہیں صاف کہہ دیتے ہیں۔ لم افہم کما اردت میں اس بات کو حسب منشا نہیں سمجھ سکا۔

شرايط

فن حدیث کے ماہرین نے امام نسائی کی شرائط کو بڑی اہمیت سے بیان کیا ہے۔ بعض لوگ شرائط کے لحاظ سے امام نسائی کو امام مسلم پر ترجیح دیتے تھے۔ حافظ ابوعلی نیشاپوری کہتے ہیں: رجال میں امام نسائی کی شرائط امام مسلم سے زیادہ سخت ہیں اسی طرح حاکم نیشاپوری اور خطیب بغدادی نے بھی امام نسائی کی شرائط کو امام مسلم کی شرائط سے زیادہ سخت قرار دیا ہے۔

(حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۶)

اور بعض لوگ تو شرائط کے لحاظ سے امام نسائی کو امام بخاری پر ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ ابن طاہر کہتے ہیں میں نے امام ابوالقاسم سعد بن علی زنجانی سے ایک راوی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کی توثیق کی۔ میں نے کہا کہ امام نسائی تو اس کو

ضعیف قرار دیتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ رجال میں امام نسائی کی شرائط امام بخاری اور امام مسلم سے زیادہ سخت ہیں۔ (شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۷۰۰) اور حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ بہت سے راوی ایسے ہیں جن کی روایت کو امام ابوداؤد اور امام ترمذی قبول کر لیتے ہیں لیکن امام نسائی ان سے روایت نہیں لیتے بلکہ امام نسائی نے تو صحیحین کے راویوں کی ایک جماعت سے بھی روایت میں احتراز کیا ہے۔ (حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ مقدمہ زہر الرئی ص ۳۵)

امام نسائی کی شرائط کے بارے میں اس قسم کی اور بھی بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں لیکن ان کو ماننے میں ہمیں تامل ہے کیونکہ ان باتوں کے ماننے سے لازم آتا ہے کہ سنن نسائی کی احادیث صحت اور قوت کے اعتبار سے صحیحین کی احادیث سے زیادہ معتمد ہوں اور یہ واقعہ اور تحقیق کے سراسر خلاف ہے کیونکہ خود امام نسائی کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہے کہ ان کی اس کتاب میں شاذ، منکر، منقطع، معلول، مضطرب اور مرسل روایات بکثرت موجود ہیں اس لیے امام نسائی کی شرائط کے بارے میں ان کا اپنا بیان کیا ہوا ضابطہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ لا یتروک عندی حتی یجتمع الجميع علی تدک۔ یعنی وہ کسی راوی کو اس وقت جائز الروایت سمجھتے ہیں جب تک کہ اس کے ترک پر سب کا اتفاق نہ ہو اور سنن نسائی میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ اولاً کسی موضوع پر حدیث صحیح کو درج کرتے ہیں اور اگر حدیث صحیح نہ مل سکے تو حدیث ضعیف کو بھی لے آتے ہیں مگر اس کے ضعف کی تصریح کر دیتے ہیں۔

حافظ ابوبکر حازمی نے شروط الائمہ میں ذکر کیا ہے کہ امام ابوداؤد کی طرح امام نسائی بھی کامل الضبط اور کثیر الملازمۃ کامل الضبط اور قلیل الملازمۃ اور ناقص الضبط اور کثیر الملازمۃ راویوں کے ان طبقوں سے استیعاب کرتے ہیں اور ناقص الضبط اور قلیل الملازمۃ سے انتخاب کرتے ہیں اور پانچویں طبقہ سے اصلاً روایت نہیں کرتے۔

اور حافظ جلال الدین سیوطی نے مقدمہ زہر الرئی میں بیان کیا ہے کہ احادیث نسائی کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ احادیث جو بخاری اور مسلم میں ہیں۔

(۲) وہ احادیث جو بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق ہیں۔

(۳) وہ احادیث جن کا خود امام نسائی نے اخراج کیا اور اگر ان میں کوئی علت

تھی تو اس کا بیان کر دیا۔

تعداد مرویات

بعض تذکرہ نگاروں کی تصریح کے مطابق سنن نسائی کی مرویات کی کل تعداد پانچ ہزار سات سو اکتھ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تساع

کتاب السنن میں بعض مقامات پر تتبع کی کمی کی وجہ سے امام نسائی سے تساع بھی واقع ہوا ہے۔ عام طور پر کسی حدیث کے بارے میں امام نسائی یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ فرد ہے اور اس کا کوئی متابع نہیں ہے حالانکہ واقع میں اس کے بہت سے متابع ہوتے ہیں۔ مثلاً امام نسائی نے حماد سے فاطمہ بنت ابی جہیش کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذکر کیا ہے: انما ذالك عرق وليست بالحیضة فاذا قبلت الحیضة فدعی الصلوة واذا ادبرت فاغتسلی عنک الدم و توضی وصلی فانما ذالك عرق وليست بالحیضة۔ اس حدیث کے بارے میں امام نسائی فرماتے ہیں: قال ابو عبدالرحمان قدروی هذا الحدیث غیر واحد عن هشام بن عروة ولم یذکر فیہ و توضی غیر حماد۔ (امام ابو عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱، ص ۳۹) یعنی اس حدیث کے راویوں میں سے صرف حماد نے و توضی کا لفظ ذکر کیا ہے حالانکہ حماد اس زیادتی میں منفرد نہیں ہیں بلکہ اور راویوں نے بھی

اس حدیث میں توضی کا ذکر کیا ہے چنانچہ امام بخاری نے محمد بن سلام عن ابی معاویہ عن ہشام عن عروہ عن عائشہ کی سند سے یہ حدیث روایت کی ہے اور اس میں سے ثم توضی لكل صلوة حتی یجئ ذالک الوقت۔ (امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶) اسی طرح امام ترمذی نے بھی ابو معاویہ کی روایت سے وتوضی کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: قال ابو معاویة فی حدیثہ وقال توضی لكل صلوة حتی یجئ ذالک الوقت۔ (امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۴۴) امام ابو داؤد نے حماد اور ابو معاویہ کے علاوہ ایک اور سند سے اس حدیث کو روایت کیا جس میں وتوضی کا لفظ مذکور ہے اور وہ روایت اس طرح ہے۔ حدثنا محمد بن البثنی نا محمد بن ابی عدی عنہ یعنی ابن عمر قال ثنی ابن شہاب عن عروہ بن الزبیر عن فاطمة بنت ابی جیش..... فاذا كان الا آخر فتوضی وصلی فانبا هو عرق..... (امام ابو داؤد بختانی متوفی ۲۷۵ھ سنن ابو داؤد ص ۳۹) اس کے علاوہ بیہقی نے ایک اور سند سے وتوضی کا ذکر کیا ہے۔ (ابو بکر احمد بن علی البیہقی متوفی ۴۵۸ھ سنن کبریٰ ج ۱ ص ۳۲۵) پس اس تفصیل اور تحقیق سے یہ ظاہر ہو گیا کہ وتوضی کی روایت میں حماد تنہا نہیں ہیں اور ان پر تفرد کا حکم لگانا امام نسائی کا محض تسامح ہے۔ یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ اس قسم کے مسامحات سنن نسائی میں کافی تعداد میں ہیں۔

شروح و حواشی

صحاح ستہ کی دوسری کتب کی جس قدر شروح اور تعلیقات تحریر میں آئی ہیں۔ سنن نسائی کی شروح اور حواشی پر اس قدر توجہ نہیں دی گئی اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہ کتاب آسان اور سہل الحصول ہے۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ سنن نسائی کی اکثر احادیث چونکہ دوسری کتب صحاح میں آچکی ہے اور وہاں ان کی مفصل شرح کی جا چکی ہے اس لیے سنن نسائی کے عنوان سے ان احادیث کی مزید شرح نہیں کی گئی۔

سنن نسائی کی ایک مشہور شرح الامعان فی شرح سنن التسانی لابن عبدالرحمان کے نام سے ہے۔ یہ شرح علامہ ابوالحسن علی بن عبداللہ الانصاری المتوفی ۵۶۷ھ کی تالیف ہے۔ (ابوبکر محمد بن محمود وطری متوفی ۱۰۰۲ھ نیل الابدانج ص ۲۰۰) اور یہ غالباً سنن کی سب سے پہلی مبسوط شرح ہے جس میں بہت سے مفید مطلب مباحث آگئے ہیں۔ دوسری شرح ابن الملقن متوفی ۸۰۴ھ نے زوائد نسائی کے نام سے لکھی ہے۔ تیسری شرح زہر الربی علی المجتبیٰ کے نام سے حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے تحریر کی۔ اس شرح کو قبول عام حاصل ہوا۔ سنن نسائی کے موجودہ نسخوں کے حواشی پر اس کتاب کو چھاپ دیا گیا ہے۔ (حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۷) ان شروحات کے علاوہ سنن نسائی پر حواشی اور تعلیقات کو بھی تصنیف کیا گیا جن میں حاشیہ سندھی بہت مشہور ہے۔

سنن نسائی کے روات

امام نسائی سے جن لوگوں نے اس کتاب کو روایت کیا ہے ان کے اسماء یہ ہیں:

(۱) عبدالکریم بن نسائی (۲) ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی (۳) ابوعلی الحسن بن الخضر الاسیوطی (۴) الحسن بن رشیق العسکری (۵) الحافظ ابوالقاسم حمزہ بن محمد اکنانی (۶) ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن زکریا (۷) محمد بن معاویہ بن الاحمر (۸) محمد بن قاسم الاندلسی (۹) علی بن ابی جعفر طحاوی (۱۰) ابوبکر بن محمد احمد۔

(ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۷)

ماخوذ از تذکرۃ المحدثین

کِتَابُ الطَّهَارَةِ (پاکیزگی کا بیان)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسُ يَدَهُ فِي وُضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنْ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ .“ (حدیث ۱)

جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈالے جب تک کہ اسے تین مرتبہ دھونے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ (دوران نیند) اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری (یعنی کس کس جگہ پہ لگتا رہا)

شریعت کا ہر حکم علت کے ساتھ جڑا ہوا ہے

نووی فرماتے ہیں: امام شافعی اور ان کے علاوہ علماء نے اس حدیث کا معنی یوں بیان فرمایا ہے کہ اہل حجاز چونکہ پتھروں سے استنجا کرتے تھے اور گرم علاقے کے رہنے والے تھے تو سونے کے دوران پسینہ آ جاتا اور نجاست کی جگہ ہاتھ لگنے کا امکان ہوتا۔ امام بیضاوی نے فرمایا: اس میں اشارہ ہے کہ ہاتھ دھونے کا حکم نجاست کے احتمال کی وجہ سے ہے کیونکہ شریعت جب ایک حکم دیتی ہے تو اس کی علت بھی بیان کرتی ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ حکم اس علت کی وجہ سے ہے اور اسی قبیل سے محرم کے بارے میں حدیث کے اندر آیا جو کہ حالت احرام میں گرا اور فوت ہو گیا۔ قانہ

یبعث ملبیا کہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔ اسی لیے اس کو خوشبو لگانے سے منع کیا اور اس کی علت بھی بیان فرمادی۔ وہی کونہ محرما۔ کیونکہ حالت احرام میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا: اگر کسی کو یقین ہو کہ اس کا ہاتھ نجاست کی جگہ پہ نہیں لگا یا پانی سے استنجا کر کے سویا ہے یا ایسا لباس پہنے ہوئے ہے (شلوار پاجامہ وغیرہ) کہ ہاتھ پہ نجاست لگنے کا امکان نہیں تو پھر علت نہ ہونے کی وجہ سے یہ حکم بھی نہ ہوگا۔

مسواک کی اہمیت و فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو سو کر اٹھتے تو مسواک کے ساتھ اپنا دھن مبارک صاف فرماتے (حدیث ۲) حالانکہ حضور علیہ السلام کے دھن اقدس سے ناگوار بو کے آنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تو پھر ہمارے لیے اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ سونے سے پہلے بھی مسواک کر لیا کریں اور سو کر اٹھنے کے بعد بھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "السَّوَاكُ مَطَهْرَةٌ تَلْفَمُ مَرَضًا لِّلرَّبِّ . " مسواک منہ کو پاک کرنے والی بھی ہے اور رضائے الہی کے حصول کا سبب بھی ہے (حدیث نمبر ۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "قَدْ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السَّوَاكِ . " میں تمہیں کثرت کے ساتھ مسواک کرنے کا فرما چکا ہوں یا میں تمہیں مسواک کی بہت تاکید کر چکا ہوں (حدیث ۶) لیکن مسواک کو فرض یا واجب کیوں نہیں قرار دیا اس کی وجہ بھی خود ہی بیان فرمادی:

"لَوْلَا أَنِ اشْتَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ . "

اگر میں اپنی امت کے لئے یہ بات تکلیف دہ نہ سمجھتا تو اسے ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا (حدیث ۷) لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی حالت یہ تھی کہ حضرت شریح بن ہانی فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ حضور علیہ السلام جب گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام کون سا

کرتے؟ تو انہوں نے فرمایا: **بِالسَّوَاكِ**۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے مسواک فرماتے (حدیث ۸) مسواک کرنے میں کثرت کے ساتھ مبالغہ بھی فرماتے چنانچہ حدیث نمبر تین میں ہے کہ مسواک کرتے ہوئے حضور علیہ السلام عا کا کی آواز نکالتے۔ (عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ)

فطرت کے کام

مندرجہ ذیل کاموں کو فطرتی خصائل قرار دیا گیا (مگر ان پہ سنت کا ثواب ہے) یعنی فطرت سے مراد صرف عادتاً نہیں۔

(۱) **الْإِخْتِنَانُ**۔ ختنہ کرانا (۲) **الْإِسْتِحْدَادُ**۔ موئے زیر ناف مونڈنا (۳) **قَصُّ الشَّارِبِ**۔ مونچھوں کو کاٹنا یعنی پست کرانا (۴) **تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ**۔ ناخنوں کو کاٹنا (۵) **نَتْفُ الْأَبْطِ**۔ بغلوں کے بال اکھیڑنا (حدیث ۹) ان کاموں کو فطرتی خصائل اس لیے فرمایا گیا کہ یہ پرانی سنتیں ہیں جو کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے برابر منقول ہیں۔ زیر ناف بالوں کی صفائی کے بارے میں حدیث کے اندر **حَلَقُ الْعَانَةِ** کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر چکا۔ (حدیث ۱۱) مونچھوں کے بارے میں ایک حدیث کے اندر ہے۔ **”مَنْ لَمْ يَأْخُذْ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا“** جو مونچھوں کے بال نہ لے یعنی نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں ہے (حدیث ۱۳) یاد رہے اکثر سلف صالحین کے نزدیک مونچھوں کا کٹوانا ہی بہتر ہے نہ کہ منڈوانا بلکہ منڈوانے کو مکروہ لکھا گیا ہے اور کٹوانا بھی اس قدر کہ پانی وغیرہ پیتے وقت مونچھوں کے بال مشروب کو نہ لگیں یعنی اوپر والا ہونٹ مکمل ننگا رہے۔ ان کاموں کی انتہائی مدت حضور علیہ السلام نے چالیس دن رات مقرر فرمائی (حدیث ۱۴) ایک حدیث میں داڑھی اور مونچھ دونوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: **”أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللَّحْيَ“** (بکسر اللام افصح من ضبه جمع لحية۔ نسائی شریف ص ۴ بین السطور) مونچھوں کو کٹاؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔ (حدیث ۱۵)

داڑھی مبارک کے بارے میں دیگر روایات و فتاویٰ

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم احسن الناس قوامًا
واحسن الناس وجهًا واطيب الناس ريحًا والين الناس كفاً
وكانت له جبة الى شحمة اذنيه وكانت لحيته قد ملأت من
ههنا الى ههنا امر يديه على عارضيه

(تہذیب ابن عساکر ج: ۱ ص ۳۲۱ لمعة الضحیٰ ص: ۱۹ فتاویٰ رضویہ ج: ۱۰ ص: ۱۲۳)

رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کی بناوٹ تمام انسانوں سے بہتر چہرہ
انور تمام عالم سے خوب تر، مہک سارے زمانہ سے خوشبو تر، ہتھیلیاں
سب لوگوں سے نرم تر، بال کانوں کی لوتک (پھر اپنے رخساروں پر اشارہ
کر کے بتایا کہ) ریش مبارک (داڑھی) یہاں سے یہاں تک بھری
ہوئی تھی۔

(2) خالفوا المشرکین احفوا الشوارب وافرروا اللحية

(بخاری ج: ۲ ص: ۸۷۵ کتاب الاثار ص: ۲۳۲ لابن یوسف کتاب الاثار امام محمد ص: ۱۹۸ مصنف ابن
ابی شیبہ ج: ۸ ص: ۳۷۵ ابوداؤد ج: ۱ ص: ۳۲۱ مشکوٰۃ ص: ۳۸۰ مرقات ج: ۱۰ ص: ۲۹۰)

حضور پر نور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: مشرکوں کا خلاف کرو، موچھیں خوب
پست (ابرو کی مثل) اور داڑھیاں کثیر وافر رکھو۔ (ایک منٹھی برابر)
(اس مفہوم کیلئے دیکھئے مسلم ج: ۱ ص: ۱۲۹ جامع صغیر ج: ۱ ص: ۱۲، طحاوی ج: ۲ ص: ۳۳۳، مجمع الزوائد ج: ۵
ص: ۸۶)

(3) جزوا الشوارب وارخوا للحي خالفوا المجوس

(احمد طبرانی صحیح مسلم ج: ۱ ص: ۱۲۹ اسی مفہوم کی حدیث شیعہ کی کتاب حلیۃ المتقین ص: ۶۰)

موچھیں کتر و اور داڑھیاں بڑھنے و آتش پرستوں کا خلاف کرو۔

کسری ایران کے ایلچی دربار رسالت میں

جب حضور اقدس ﷺ نے ہدایت اسلام کا فرمان سگ ایران خسرو پرویز (قتله اللہ تعالیٰ) کے پاس بھیجا تو اس نے فرمان اقدس چاک کر دیا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور باذان (گورنر) صوبہ یمن کو لکھا کہ دو مضبوط آدمی بھیج کر انہیں یہاں بلائے۔ باذان نے اپنے داروغہ اور ایک پارسی خرخرہ نامی کو مدینہ روانہ کیا۔ یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔ سید عالم ﷺ کو ان کی طرف نظر فرماتے کراہیت آئی اور فرمایا: ویلکما من امر کما بهذا خرابی ہوتہارے لیے کس نے تمہیں اس کا حکم دیا؟ وہ بولے: ہمارے رب خسرو پرویز (خبیث) نے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: لکن ربی امرنی ان احفی شاربی واعفی لحتی۔ مگر مجھے تو میرے رب نے ڈاڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم فرمایا ہے۔

(ابن سعد فی الطبقات ج: ۱ ص: ۲۳۹ تاریخ الخمیس ج: ۲ ص: ۲۵ تاریخ ابن جریر ج: ۳ ص: ۹۰ البدایہ والنہایہ ج: ۲ ص: ۲۷۰)

مسلمان اس حدیث کو یاد رکھیں کہ وہ دونوں شخص اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے نہ احکام اسلام سے آگاہ تھے۔ ان کی یہ وضع دیکھ کر حضور اقدس ﷺ نے ان کی صورت دیکھنے سے کراہیت کی تو جو مسلمان جان بوجھ کر مصطفیٰ ﷺ کے خلاف مجوسیوں کے موافق ایسی گندی صورت بنائے وہ کس قدر حضور اکرم ﷺ کی کراہیت و بیزاری کا باعث ہوگا۔ مسلمان کی پناہ امان نجات رستگاری جو کچھ ہے حضور علیہ السلام کی نظر رحمت میں ہے۔ اللہ کی پناہ اس بری گھڑی سے کہ وہ نظر فرماتے کراہیت لائیں۔

(ماخوذ از لمد الفحی فی اعقالی ص: ۲۹ فتاویٰ رضویہ ج: ۱۰ ص: ۱۲۸ از اعلیٰ حضرت قدس سرہ)

فرشتوں کی تسبیح

حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد مبارک کہ ہے: ”بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جن کی تسبیح یہ ہے۔“

سبحان من زین الرجال باللحی وزین النساء بالذو آتب
(در مختار ج: ۲ ص: ۳۰۷ رد المحتار ج: ۲ ص: ۵۱۶ البدائع الصناع ج: ۲ ص: ۱۳۱ تمیین الحقائق ج: ۲ ص: ۳۹ بحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۵۵ مرقاۃ ج: ۲ ص: ۲۰ کیمیائے سعادت ص: ۱۳۰)

پاکی ہے اسے جس نے مردوں کو زینت دی ڈاڑھیوں سے اور عورتوں کو
گیسوؤں (لبے بالوں) سے۔

(6) لا تمثلوا بأدمی ولا بهیمیة

(اسی مفہوم کیلئے بہتلی ج: ۹ ص: ۱۹ جامع صغیر ج: ۲ ص: ۱۸۹ ابوداؤد ج: ۱ ص: ۳۵۲ طبرانی ج: ۱۱ ص: ۳۹
طحاوی ج: ۳ ص: ۸۲ مسلم ج: ۱ ص: ۸۲)

مثلاً نہ کرو نہ کسی آدمی کو نہ چوپائے کو (یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ نہ کاٹو)۔
ہدایہ میں ہے:

حلق الشعر فی حقها مثلاً کحلق اللحیة فی حق الرجال
(کیمیائے سعادت ص: ۱۳۰ احیاء العلوم ج: ۱ ص: ۲۲۹ بحر الرائق ج: ۸ ص: ۱۳۱ تمیین الحقائق ج: ۲ ص: ۳۹)

عورت کے سر کے بال مونڈنا اس کے حق میں مثلاً ہے جیسے مردوں کے حق میں
ڈاڑھی مونڈنا مثلاً ہے۔

داڑھی کی مقدار کے بارے میں ائمہ اربعہ کا فتویٰ

حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی چاروں مذاہب میں ڈاڑھی ایک مشت رکھنا لازمی
ہے۔ در مختار فتح القدر بحر الرائق وغیرہ معتبر کتب فقہ میں لکھا ہے:

واما الاخذ منها وهی دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة

ومخنة الرجال فلم يبحه احدٌ

(کیمیائے سعادت ص: ۱۴۰، مرقات ج: ۱، ص: ۳، فتح القدر ج: ۲، ص: ۷۷)

جب تک ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم ہے اس میں سے کچھ لینا جس طرح کہ بعض مغربی اور مخت آدی کرتے ہیں، اسے کسی نے حلال نہیں کیا اور سب لے لینا (یعنی بالکل ہی منڈا دینا) آتش پرستوں، یہودیوں، ہندوؤں اور بعض فرنگیوں کا فعل ہے۔

سرور عالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں:

من تشبه بقوم فهو منهم

(ابوداؤد ج: ۲، ص: ۲۰۳، مسند امام احمد ج: ۲، ص: ۵۰، جامع صغیر ج: ۲، ص: ۱۶۷، مشکوٰۃ ص: ۳۷۵)

یعنی جو شخص کسی قوم کی شکل بنائے وہ انہیں میں سے ہے۔ (اس کا حشر انہیں

کے ساتھ ہوگا)

ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹ سکتے ہیں

كان النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ياخذ من لحيته

من عرضها وطولها

(ترمذی ص: ۳۹۸، شعب الایمان ج: ۵، ص: ۲۲۱، فتح القدر ج: ۲، ص: ۷۶، رد المحتار ج: ۲، ص: ۶۱۷)

مرقات ج: ۲، ص: ۲۹۸)

نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنی ڈاڑھی مبارک چوڑائی اور لمبائی میں چھانٹ لیا

کرتے تھے۔ (البنایہ شرح ہدایہ ج: ۳، ص: ۳۲۶)

قال محمد بن الحسن في كتب الآثار اخبرنا ابوحنيفة عن

الهيثم بن ابى الهيثم عن ابن عمر (رضى الله تعالى عنهما)

انه كان يقبض على لحيته ثم يقص ما تحت القبضة ورواه

ابوداؤد والنسائي (كتاب الآثار ص: ۱۹۸)

محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں فرمایا: ہمیں امام ابوحنیفہ نے حضرت

پشم بن ابی ہشیم سے خبر دی۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پھر جو ڈاڑھی مٹھی سے نیچے ہوتی، اسے کاٹ دیتے اور اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

(باختلاف الفاظ یہ روایت ان کتب میں بھی موجود ہے۔ بخاری ج: ۲، ص: ۸۷۵، ابوداؤد ج: ۱، ص: ۳۲۱، کتاب الآثار لابن یوسف، ص: ۲۳۲، احیاء العلوم ج: ۱، ص: ۱۲۷، کتاب الآثار امام محمد، ص: ۲۷، فتح القدیر ج: ۲، ص: ۷۷، فتح الباری ج: ۱۰، ص: ۲۸۸)

مسئلہ: داڑھی منڈانے والا یا شخصی رکھنے والا یا کترا کر حد شرع سے کم کرنے والا فاسق معلن ہے۔ ایسے شخص کی امامت اذان اور اقامت مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

(شرح غنیۃ المستملی، ص: ۲۶۵، فتاویٰ امجدیہ ج: ۱، ص: ۱۱۴، مراقی الفلاح، ص: ۸۸، صرح فی اکثر کتب الفقہ)

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل
ہالہ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت)

قضائے حاجت کے لئے آبادی سے دور جانا اور اس بارے میں رخصت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے آبادی سے دور تشریف لے جاتے (تا کہ ستر قائم رہے) حدیث ۱۷-۱۶- اور اس بارے میں دور نہ جانے کی رخصت بھی عنایت فرمائی جیسا کہ حدیث ۱۸ پر امام نسائی نے باب باندھا الرخصة فی ترک ذلك۔ ان احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص جنگل وغیرہ میں ہے جہاں آڑ نہیں تو دور جانا بہتر ہے تاکہ کسی کی نظر نہ پڑے اور اگر پردہ یا آڑ وغیرہ ہو تو دور جانے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ آج کل گھروں میں یہ سہولتیں موجود ہیں۔ بہر حال یہ سب شرم و حیا کی وجہ سے ہے اور حیا ایمان کا ایک اہم جز ہے۔

حدیث ۱۸ میں ہی ہے کہ حضور علیہ السلام نے قوم کے کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ (روڑی) پہ کھڑے ہو کر بول فرمایا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ وہاں گندگی تھی یا آپ کی پشت مبارک میں درد تھا۔ بعض نے کہا اس لیے تاکہ دوسری جانب سے حدیث نہ نکلے اور یہ کھڑے ہونے میں ہی اطمینان و تسلی سے ہو سکتا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہاں نجاست ہوگی اور جگہ گیلی ہوگی۔ لہذا اپنے اوپر چھینٹے پڑنے کے خدشہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر بول فرمایا۔ علاوہ ازیں حضور علیہ السلام نے ہمیشہ بیٹھ کر ہی بول مبارک فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو شخص تمہیں یہ کہے: حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ فَلَا تُصَدِّقُوهُ مَا كَانَ يُبُولُ إِلَّا جَالِسًا۔ اس کی تصدیق نہ کرو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر ہی پیشاب فرماتے تھے۔ (حدیث ۲۹) اس روایت کو امام ترمذی نے بھی لکھا اور فرمایا: پیشاب کرنے کے بارے میں یہ بہترین اور اصح ہے۔ حاکم علیہ الرحمۃ کے مطابق بھی یہی روایت شیخین کی روایت پہ درست ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیکر شرم و حیا

حضرت عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ڈھال کی مانند ایک چیز تھی جس کی آڑ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بول مبارک فرمایا تو قوم میں سے بعض لوگوں نے کہا: دیکھو! عورتوں کی طرح (حیا کی وجہ سے پردہ کر کے) پیشاب کرتے ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا:

”أَوْ مَا عَلِمْتُ مَا أَصَابَ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمْ

شَيْءٌ مِّنَ الْبَوْلِ قَرَضُوهُ بِالْمَقَارِيطِ

کیا تو اس چیز کو نہیں جانتا جو بنی اسرائیل کے ایک شخص کو پہنچی؟ کہ انہیں (بنی

اسرائیل کو) جہاں پیشاب لگ جاتا تو اس جگہ کو وہ قینچی سے کاٹ دیتے (یعنی اتنا چمڑا

جسم کا چھیل ڈالتے) ان کے ایک ساتھی نے انہیں اس سے منع کیا (جو کہ ان کے لئے شرعی حکم تھا) فَعُذِبَ فِي قَبْرِهِ۔ اس (حکم شرعی سے منع کرنے کی پاداش میں) اس (منع کر نیوالے) کو قبر میں عذاب دیا گیا۔ (حدیث ۳۰)

معلوم ہوا: حضور علیہ السلام کے مخالفین بھی حضور علیہ السلام کے اندر شرم و حیا کی صفت کو بدرجہ اتم تسلیم کرتے تھے۔ الفضل ما شهدت به الاعداء۔

☆ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے اور چنگل خوری کرنے کی وجہ سے دو قبروں میں عذاب ہو رہا تھا جو حضور علیہ السلام نے دیکھ لیا اور پھر اس کا مداوا بھی فرما دیا۔ (حدیث ۳۱)

☆ مجبوری کی وجہ سے برتن میں پیشاب کرنے کا جواز (حدیث ۳۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا (۳۵)

حضور علیہ السلام اپنی امت کے لئے باپ کی مانند ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ فِي تَهَارِهِ لِيَةِ بَابِ كِي طَرَحِ هُوں۔ میں تمہیں سکھاتا ہوں کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو نہ اپنا منہ قبلہ کی طرف کرے اور نہ پیٹھ اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔ پھر آپ نے ہمیں تین پتھروں سے استنجا کرنے کا فرمایا اور پرانی ہڈی اور لید سے استنجا کرنے سے روکا (کیونکہ ان چیزوں کے ساتھ جنوں کی خوراک وابستہ ہے) حدیث ۴۰

حدیث کے ابتدائی الفاظ سے ان لوگوں کے عقیدے کا ردِ بلیغ ہو گیا جو حضور علیہ السلام کے بارے میں بھائی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں: آپ کی تعظیم بڑے بھائی کی طرح کرو بلکہ اس سے بھی کم کہہیں شرک نہ ہو جائے۔ اس کا جواب اعلیٰ حضرت نے یوں دیا۔

شُرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب

اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (ازرہ مذاق یہ کہنے والے کافر کو کہ تمہارے نبی نے تو تمہیں پیشاب تک کرنے کا طریقہ بھی سکھا دیا ہے) فرمایا: ہاں ہمارے آقا نے ہمیں پیشاب پاخانہ کرنے کا طریقہ بھی سکھایا اور یہ بھی بتایا ہے کہ قبیلہ روہو کر پیشاب نہ کرو۔ دائیں ہاتھ سے استنجانہ کرو اور تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجانہ کرو۔ (۴۱) یاد رہے کہ اگلے دو بابوں میں دو ڈھیلوں اور ایک پتھر کے ساتھ استنجانہ کرنے کا بھی ذکر ہے۔ اصل مقصد پاکیزگی حاصل کرنا ہے ڈھیلے کم استعمال کرے یا زیادہ۔

اعرابی کو مسجد میں پیشاب کرنے سے کیوں نہ روکا گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں آیا اور اس نے پیشاب کرنا شروع کر دیا، لوگ اس کی طرف (مارنے کے لئے) دوڑے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: دَعُوهُ لَا تُزْرِمُوهُ۔ اسے چھوڑ دو اور اس کو (پیشاب کرنے سے) نہ روکو جب وہ پیشاب کر کے فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور پیشاب کی جگہ بہا دیا۔ (۵۳-۵۴-۵۵)

حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں آخری الفاظ یہ ہے: فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُبَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ۔ تم نرمی اور آسانی پیدا کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو نہ کہ دشواری اور تنگی پیدا کرنے کے لئے۔ (۵۶)

شارحین حدیث نے اس حدیث کے تحت لکھا کہ حضور علیہ السلام نے کئی وجوہات کی بنا پر اس اعرابی کو پیشاب کرنے سے نہ روکا اور صحابہ کو بھی حکم دیا کہ اس کو پیشاب پورا کر لینے دو۔ ایک وجہ تو خود حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث کے اندر بیان ہو چکی کہ اگر کسی میں کوئی خلاف شرع کام دیکھو تو نرمی اور ملائمت سے منع کیا

جائے نہ کہ سختی اور مار پیٹ کر۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پیشاب اگر اچانک روک دیا جائے تو اس سے بیماری پیدا ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

تیسری یہ کہ جو نصیحت آپ نے اس کو بعد میں فرمائی اگر اس کو مار پیٹ کر بھگا دیا جاتا تو اس نصیحت سے محروم ہو جاتا۔

چوتھی یہ کہ اگر اس کو بھگا دیا جاتا تو ایک جگہ کی بجائے کئی مقامات پہ پیشاب گرتا اور وہ تمام مقام دھونے پڑتے بلکہ نمازیوں پہ بھی پیشاب کے قطرات گرتے۔ اور پانچویں یہ کہ وہ گھبرا جاتا اور مسلمانوں کو بد اخلاق سمجھ کر ہو سکتا ہے دین سے ہی پھر جاتا۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں

تمام محدثین قیاس کو ماننے والے تھے

گدھے کا گوشت پلید اور نجس ہے۔ (۶۹) اس پر امام نسائی نے گدھے کے جوٹھے کو قیاس کر کے باب باندھا۔ **بَابُ سُورِ الْحِمَارِ**۔ گدھے کا جوٹھا۔ حالانکہ حدیث میں گدھے کے جوٹھے کی بات نہیں ہے۔ لہذا جب اس کا گوشت نجس ہے تو اس کا جوٹھا بھی ناپاک ٹھہرا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اصل اہل حدیث یعنی محدثین میں سے کوئی بھی قیاس کا منکر نہیں ہوا کیونکہ تراجم ابواب محدثین کے قیاس ہی ہیں جو حدیث کی ہر کتاب میں سینکڑوں کی تعداد میں آپ کو ملیں گے۔ ابھی باب الوضوء بالثلج برف کے پانے سے وضو کرنا۔ باب الوضوء بماء البرد۔ اولوں کے پانی سے وضو کرنا بھی امام نسائی علیہ الرحمۃ نے قیاس سے ہی ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے دعا کی: **اللهم اغسلني من خطاياي بالثلج والماء والبرد**۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے تو اس سے امام نسائی نے

استدلال فرمایا کہ برف اور اولوں کے پانی سے وضو کرنا درست ہے کیونکہ گناہ وضو سے دھو دیئے جاتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ایسی دعائیں تعلیم امت کے لئے ہوتی ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام تو نہ صرف معصوم بلکہ سید المعصومین ہیں۔ پھر آپ کے گناہ اور خطائیں کیسی؟ ہمارا مقصد یہاں پہ صرف یہ بتانا ہے کہ حدیث کی ہر کتاب میں تراجم ابواب کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ تمام محدثین کے نزدیک قیاس حجت و دلیل ہے اور ان میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ اول من قاس فہوا بلیس۔ جو کہ موجودہ دور کے نام نہاد اہل حدیث اپنے عقیدے کا ایک اہم جز بنائے ہوئے ہیں۔ ان کے اس بدبودار عقیدے کی نحوست کہاں کہاں تک جاتی ہے۔ اس کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں اور محدثین کرام کے خوشبودار عقیدے کی مہک ان شاء اللہ تا قیامت بڑھتی رہے گی اور زمانے کو معطر کرتی رہے گی۔

☆ حدیث پاک إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

(۷۵)

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ایک موقع پہ) نماز عصر کا وقت ہو گیا لیکن پانی نہیں تھا (اتنا کہ جس سے تمام لوگ وضو کر کے نماز ادا کر لیے چنانچہ تھوڑا سا پانی ایک برتن میں) حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو وضو کرنے کا حکم دیا۔ حضرت انس فرماتے ہیں:

فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ

اخْرِهِمْ

پس میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے پانی بہہ رہا تھا یہاں تک کہ آخر تک تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔ (۷۶) وضو کرنے والے لوگ

کتنے تھے اس بارے میں اگلی حدیث میں (جو کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے) ہے جس میں اعمش کہتے ہیں: انہیں سالم بن ابی الجعد نے بیان کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ آپ لوگ اس دن کتنے تھے تو انہوں نے بتایا: اَلْفٌ وَ خَمْسٌ مِائَةً ہم پندرہ سو تھے۔ (۷۵)

ایسا کیوں نہ ہو کہ حضور علیہ السلام کے دست انور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہیں۔ ان ہاتھوں پہ بیعت کرنے والوں کو انہا یبا یعون اللہ کا اعزاز عطا کیا گیا اور ان ہاتھوں سے ہونے والے عمل کو و لکن اللہ رھنی کی شان عطا ہوئی۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے۔

لہ ہم لا منتھی لکبارھا وہبتہ الصغری اجل من الدهر
حضور علیہ السلام کی بڑی ہمتیں اور قوتیں کوئی کیا جانے کیونکہ ان کی تو انتہا ہی نہیں۔ آپ کی چھوٹی سی قوت پورے جہان سے بڑی ہے۔

یہ شانیں دنیا میں اگر کسی اور کی ہیں تو ہمیں بھی بتا دو لیکن جب ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا کم و بیش) نبیوں اور رسولوں میں۔ آپ جیسا کوئی نہیں تو اور کس کی ہمت ہے کہ آپ سرکار کے سامنے ہمسری کا دعویٰ کرے اس لیے کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

کوئی نبی نہ کوئی پیمبر حضور سا
ہے ان کے راستے سے بھٹکنے کا کیا سوال
ثابت ہوا یہ سایہ نہ ہونے سے آپ کے
بندے کی ہر صفت سے ہے معبود کا ظہور
احسان ہے یہ ہم پہ خدائے کریم کا
تظہیر وصف ذات ہے طہ خطاب ہے
خوش قسمتی پہ اپنی نہ کیوں فخر ہو ہمیں
بعد از خدا نہ افضل و برتر حضور سا
جن کو ملا ہو ہادی و رہبر حضور سا
کوئی نہیں ہے نور کا پیکر حضور سا
ظاہر ہوا نہ ایک بھی مظہر حضور سا
ہم کو دیا ہے محسن اکبر حضور سا
ظاہر حضور سا ہے نہ اطہر حضور سا
پایا ہے ہم نے رحمت داور حضور سا

ہم عاصیوں کی بڑھ کے شفاعت جو کر سکے ہو گا نہ کوئی بھی سرِ محشر حضور سا
 ہر ہر قدم پہ شکرِ خدا کیوں نہ ہم کریں رہبر کیا ہے ہم پہ مقرر حضور سا
 یکتا خدا نے جب نہ بنایا ہو دوسرا کونین میں ہو پھر کوئی کیونکر حضور سا
علم نبوت کی وسعتیں

☆ روزے کی حالت میں وضو (غسل) کرتے ہوئے ناک میں پانی ڈالنے
 (اسی طرح کلی کرنے) میں مبالغہ نہ کیا جائے۔ (۸۷) فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى
 خَيْشُومِهِ۔ کیونکہ شیطان ناک کے بانسے پر رات گزارتا ہے (۹۰) لہذا سو کر اٹھو تو
 ناک کی خوب صفائی کرو اور چونکہ روزے کی حالت میں خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں روزہ
 خراب نہ ہو جائے لہذا اس مبالغے کی روزہ کی حالت میں اجازت نہ دی گئی۔

دوران نیند بلغم دماغ سے اتر کر ناک کی جڑ (خیشوم) میں جمع ہو جاتی ہے۔ اسی
 لیے آدمی سنت ہو جاتا ہے لہذا ناک کو اچھی طرح جھاڑنے کا حکم ہوا تاکہ غفلت و
 سستی دور ہو جائے اور شیطان کی آرزو کا قتل عام کر کے رب رحمان کو خوش کر لیا
 جائے اور حضور علیہ السلام کے علاوہ یہ راز کی بات اور کون بتا سکتا ہے کیونکہ آپ کی
 نگاہوں کے سامنے تو کوئی چیز چھپی رہ نہیں سکتی۔ اگر حضور نہ بتاتے تو کون بتاتا کہ
 شیطان کہاں رات گزارتا ہے اور اس کو کیسے دفع کیا جاسکتا ہے۔

۔ اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

☆ حضرت علی المرتضیٰ نے کرسی پہ بیٹھ کر وضو فرمایا۔ (۹۴)

☆ وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔ وَشَرِبَ فَضْلَ وُضُوئِهِ قَائِمًا

(۱۳۶'۹۵-۱۳۰)

☆ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ جنہوں نے خواب میں اذان سنی تھی۔

انہوں نے حضور علیہ السلام کو وضو میں دو مرتبہ سر کا مسح کرتے ہوئے دیکھا (۹۹)

پیشانی پہ مسح فرمانے کا ذکر (۱۰۹) ان دونوں احادیث پہ غیر مقلدین کا عمل بھی نہیں ہے۔ اس طرح جوتے پہن کر وضو فرمانا بھی حدیث ۱۱۷ باب الوضوء فی النعال میں ہے، کیا اس پہ ہر حدیث پہ عمل کرنے کے دعوے دار نام نہاد اہل حدیث (غیر مقلد) عمل کرتے ہیں؟

حضرت عائشہ صدیقہ نے مسئلہ پوچھنے کے لئے سائل کو حضرت علی نے پاس بھیجا

حضرت شریح بن ہانی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں موزوں پہ مسح کی مدت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا: فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنِّي وَهُوَ اس بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں حکم سنایا کہ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرِنَا أَنْ يَمْسَحَ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالْمَسَافِرُ ثَلَاثًا۔ حضور علیہ السلام ہمیں حکم فرماتے تھے کہ مقیم ایک دن ایک رات اور مسافر تین دن رات تک مسح کر سکتا ہے۔ (۱۲۹)

اس حدیث سے حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے درمیان دشمنی ثابت کرنے والوں کے منہ میں خاک پڑ گئی اور واضح ہو گیا کہ ان میں آپس کے اندر کوئی کشیدگی نہ تھی بلکہ ایک دوسرے کی عظمت و علمی شان کو تسلیم کرتے تھے۔ رہی دشمنی کی بات تو یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی۔

☆ با وضو شخص نماز کے لئے تازہ وضو کرنا چاہیے تو تھوڑا سا پانی لے کر اعضاء کو تر کر لے تو اس کے لئے کافی ہو جائے گا کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: وَهَذَا وَضُوءٌ مَنْ لَمْ يُحْدِثْ۔ جس کا وضو نہ ٹوٹا ہو اس کا یہی وضو ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خود حضور علیہ السلام کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا۔ (۱۳۰)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے وضو سے بچا ہوا پانی (بطور تبرک) لینے کے لئے دوڑتے تھے۔ فَايْتَدَرُّهُ النَّاسُ۔ اور جس کو مل جاتا اس کی خوشی

کی انتہا ہو جاتی چنانچہ ایک صحابی (حضرت ابو حنیفہ) بڑی عقیدت سے بیان کرتے ہیں۔ **فَنِلْتُ مِنْهُ شَيْئًا** (ان دوڑنے والوں میں میں بھی شامل تھا تو) مجھے بھی تھوڑا سا پانی مل گیا۔ (۱۳۷) پانی کیا مل گیا کونین کی نعمت مل گئی۔

جسے مل گیا ”ان کے قدموں کا دھوون“

اسے دو جہاں کا خزانہ ملا ہے

میں بوڑھا ہو گیا ہوں، کیا اس عمر میں حضور علیہ السلام پہ جھوٹ بولوں گا؟

ایک صحابی (حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ) نے وضو کرتے ہوئے اعضائے وضو کے گناہ جڑھ جانے کا ذکر فرمایا اور مزید فرمایا: وضو کرنے والا ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا یعنی تمام گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ تو سننے والے (ابو امامہ) نے تعجب کے طور پر کہا:

کیا ہر شخص کو اتنے کام پہ اتنی نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں؟ تو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبَّرْتُ سِنِّي وَدَنَا اَجَلِي وَمَا بِيْ مِنْ فَقْرٍ فَاَكْذِبَ عَلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ اُذْنَايَ وَوَعَاةَ
قَلْبِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

سن لے! خدا کی قسم میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میری موت کا وقت قریب ہے۔ میں محتاج بھی نہیں ہوں کہ کسی لالچ میں حضور علیہ السلام کی نسبت

غلط بات کروں (تو کیا اس حالت میں میں حضور پاک پہ جھوٹ بولوں گا؟) بلاشبہ میری کانوں نے حضور علیہ السلام سے یہ بات سنی اور دل نے یاد رکھی۔ (۱۳۷)

عاشقان اوز خوباں خوب تر

☆ وضو کرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے والے کے لئے جنت کے آٹھوں

marfat.com

Marfat.com

دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (۱۴۸)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وضو میں ہاتھوں کو کہنیوں تک کی بجائے بغلوں تک دھو ڈالتے تھے۔ (۱۴۹)

☆ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو فرمایا: ”تم میرے اصحاب ہو میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے، میں حوض کوثر میں ان کا منتظر ہوں گا۔ (۱۵۰)

☆ تحیۃ الوضوء کے دو نقل پڑھنے والے کے لئے جنت واجب۔ (۱۵۱)

☆ فرشتے طالب عالم کیلئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔ (۱۵۸)

انَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ۔ عن صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ

☆ نیند کی حالت میں (نقلی) نماز نہ پڑھی جائے۔ (۱۶۲)

ایمان دل میں آیا تو ناپسندیدہ ترین، پسندیدہ ترین نظر آنے لگا

۔ فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر

ادائیں لاکھ اور بیتاب اک دل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثمامہ بن اثال حنفی کو جب اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے نوازا تو اس نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: يَا مُحَمَّدُ وَاللَّهِ مَا كَانَ عَلَيَّ الْأَرْضِ وَجْهًا أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهَكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ كُلِّهَا إِلَيَّ۔ اے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم! اس (اسلام لانے) سے پہلے کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے بڑھ کر مجھے ناپسند نہ تھا اور اب (ایمان قبول کرنے کے بعد) آپ کا رخ انور مجھے تمام جہاں کے چہروں سے زیادہ پسندیدہ ترین دکھائی دے رہا ہے۔ (۱۸۹)

۔ مصطفیٰ آئینہ مصقول دوست

ترکی دھندی بہ بیند آنکہ اوست

marfat.com

Marfat.com

☆ حضور علیہ السلام کی برکت سے امہات المؤمنین بھی احتلام سے پاک تھیں تبھی تو ان المؤمنین رضی اللہ عنہا حیرانگی سے عرض کر رہی ہیں کہ بھلا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے۔ (۱۹۷-۱۹۸)

☆ جنبی شخص رکے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔ (۲۲۱) بلکہ وہاں سے پانی لے اور الگ ہو کر غسل کرے اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی کیونکہ اگر پانی وہ درود ہے تو جنبی کے غسل کرنے سے وہ پلید نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس سے کم ہے تو نجس و مستعمل ہو جائے گا۔ لہذا اگر پانی جاری ہو تو اس میں جنبی کا غسل کرنا بالکل جائز ہوا۔

☆ ٹھہرے ہوئے پانی میں (اگر وہ ٹھوڑا ہے تو) پیشاب نہ کرے (کہ اس سے وہ نجس ہو جائے گا اور اگر زیادہ بھی ہے تب بھی خراب ہو جائے گا اور اس کا پینا لوگوں کے لئے نقصان کا باعث ہوگا۔ پانی قلیل ہو تو یہ نہی تحریمی ہے ورنہ تنزیہی) اس پانی میں پیشاب کرنے کے بعد غسل کرنے سے بھی منع فرمایا گیا (اس میں بھی نہی کے یہ دونوں پہلو مندرجہ بالا دونوں صورتوں کے ساتھ متعلق ہوں گا) (۲۲۲)

ایک کام میں دونوں پہلو جائز ہوں تو یہ اللہ کی نعمت سے جس پر شکر ادا کیا جائے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ حضور علیہ السلام رات کے کس حصے میں غسل (جنابت) فرماتے تو انہوں نے فرمایا: کبھی رات کے ابتدائی حصے میں اور کبھی آخری حصے میں تو پوچھنے والے (حضرت غصیف بن حارث رضی اللہ عنہ) نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اس کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں گنجائش رکھی ہے۔ حمد و شکر کے الفاظ یہ ہیں: **الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً**۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس معاملہ میں گنجائش رکھی ہے۔ (۲۲۳-۲۲۴) بعض نام نہاد تعلیم یافتہ ایسی بات کو طعن کا باعث بنا لیتے ہیں اور علماء کو کوسنا شروع کر دیتے ہیں جب کسی مسئلہ کے بارے میں ان کو بتایا جائے کہ

دونوں طرح جائز ہے حالانکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ اس نے مسئلہ میں یہ گنجائش رکھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی ہے کہ آپ نے کئی مسائل میں دونوں پہلوؤں کو جائز قرار دے کر امت کے لئے آسانی پیدا کر دی ہے۔ حدیث کی کتابوں میں بیسیوں ابواب ایسے ہیں کہ ایک کام کے کرنے کا حکم دیا گیا پھر اس میں رخصت دے دی گئی اور ایک کام سے منع کیا گیا پھر اس کے کرنے کی اجازت دے دی۔ مثلاً پیچھے آیا کہ استنجا میں تین ڈھیلوں سے کم استعمال نہ کیے جائیں پھر دو ڈھیلوں کے ساتھ استنجا کرنے کی اجازت دی۔ پھر ایک ڈھیلے کے ساتھ بھی۔ ان ابواب کے نام بالترتیب اس طرح ہیں: النهی عن الاكتفاء فی الاستطابة باقل من ثلاثة احجار۔ الرخصة فی الاستطابة بحجرین۔ باب الرخصة فی الاستطابة بحجر واحد۔ یہی حال غسل میں پانی کی مقدار کا ہے کہیں کم مقدار بیان ہوئی کہیں زیادہ تو اسراف سے بچتے ہوئے جتنے بھی پانی سے طہارت و نظافت حاصل ہو جائے اجازت ہے۔ احادیث میں مقدار حجاز مقدس میں پانی کی قلت کے پیش نظر تھی۔ ورنہ نسائی شریف میں باب ہے۔ باب الدلالة علی انه لا وقت فی ذلك۔ اس باب کے بیان میں کہ غسل کے پانی میں کوئی مقدار معین نہیں۔ اس لیے آٹھ رطل ایک صاع اور پانچ مکوک کی احادیث پانی کم ہونے پہ محمول ہوں گی۔ چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اور حضور علیہ السلام ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے، آپ چاہتے کہ آپ جلدی غسل کر لیں اور میں چاہتی کہ میں جلدی غسل کروں، آپ مجھے فرماتے کہ میری لیے بھی پانی باقی رہنے دے اور میں عرض کرتی کہ آپ میرے لیے پانی رہنے دیجئے۔ (۲۴۰) اس حدیث سے جنبی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کی اجازت ثابت ہوتی ہے جبکہ حدیث ۲۳۹ میں اس سے ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ تو یہ امت کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے لئے تھا کہ اگر پانی وافر ہے تو ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہ کرو ورنہ کوئی حرج نہیں۔

تیرے کرم کا رسالت مآب کیا کہنا
ثواب ہو گئے کتنے عذاب کیا کہنا

☆ کان رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے کے بعد وضو نہیں فرمایا کرتے تھے۔ (۲۵۳)

☆ وضو غسل کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تولیہ استعمال فرمائے بغیر

واپس کر دیا۔ (امام نووی نے غسل کے بعد بدن پونچھنا مستحب قرار دیا کیونکہ اس سے بدن مزید صاف ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے حضور علیہ السلام کا عمل نہ استعمال کرنے کو جائز قرار دینے کے لئے ہو یا اس لیے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ تولیہ کا استعمال ضروری ہے۔ بہر حال ایک مشہور قول یہ بھی ہے کہ نہ پونچھنا بہتر و افضل ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ بالصواب) (۲۵۴-۵۵)

☆ جس گھر میں کتا، تصویر اور جنبی ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل

نہیں ہوتے۔ (۲۶۲)

پیارے نبی علیہ السلام کا اپنے پیارے صحابہ کرام سے ایک پیارا انداز

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

عادت مبارکہ یہ تھی:

إِذَا لَقِيَ الرَّجُلَ مِنْ أَصْحَابِهِ مَسَّحَهُ وَدَعَا لَهُ (۲۶۸)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے صحابہ کرام میں سے) کسی شخص کے ساتھ

ملاقات فرماتے تو اس پر (اظہار محبت کے لئے) ہاتھ پھیرتے اور برکت کی دعا کرتے۔

تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

حضرت حذیفہ کہتے ہیں: ایک صبح میں نے آپ کو دیکھا اور ایک طرف چلا گیا۔

پھر سورج نکلنے وقت میں (غسل جنابت کر کے) حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے پوچھا: میں نے تجھے دیکھا تھا پھر تو الگ ہو کر کہاں چلا گیا؟ میں نے عرض کیا: حضور! میں حالت جنابت میں تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ۔ مسلمان کبھی ناپاک نہیں ہوتا۔ یعنی طہارت حقیقی تو مسلمان کے اندر رہتی ہے۔ اگرچہ جنبی ہو اور طہارت حکمی (جنابت) ملاقات سے مانع نہیں ہے۔

☆ حائضہ عورت کی گود میں سر رکھ کر قرآن پاک کی تلاوت کی جاسکتی ہے۔

(۲۷۵)

☆ حضرت عائشہ فرماتی ہیں، میں حائضہ ہوتی تو جس جگہ (گوشت کی ہڈی والی) بوٹی پہ میں منہ لگا کر دانتوں سے گوشت اتارتی، حضور علیہ السلام بھی اسی جگہ منہ رکھتے، پانی پیتے ہوئے جہاں پیالے پہ میں منہ لگا کر پانی پیتی، اسی جگہ حضور علیہ السلام بھی منہ رکھ کر پانی پیتے۔ (۲۸۱-۲۸۰)

☆ کپڑے میں تھوک کر اس کو مل دینا، چاہے نماز میں ہو یا غیر نماز میں۔

(۳۰۹-۳۱۰)

☆ حضرت ابوبکر کے کچھ کے لگانے کے باوجود حضرت عائشہ صدیقہ نے حرکت نہ کی کیونکہ گود میں حضور علیہ السلام آرام فرماتے تھے (اس احترام پر) تیمم کی آیت کا نزول ہوا اور صحابہ کرام میں سے حضرت اسید بن حضیر نے کہا: اے ابوبکر کی آل! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں (یعنی اس سے پہلے بھی تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امت پہ آسانیاں پیدا فرمائی ہیں) (۳۱۱)

☆ (جس طرح ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں، اسی طرح) ایک

تیمم سے بھی کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔ (۳۲۳)

كِتَابُ الْمِيَاهِ (پانیوں کا بیان)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا (الفرقان) اور ہم نے

آسمان سے پانی اتارا جو پاک کرنے والا ہے۔ نیز فرمایا: وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

marfat.com

Marfat.com

لَيَطْهَرَنَّكُمْ۔ اور (اللہ تعالیٰ) تمہیں پاک کرنے کے لئے آسمان سے پانی اتارتا ہے۔

(الانفال)

☆ مندرجہ بالا آیات سے جہاں یہ معلوم ہوا: طہارت و نظافت کے لئے پانی ضروری ہے اور بغیر کسی معقول عذر کے پانی کے علاوہ کسی اور چیز (مانع) سے وضو و غسل جائز نہیں وہاں یہ بھی معلوم ہوا: غسل وغیرہ کرتے وقت کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ننگا ہو کر نہا رہا ہو تو پڑھنا جائز ہی نہیں اور کسی چیز کو پاک کرنے کے لئے بھی پانی کا استعمال ہی کافی ہے۔ جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا کلمہ پڑھو تب چیز پاک ہوتی ہے۔ یہ عوام کا خیال غلط ہے کیونکہ پانی بذات خود پاک کرنے والا ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے یوں عرض کرتے: ”اے اللہ! میری خطاؤں کو برف اور اولوں سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا (۳۳۴) ایک حدیث میں ہے: ”اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِيْ مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرْدِ۔“ (۳۳۵) اے اللہ! میری خطاؤں کو برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔

عصمتِ انبیاء کرام علیہم السلام

اس طرح کی تمام دعائیں تعلیم امت کے لئے ہیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت قرآنی آیات، احادیث صحیحہ، اجماع امت اور عقلی دلائل سے ثابت ہے اور کوئی بھی مسلمان اس کا انکار کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ انبیاء کرام تو پھر معصومین ہیں ان کے مخلص غلاموں تک بھی شیطان کی رسائی نہیں اور گناہ تو شیطان کے بھٹکانے سے ہوتے ہیں جبکہ ان کے غلاموں پر بنص قرآن شیطان اثر انداز نہیں ہو سکتا تو پھر ان کے آقاؤں پہ شیطان کا کیسے بس چل سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ان عبادی لیس لک علیہم سلطن (اے ابلیس) میرے خاص بندوں پر تیرا بس نہ چل سکے گا۔ اور شیطان کا اپنا اقرار ہے۔ ولا غوینہم اجمعین الاعبادک

منہم المخلصین۔ (ہاں اے اللہ! واقعی) میں تمام لوگوں کو گمراہ کر سکوں گا مگر تیرے مخلص بندوں تک میری رسائی نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لاینال عہدی الظالمین۔ میرا عہد (نبوت) ظالموں (فاسقوں) کو نہ ملے گا تو معلوم ہوا: فسق اور نبوت دونوں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے دل کو تسلی دینے کے لئے معراج کی رات سینہ مبارک چاک کروا کر گوشت کا ایک ٹکڑا نکلوایا (جو لوگوں کے دلوں میں شیطان کا حصہ ہوتا ہے) اور قلب منور کو زمزم شریف سے دھویا گیا (باب علامات نبوت مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”جس راستے سے عمر گزرتا ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے
۔ یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا

حضور علیہ السلام کی صحبت کی برکت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے جسے قرین کہتے ہیں جبکہ میرا قرین مسلمان ہو گیا ہے یعنی وہ مجھے اچھا مشورہ ہی دیتا ہے۔
(مشکوٰۃ باب الوسوسۃ)

ہر بچے کو بوقت ولادت شیطان کچھ لگاتا ہے جس کی وجہ سے بچہ روتا ہے جبکہ حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شیطان یہ معاملہ نہ کر سکا (ایضاً) یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو خواب میں احتلام نہیں ہوتا کیونکہ احتلام شیطانی اثرات سے ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تو بیویاں بھی شیطانی اثرات سے پاک ہیں یہی وجہ ہے کہ انہیں بھی احتلام نہیں ہوتا بلکہ جس عورت نے بالآخر حضور علیہ السلام کے نکاح میں آنا ہے وہ آپ کے نکاح میں آنے سے پہلے بھی اس اثر سے محفوظ رکھی گئی۔ جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ حدیث میں ہے کہ جب ایک عورت نے احتلام کے بارے میں حضور علیہ السلام سے پوچھا تو حضرت ام سلمہ نے عرض کیا۔

کیا عورتوں کو بھی احتلام آتا ہے۔ (اگر ام سلمہ کو احتلام آیا ہوتا تو تعجب سے سوال کیوں کرتیں حالانکہ وہ بہت عرصہ حضرت ابو سلمہ کے نکاح میں رہیں اور ان سے ان کی اولاد بھی ہوئی لیکن خدا کو معلوم تھا کہ یہ میرے حبیب کی بیوی بنے گی لہذا پہلے سے ہی ان کو اس اثر سے محفوظ رکھا) مشکوٰۃ کتاب الغسل۔ خدا تعالیٰ حضور علیہ السلام کی برکت سے ہمیں بھی ہر مقام پہ شیطانی اثرات سے محفوظ رکھے۔

اے نور خدا آ کر آنکھوں میں سما جانا
اے پردہ نشین دل کے پردے میں رہا کرنا
میں قبر اندھیری میں گھبراؤں گا جب تنہا
روشن میری تربت کو اللہ ذرا کرنا
مجرم ہوں جہاں بھر کا محشر میں بھرم رکھنا
یا در پہ بلا لینا یا خواب میں آ جانا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
امداد کو میری تم آقا قبر میں آ جانا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
رسوائے زمانہ ہوں کملی میں چھپا لینا

کِتَابُ الْحَيْضِ وَالْإِسْتِحَاذَةِ

حیض و استحاضہ (کے خون) کا بیان

☆ حیض و نفاس والی عورت دوران حج طواف کے علاوہ تمام کام کر سکتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ حج کے ارادے سے نکلے اور جب مقام سرف پہ پہنچے تو مجھے حیض آ گیا چنانچہ میں رونے لگی (اس خیال سے کہ میرا حج ضائع ہو گیا) حضور علیہ السلام میرے پاس سے گزرے تو مجھ سے رونے کا سبب پوچھا (اور پھر خود ہی) فرمایا: کیا تجھے نفاس (حیض) آ گیا ہے۔ میں نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا: (یہ پریشانی کی کوئی بات نہیں)۔

”هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَأَقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ
غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ“ (۳۴۹) یہ بات اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی

بیٹیوں پہ لکھ دی ہے لہذا تو حاجیوں والے تمام کام کر سوائے بیت اللہ شریف کے طواف کے۔

ڈرواس سے جو وقت ہے آنے والا

ایک صحابیہ سات سال تک (استحاضہ خون کی وجہ سے) ہر نماز کے لئے غسل کرتی رہیں۔ (۳۵۲-۵۷) حالانکہ ان پر ہر نماز کے لئے غسل کرنا لازم نہ تھا (۳۶۳) اس سے وہ عورتیں سبق حاصل کریں جو ذرا ذرا سی بات پہ نماز چھوڑ دیتی ہیں۔ مثلاً بچے نے کپڑوں پہ پیشاب کر دیا ہے لہذا نماز چھوڑ دی حالانکہ نہ کپڑوں کی کمی ہے نہ پانی کی جبکہ حدیث میں اس دور کا ذکر ہے جب کوئی عورت ہی ایسی ہوگی جس کے پاس دوسرا سوٹ ہوگا اور پانی بھی باہر سے بھر کے لانا پڑتا تھا الغرض جتنی نعمتیں زیادہ ہو رہی ہیں اتنے ہی زیادہ ہم ناشکر گزار ہو رہے ہیں۔ خدا نے اولاد اس لیے تو نہیں دی کہ ہم اللہ کی عبادت کی چھوڑ دیں۔ نعمت تو اس لیے ملتی ہے تاکہ اللہ کی شکرگزاری پہلے سے زیادہ کی جائے۔ لئن شکرتم لازیدنکم اللہ سے ڈرو اس لیے کہ اگر وہ نعمت دے سکتا ہے تو واپس بھی لے سکتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پہلے لوگوں کے پاس نعمتیں کم ہوتی تھیں مگر اللہ کا شکر زیادہ کرتے تھے تو ان کے دلوں کو سکون ہوتا تھا۔ ہمارے پاس جس قدر نعمتیں زیادہ آ رہی ہیں بے سکونی اتنی ہی بڑھتی جا رہی ہے۔ جو عورتیں کچھ نہ کچھ نماز کی پابندی کرتی بھی ہیں وہ دیگر معاملات میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پرواہ نہیں کرتیں۔ دیکھا گیا ہے کہ سر سے دوپٹہ اترا ہوا ہے بازو کہنیوں سے اوپر تک ننگے ہیں۔ گریبان کھلا ہوا ہے لیکن ہاتھ میں تسبیح ہے اور مردوں کے ساتھ پارک میں ”واک“ بھی کر رہی ہے اور ساتھ تسبیح بھی پڑھ رہی ہے۔ اگر خود باپردہ ہے تو جوان بچیوں کو بے پردہ کیے ہوئے ہے۔ شوہر کے حقوق کا خیال نہیں۔ شادی بیاہ اور غمی و خوشی کے موقع پہ تو تمام شرعی پابندیاں بالائے طاق رکھ دی جاتی ہیں۔ پھر کہنا یہ ہے کہ ہم اتنا کچھ پڑھتی

پڑھاتی بھی ہیں پھر بھی حالات درست نہیں ہوتے جبکہ نافرمانیوں کا ذکر ہی نہیں۔
 بعض لوگ وظائف بڑی پابندی سے کرتے ہیں مگر فرائض کی پرواہ نہیں کرتے۔ پھر
 پوچھتے ہیں کہ آپ نے کہا تھا گیارہ دن پڑھنے سے کام ہو جائے گا، ہوا تو نہیں۔
 کاش ہمارا پڑھنا پڑھانا اللہ کی رضا کے لئے ہو جائے کیونکہ من کان لله کان
 الله له۔ جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

سوداگری نہیں، یہ عبادت خدا کی ہے

اے ابوالہوس جزاء کی تمنا بھی چھوڑ دے

بندہ گناہ کرتا ہے تو صرف اخروی نقصان ہی نہیں کرتا بلکہ دنیوی نقصان بھی کر
 بیٹھتا ہے اور جب بندہ عبادت کرتا ہے تو اخروی فوائد کے ساتھ ساتھ دنیوی فوائد بھی
 حاصل ہوتے ہیں بشرطیکہ باقی معاملات بھی درست رکھے۔ مجھے اس وقت دو
 واقعات یاد آ رہے ہیں جو ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہوں گے ان کو
 غور سے پڑھ لیں۔

ایک نو مسلمہ عورت کا بیان

جرمنی کی ایک عورت مسلمان ہوئی جو کہ ایک سکول میں بچوں کو پڑھاتی تھی۔
 جب اس سے پوچھا گیا کہ تو مسلمان کیوں ہوئی تو اس نے بتایا کہ میرے سکول میں
 ایک مسلمان کا چھ سات سالہ بچہ پڑھتا تھا۔ میں نے اس کو دیکھا کہ ہاتھ دھوتا ہے تو
 کچھ پڑھتا ہے، سیرھیاں چڑھتا ہے تو کچھ پڑھتا ہے، اترتا ہے تو کچھ پڑھتا ہے ایک
 دن میں نے اس سے پوچھا ہی لیا کہ تو ہر کام کرتے وقت کچھ نہ کچھ پڑھتا ہے۔ یہ کیا
 پڑھتا ہے؟ تو اس نے مجھے بتایا کہ ہمارے نبی علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہر
 کام سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھا کرو۔ سیرھیاں چڑھو تو اللہ اکبر پڑھو اترو تو سبحان
 اللہ پڑھو تو میں اپنے نبی علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق یہی کچھ پڑھتا ہوں تو اس
 کی ٹیچر کہتی ہے کہ میں یہ سوچنے پہ مجبور ہو گئی کہ اس بچے پہ کوئی جبر نہیں کرتا، اس پہ

کوئی شک لے کر نہیں کھڑا ہوا کہ اگر تو اس موقع پہ یہ الفاظ نہیں پڑھے گا تو تجھے سزا دی جائے گی۔ ایک چھ سات سالہ بچہ اتنے ذوق و شوق کے ساتھ چودہ سو سال پہلے گزرنے والے ایک انسان کو اتنی محبت سے ”قالو“ کر رہا ہے ذرا میں اس کی سیرت کا مطالعہ تو کروں۔ وہ کیسا انسان تھا کہ جس کی عقیدت ہر چھوٹے بڑے کے دل میں دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے اور جب میں نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت کا مطالعہ شروع کیا تو ان کی سیرت اتنی حسین تھی کہ ان کی اتباع کیے بغیر نہ رہ سکی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی (یہ واقعہ مجھے ایک معتبر شخص نے سنایا) خدا تعالیٰ تمام غیر مسلموں کو اسی طرح حضور علیہ السلام کی سیرت پاک کا مطالعہ کر کے دولت ایمان کو اپنے سینوں میں محفوظ کرنے کی توفیق دے۔

دعا ہے کہ الہی قوم کو چشم بصیرت دے
الہی رحم کر ان پر انہیں نور ہدایت دے

ایک غیر مسلمہ عورت کا کردار اور ہم

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو ملاوٹ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور بھی کئی گناہوں کے بارے میں ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کی تنبیہات فرمائی ہیں لیکن آج ہمارے اندر ملاوٹ دھوکہ دہی اور دیگر بے شمار خرابیاں اپنے پورے عروج پہ ہیں اور اس سلسلہ میں ہمارے ضمیر نے کبھی ہمیں ملامت تک نہیں کی ایک متدین و متشرع حاجی صاحب نے مجھے ایک واقعہ سنا کر حیران کر دیا کہ (ان کے ایک دوست نے انہیں اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کیا کہ) برطانیہ میں ایک عورت کے پاس نو گائیں تھیں اور وہ مشین کے ذریعے ان کا دودھ دھور ہی تھی، آٹھ گایوں کا جو کہ تندرست و توانا تھیں اس نے دودھ دوہا اور ایک ٹب میں ڈال دیا جبکہ نویں گائے لاغر اور کمزور تھی لیکن بیمار نہ تھی بلکہ زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے کمزور تھی۔ اس کا دودھ بھی اس نے دوہا لیکن بجائے ٹب میں ڈالنے کے نہر میں بہا دیا۔

دیکھنے والے نے حیران ہو کر پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو اس نے ایک جملہ بول کر مجھے حیران کر دیا اور مجھے اپنے اور اپنے جیسے مسلمانوں کو (جن کا نظریہ ہی یہ ہے کہ ”پیسہ ہوا گرچہ کیسا ہو“) اپنے کردار پہ نظر ثانی کرنے پہ مجبور کر دیا۔ جملہ یہ تھا کہ ”میں اپنی قوم کے بچوں کو ایسی لاغر و کمزور گائے کا دودھ نہیں پلا سکتی“ وہ پاکستانی دل میں سوچنے لگا کہ ہمارے پاکستانی بھائی اپنی قوم کے بچوں کو کیا کیا زہر کھلا رہے ہیں اس کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی ایک چیز بھی تو ایسی نہیں ہے کہ جس میں ملاوٹ نہ کی جا رہی ہو اور ہماری پاکستانی قوم ملاوٹ کی اس قدر ماہر ہے کہ نقل اصل سے بہتر دکھائی دیتی ہے اور جھوٹ پہ سچ کا گمان ہونے لگتا ہے۔

کِتَابُ الْغُسْلِ وَالتَّيْمِ (غسل اور تیمم کا بیان)

☆ حضرت ایوب علیہ السلام پہ غسل کرتے ہوئے سونے کی ٹڈی گری تو آپ اسے کپڑے میں سمیٹنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنِيكَ؟ کیا میں نے تجھے غنی نہیں کر دیا؟ تو انہوں نے جواباً عرض کیا: بَلَى يَا رَبِّ وَلَكِنْ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَاتِكَ کیوں نہیں اے اللہ! لیکن میں تیری برکات کا تو محتاج ہی رہوں گا۔ (۴۰۹)

☆ پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے اور اس کی رقت وسیلان باقی رہے تو اس پانی سے وضو اور غسل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حدیث ۴۱۵ سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بڑے پیالے کے پانی سے غسل فرمایا جس میں آٹا لگا ہوا تھا۔

☆ جہاں تک ممکن ہوتا حضور علیہ السلام ہر کام کو دائیں طرف سے ہی شروع کرنا پسند فرماتے مثلاً جوتا پہننے میں کنگھی کرنے میں طہارت کرنے میں۔ (۴۲۱)

حضور علیہ السلام کی پانچ خصوصیات

حضور علیہ السلام کو پانچ نعمتیں ایسی عطا فرمائی گئیں جو کسی (نبی علیہ السلام) کو

بھی آپ سے پہلے نہ دی گئیں (۱) رعب کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی گئی یعنی آپ ایک ماہ کی دوری پہ ہوتے تو دشمن پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب طاری ہو جاتا۔ (۲) روئے زمین کو آپ کے لئے پاک اور سجدہ گاہ بنا دیا گیا۔ (۳) تیمم کی نعمت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ (۴) شفاعت کا اذن سب سے پہلے آپ کو ہوگا۔ (۵) آپ کو تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ (۶۳۲) ان میں سے ہر نعمت کے بارے میں بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ صرف شان شفاعت پہ پوری پوری کتب لکھی گئی ہیں جس کے متعلق ہم ان اشعار پہ اکتفا کر رہے ہیں کہ میدان محشر میں یہ منظر ہوگا

جدھر خدا ہے ادھر نبی ہے جدھر نبی ہے ادھر خدا ہے

خدائی بھی سب ادھر پھرے گی جدھر وہ عالی مقام ہوگا

خدا کی مرضی ہے ان کی مرضی ہے ان کی مرضی خدا کی مرضی

ان کی مرضی پہ ہو رہا ہے انہی کی مرضی پہ کام ہوگا

☆ حضور علیہ السلام کی نیند وضو کو نہیں توڑتی۔ (۴۴۳)

☆ اونگھنے والا پہلے نیند پورے کرنے پھر نماز ادا کرے (۴۴۴) کیونکہ عین

ممکن ہے کہ اونگھتے ہوئے بجائے اپنے حق میں دعا کرنے کے اپنے خلاف بددعا کرنے لگے۔

کِتَابُ الصَّلَاةِ (نماز کا بیان)

☆ دو طویل احادیث جن میں واقعہ معراج میں حضور علیہ السلام کا انبیاء کرام

علیہم السلام کی امامت کروانا اور آسمانوں پہ ان کے ساتھ ملاقات کرنا (اولا پچاس

نمازوں کی فرضیت اور پھر ان میں تخفیف) کا ذکر ہے۔ (۴۴۹-۴۵۱)

☆ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پہ ہے (اس کی جڑیں چھٹے آسمان پہ ہیں اور

شاخیں ساتویں آسمان تک جاتی ہیں اسی لیے بعض احادیث میں اس کا ذکر ساتویں آسمان پہ آیا ہے) نیچے کی چیزیں اوپر نہیں جا سکتیں اور اوپر والی چیزیں (اوامر و نواہی) یہاں آ کر رک جاتے ہیں پھر فرشتے جہاں حکم ہوتا ہے لے جاتے ہیں۔ معراج کی رات حضور علیہ السلام کو تین چیزیں عنایت فرمائی گئیں۔ پانچ نمازیں، سورۃ بقرہ کی آخری آیات اور تیسری یہ کہ جو آپ کا امتی شرک کیے بغیر مر جائے گا اس کے کبیرہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (۲۵۲) سدرۃ المنتہی کے بارے میں اسی حدیث کے اندر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اذ یغشی السدرۃ ما یغشی کے بارے میں ہے کہ جس چیز نے سدرۃ المنتہی کو ڈھانپ رکھا تھا وہ سونے کے پروانے ہیں۔

بعض نے لکھا ہے کہ بیری کے اس درخت پہ علم خلاق کی انتہا ہو جاتی ہے۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ السلام کی زیارت کا اذن طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو یہیں پہ جمع ہونے کا حکم دیا کہ میرے حبیب کی سواری گزرے گی تو زیارت کر لینا چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں نے سدرۃ کے ہر پتے پہ ایک فرشتے کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھ رہا تھا۔ صاحب تفسیر نیشاپوری فرماتے ہیں: یہیں پہ جبریل امین علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: لودنوت انبلۃ لاحتراقت۔ اگر میں ایک انگلی کے پورے کے برابر بھی آگے بڑھوں گا تو جل کر راکھ ہو جاؤں گا۔ (معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم از علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ)

☆ پانچ نمازیں ادا کرنے کا وعدہ کرنیوالے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی قرار دے دیا۔ (۴۶۰)

بیعت جہاد و بیعت اسلام کے علاوہ بیعت کا ثبوت

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ کئی طرح کی بیعت کرتے تھے اور انہیں قسموں میں سے بیعت طریقت بھی ہے جو کہ مرید اپنے پیر

کے ہاتھ پہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں اور بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں: بیعت جہاد و بیعت اسلام کے علاوہ کوئی بیعت نہیں جبکہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: **أَلَا تَبَايَعُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**۔ کیا تم لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پہ بیعت نہیں کرو گے۔ (یہ ارشاد سن کر) ہم نے اپنے ہاتھ بڑھا دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت فرمائی۔ پھر ہم نے عرض کیا: حضور! ہم بیعت تو کر چکے لیکن یہ بھی تو فرمائیں کہ ہماری یہ بیعت کن امور میں ہے۔ آپ نے فرمایا:

عَلَى أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَالصَّلَاةِ الْخَمْسِ
اس بات پر کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور پنجگانہ نماز ادا کرو گے۔

وَأَسْرًا كَلِمَةً خَفِيَّةً پھر آہستہ سے فرمایا: **أَنْ لَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا**۔ یہ کہ لوگوں سے بھیک نہ مانگو گے۔ (۴۶۱) حضرت حکیم نے صرف اس بات پہ حضور علیہ السلام کی بیعت کی کہ **أَنْ لَا أَخْرَجَ إِلَّا قَائِمًا** (۱۰۸۵) میں کھڑا کھڑا سجدے میں چلا جاؤں۔

مرشد کامل جب اپنے مرید کو بیعت فرماتا ہے تو انہی باتوں اور اس طرح کی دیگر کئی باتوں کی تلقین کرتا ہے۔ لہذا بیعت طریقت کا ثبوت مل گیا۔ مرشد کو بھی چاہیے کہ اپنے مرید کو ایک ایک کر کے تمام ممنوعات شرعیہ سے روکے اور پوری طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے۔ صرف مریدین کی تعداد میں اصافہ کر کے ان سے نذرانے بٹورنے پر ہی اکتفا نہ کرے اور پھر وقتاً فوقتاً پوچھتا بھی رہے کہ جو تم نے بوقت بیعت عہد معاہدہ کیا تھا اس پہ عمل کرتے ہو یا نہیں؟

یاد رہے! ممنوعات شرعیہ بے شمار ہیں۔ جس طرح کہ نیکی کے کام بے حساب

ہیں۔ اس دور میں جو بیماری بہت ہی عام ہے وہ گانا باجا ہے جو کہ شریعت میں حرام

ہے اور قرآن میں اسے شیطانی آواز قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت اس پہ چند
تصریحات رشد الایمان سے اس کتاب کی زینت بنا رہا ہوں۔

گانے باجے کی حرمت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله
بغير علمٍ و يتخذها هزواً أولئك لهم عذابٌ مهينٌ ۝

(لقمان: ۶)

اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں (گانا بجانا) خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے
بہکا دیں، بے سمجھے اور اسے ہنسی بنا لیں، ان کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔
عوارف وغیرہ میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کی قسم
اٹھاتے تھے کہ بے شک ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ان المراد به التغنى
کہ آیت میں لہو حدیث سے مراد گانا ہے۔

(یہی مفہوم دیکھئے طبری ج: ۲۱، ص: ۶۲، تفسیرات احمدیہ ص: ۶۰۳، ابن کثیر ج: ۳، ص: ۲۸۶، ابن ابی شیبہ
ج: ۲، ص: ۳۰۹، مستدرک ج: ۲، ص: ۲۱۱، بیہقی ج: ۱۰، ص: ۲۲۳)

قرآن پاک میں ہے:

واستفزز من استطعت منهم بصوتك (پ: ۱۵، ع: ۷)

اور (اے ابلیس) گرا لے ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے۔
اس سے مراد گانا اور مزامیر ہیں ملاحظہ کریں۔

تفسیر جلالین میں ہے:

بدعائك بالغناء والمزامير وكل داعٍ الى البغية

یعنی شیطان کی آواز سے مراد گانے، مزامیر اور گناہ کی طرف لے جانے والی

ہر چیز کے ذریعے بلانا ہے۔ (تفسیر جلالین ص: ۲۲۵)

گانے باجے کے بارے میں احادیث

اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں

(1) کان ابلیس اول من ناح و اول من تغنی

سب سے پہلے ابلیس نے نوحہ کیا اور سب سے پہلے اسی نے گانا گایا۔

(تفسیرات احمدیہ، ص: ۶۰۱)

(2) التغنی حرامٌ والتلذذ بها كفرٌ والجلوس علیها فسقٌ ومعصیةٌ

گانا حرام ہے اور (حلال جان کر) اس سے لذت لینا کفر ہے اور (سننے

سنانے کیلئے) گانے پر بیٹھنا فسق و فجور اور گناہ ہے۔ (تفسیرات احمدیہ، ص: ۶۰۱)

(3) الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الباء الزرع

گانا دل میں منافقت پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے۔

(بیہقی، مشکوٰۃ، ص: ۴۱۱)

(4) حضرت نافع فرماتے ہیں: ایک راستہ میں، میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے

ساتھ تھا۔ پس انہوں نے مزار کی آواز سنی تو اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیں اور

راستے سے دوسری جانب دور ہو گئے۔ پھر دور جانے کے بعد مجھ سے فرمایا: یا نافع

هل تسمع شیئاً اے نافع کیا تم مزار کی کچھ آواز سنتے ہو؟ میں نے کہا نہیں تو

انہوں نے اپنے کانوں سے انگلیاں نکالیں اور فرمایا: کنت مع رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم فسمع صوت یراعی فصنع مثل ما صنعت میں رسول

پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، پس آپ نے بانسری کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسی طرح کیا، جیسے میں نے کیا۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس وقت چھوٹا

تھا۔

(ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۳۱۸، مشکوٰۃ، ص: ۴۱۱، بیہقی، ج: ۱۰، ص: ۲۲۲، حلیۃ الاولیاء، ج: ۶، ص: ۱۲۹، طبرانی صغیر،

ج: ۱، ص: ۱۳، مسند امام احمد، ج: ۲، ص: ۳۸، مرقاة، ج: ۹، ص: ۱۳۳)

اعضاء جسمانی کی بدکاری

فالعینان زناهما النظر والاذنان زناهما الاستماع واللسان زناه
الكلام واليد زناها البطش والرجل زناها الخطی والقلب
يهوى ويتمنى ويصدق ذلك الفرج ويكذبه.

(مشکوٰۃ، ص: ۲۰، مسلم شریف، جلد: ۲، ص: ۳۳۶، الزواجر، ج: ۲، ص: ۳، اسی مفہوم کی حدیث دیکھئے صحیح
بخاری، ج: ۲، ص: ۲۳، ۲۴، صحیح ابن حبان، ج: ۷، ص: ۲۹۹)

آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے
اور ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور دل خواہش کرتا
ہے اور تمنا کرتا ہے، فرج اس کی تصدیق کرتا ہے اور اسے جھوٹا کرتا ہے۔
لہذا گانے باجے، فلمیں، ڈرامے، ٹیلی ویژن، وی سی آر ڈش اینٹینا وغیرہ (کے
گندے پروگرام) بے حیائی و حرام کاری کا سامان ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الغناء رقية الزنا

گانا زنا کا منتر ہے۔ (تفسیرات احمدیہ، ص: ۶۰۳، کنز العمال، ج: ۱۵، ص: ۲۲۰)

گانا سننے کی سزا

من قعد الى قينة يستمع منها صب الله في اذنيه الانك
جو کوئی شخص گانے والی عورت کے پاس بیٹھے، اس سے گانا سنے تو اللہ تعالیٰ
قیامت کے دن اس کے کانوں میں (پگھلا ہوا) سیسہ ڈالے گا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۰)

(7) قال النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ان الله تعالى
بعثني رحمةً للعالمين وهدى للعالمين وامرني ربي بحق
المعازف والمزامير والاثوان والصلب وامر الجاهلية

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا اور میرے رب نے مجھے باجوں اور بانسریوں اور بتوں اور صلیبوں اور جاہلیت کے کاموں کو باطل کرنے کا حکم فرمایا۔ (مشکوٰۃ مسند امام احمد ج: ۵، ص: ۲۵۷)

(8) لیکونن فی امتی اقوامٌ يستحلون الحر والحریر
والعمر والمعازف

ضرور بہ ضرور میری امت میں وہ لوگ ہوں گے جو حلال ٹھہرائیں گے
عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔

(بخاری شریف ج: ۲، ص: ۸۳۷، بیہقی ج: ۱۰، ص: ۲۲۱، مسند الشامین ج: ۱، ص: ۳۳۳، تاریخ کبیر ج: ۱، ص: ۳۰۳، فتح الباری ج: ۱۰، ص: ۵۱)

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الغناء مفسدةٌ للقلب ومسحطةٌ للرب

گانا دل کو خراب کرنے والا اور رب تعالیٰ کو ناراض کر نیوالا ہے۔

(تفسیرات احمدیہ ص: ۶۰۳)

مسئلہ قوالی

(دف بجانے کی بعض مقامات میں اجازت کے علاوہ) مزامیر بہر حال حرام ہیں۔ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعات یا تشابہ غیر معتبر ہیں۔ ہدایہ وغیرہ کتب معتمدہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں۔ حضرت سلطان الاولیاء محبوب الہی نظام الحق والدین فوائد الفوائد شریف میں فرماتے ہیں، مزامیر حرام است یعنی مزامیر حرام ہیں۔

مولانا فخر الدین رازی خلیفہ سیدنا محبوب الہی رضی اللہ عنہ نے خود حضور علیہ السلام کے حکم سے رسالہ ”کشف القناع عن اصول السماع“ تحریر فرمایا۔ اس میں صاف

ارشاد فرمادیا کہ

اما سماعٌ مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبرئى عن هذه

التهمة وهو مجرد صوت القوال مع الاشعار الشعرية

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری

ہے۔ وہ صرف قوال کی آواز ہے جو کمال صفت الہی سے خبر دیتے ہیں۔

سماع کہ بے مزامیر ہو اور مسمع (سنانے والا) نہ عورت ہو نہ امرد (بے ریش

خوبصورت لڑکا) اور مسموع (کلام) نہ فحش نہ باطل اور سامع (سننے والا) نہ فاسق ہو

نہ شہوت پرست تو اس کے جواز میں شبہ نہیں قادر یہ و چشتیہ سب کے نزدیک جائز ہے

ور نہ سب کے نزدیک ناجائز۔ (فتاویٰ رضویہ ج: ۱۰)

اگر عورتیں کسی مرشد کامل کی بیعت کریں تو ان کو خاص طور پر بے پردگی کے گناہ

کی سنگینیت بتائی جائے اس بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے ارشادات عالیہ سنائے جائیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

بے پردگی کا گناہ

قرآن پاک میں ہے:

(1) وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولیٰ

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی

بے پردگی۔ (کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ عورت کو غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا فرض

ہے اور بغیر عذر شرعی گھر سے نکلنا حرام ہے۔ جب کسی حاجت کیلئے ان کو نکلنا ہو تو

باپردہ نکلیں۔

(2) یٰایہا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین

علیہن من جلابیبہن (پ: ۲۲: ع: ۵)

marfat.com

Marfat.com

اے نبی (علیک الصلوٰۃ والسلام) اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔ (کنز الایمان)

حضور علیہ السلام کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں:

(1) المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشيطان

(مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۲، ص: ۳۸۳، مجمع الزوائد ج: ۲، ص: ۱۳۵، مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۶۹)

عورت قابل پردہ ہے (چاہیے کہ غیر محرم مردوں سے پوشیدہ رہے) وہ جب گھر سے نکلتی ہے شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے۔

(2) ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یا رسول اللہ

ارایت الحمی قال الحمی الموت

(ترمذی ج: ۱، ص: ۲۲۲، مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۶۸)

تم عورتوں پر داخل ہونے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورت کے شوہر کے رشتہ دار یعنی عورت کے دیور، جیٹھ وغیرہ کیلئے کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: دیور، جیٹھ تو موت ہے یعنی عورت کو دیور، جیٹھ سے پردہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

(3) لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ

(تفسیر مظہری ج: ۲، ص: ۲۱۱، مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۷۰)

اللہ تعالیٰ لعنت کرے غیر محرم عورت کو دیکھنے والے پر اور اس بے پردہ عورت پر جو دیکھی جائے۔

علماء فرماتے ہیں خوبصورت مرد لڑکے کا حکم مثل عورت کے ہے۔ منقول ہے کہ

عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور مرد کے ساتھ ستر (۷۰)

(فتاویٰ رضویہ ج: ۱۰)

ناپینا سے پردے کا حکم

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ اور ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہما رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھیں کہ جلیل القدر ناپینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احتجبا منه تم دونوں ان صحابی سے پردہ کر لو۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہو اعمی لا یبصرنا کیا وہ تو ناپینا نہیں ہیں! وہ ہمیں دیکھتے نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: افعمیا وان انما لستما تبصرانہ کیا تم دونوں بھی ناپینا ہو تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟ (ابوداؤد ج: ۲، ص: ۲۱۳، مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۶۹، ترمذی ج: ۲، ص: ۱۰۶)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا: جیسے مردوں کیلئے غیر محرم عورتوں کو دیکھنا ناجائز ہے ویسے ہی عورتوں کیلئے غیر محرم مردوں کو دیکھنا بھی ناجائز ہے۔

(5) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَا عَلِيُّ لَا تَتَّبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَىٰ وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ

(ترمذی شریف ج: ۲، ص: ۱۰۶، مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۶۹، مجمع الزوائد ج: ۲، ص: ۶۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے علی! ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ نہ کرو کیونکہ تم کو پہلی نظر ہی جائز ہے دوسری جائز نہیں۔“

پہلی نگاہ سے مراد وہ نگاہ ہے جو بغیر قصد کے اجنبی عورت پر پڑ جائے اور دوسری نگاہ سے مراد دوبارہ اسے قصداً دیکھنا ہے اگر پہلی نگاہ بھی جمائے رکھی تو بھی دوسری نگاہ کے حکم میں ہوگی۔

پردہ کے باب میں پیر وغیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے۔ جو ان عورت کو چہرہ

کھول کر سامنے آنا منع ہے اور بڑھیا کیلئے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضا لفقہ نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج: ۱۰ ص: ۱۰۲)

(6) ما من مسلم ینظر الی محاسن امرأة اول مرقة ثم

یغض بصره الا احث الله عبادة یجد حلاوتها

(احمد، مشکوٰۃ، ص: ۲۷۰)

ایسا کوئی مسلمان نہیں جو اچانک کسی اجنبی عورت کی خوبیاں پہلی بار دیکھے

تو فوراً اپنی نگاہ نیچی کر لے مگر اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت دیتا ہے جس کی

وہ لذت پاتا ہے۔

محبوبہ محبوب رب العالمین کا عمل مبارک

وعن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کنت ادخل بیتی الذی

فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وانی واضع

ثوبی واقول انہا هو زوجی وابی فلما دفن عمر معہم فواللہ

ما دخلت الا وانا مشدودة علی ثیابی حیاء من عمر

(احمد، مشکوٰۃ، ص: ۱۵۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس کمرے میں داخل

ہوئی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) قبور

پر انوار میں) جلوہ فرما تھے حالانکہ میں نے کچھ کم کپڑے اوڑھے ہوتے

تھے اور میں کہتی تھی کہ وہ (حضور علیہ السلام) میرے شوہر اور (ان کے

ساتھ) میرے والد ہی تو ہیں۔ پس جب ان کے ساتھ سیدنا حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے تو اللہ کی قسم میں داخل نہیں ہوئی مگر پورے

کپڑے پہن کر (مکمل باپردہ ہو کر) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حیا

کرتے ہوئے۔ انہوں نے تو قبر والے سے پردہ فرمایا تو جو عورت زندہ

غیر محرم سے پردہ نہ کرے تو وہ کتنی باحیا ہوگی؟
اس بارے میں خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا ارشاد بھی یاد رکھیں، کون خاتون

جنت

اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ ﷺ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
ایک مرتبہ حضور سید عالم ﷺ نے دریافت فرمایا:
ای شیء خیر للنساء عورت کے لئے کون سی چیز بہتر ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہی سوال سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کیا: قالت لا یرین
للرجال ولا یرونہن۔ سیدہ: نے کہا: عورتیں غیر مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ہی غیر
محرم مرد انہیں دیکھیں۔ یہ جواب جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمة بضعة منی فاطمہ میرے جگر
کا ٹکڑا ہے۔ (شہادت نواسہ سیدالابرار ص: ۱۲۹ بحوالہ دارقطنی)

اور یہ بھی منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گلے سے لگا
لیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج: ۱۰)

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پردے کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے کیا
خوب کہا:

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے

اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

☆ نماز فجر اور عصر ادا کرنے والا ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔ (۸۸-۴۷۲)

عصر کی نماز چھوڑ دینے والے کے اعمال ضائع ہو گئے۔ (۴۷۵) عصر کی نماز قضا

کرنے والے کا گویا گھربار لٹ گیا۔ (۴۷۹)

کِتَابُ الْمَوَاقِیْتِ (اوقات نماز کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام نماز فجر میں ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت فرماتے۔

(۴۹۶)

☆ گرمیوں میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی آگ کا جوش ہے۔ (۲-۵۰۱)

امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ظہر کا آخری وقت سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل تک ہے اور عصر کا وقت اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔ موسم گرما میں سایہ اصلی کم ہوتا ہے کیونکہ سورج سمت الراس کے قریب ہوتا ہے۔ ان ممالک میں جو اقلیم روم میں واقع ہیں۔ جیسے مکہ مکرمہ وغیرہ جبکہ سردیوں میں سورج سمت الراس سے ہٹا ہوا ہوتا ہے۔ لہذا سایہ اصل گرمیوں کی بہ نسبت سردیوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ یہ (حدیث ۲-۵۰۱) امام صاحب کی دلیل ہے کہ گرمیوں میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا جائے۔

☆ جبریل امین علیہ السلام کی بارگاہ نبوت میں ایک ایک دن میں پانچ پانچ مرتبہ حاضری (۵۱۳/۵۲۷) مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

بے لقاے یار ان کو چین آ جاتا اگر

بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

☆ اگر لوگ جانتے کہ اذان کہنے اور پہلی صف میں کھڑا ہونے کا کیا ثواب ہے تو اس کام کے لئے قرعہ اندازی کرتے۔ (۵۴۱)

☆ نماز فجر کو جتنا تاخیر سے پڑھو گے اتنا ہی زیادہ ثواب پاؤ گے۔ (۵۵۰)

حق نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے

فجر کی نماز کے بعد حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو قیامت تک ہونے والے تمام امور بتا دیئے۔ (۶۲۲)

حقہ نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ما فرطنا فی الکتب من شیء۔ ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا (یعنی سب کچھ بیان کر دیا) اس کتاب سے مراد قرآن ہو یا لوح محفوظ۔ بہر حال حضور علیہ السلام کا علم غیب عطائی کلی ثابت ہوا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: وتفصیل الکتب لاریب فیہ۔ اور (لوح میں جو) لکھا ہوا ہے۔ (یہ قرآن) سب کی تفصیل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ تو لوح محفوظ کا سارا علم قرآن میں ہے اور قرآن کا سارا علم سینہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ امام بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ومن علومك علم اللوح والقلم

لوح و قلم کا علم تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم کا ایک حصہ ہے۔

کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہ تو وہ کتاب اتری جس کی شان تبیانا لکل

شئی ہے۔

ان پر کتاب اتری تبیانا لکل شیء

تفصیل جس میں ما عبرو ما غیر کی ہے

اور وہ کتاب آپ کو سکھائی کس نے؟ جس نے نازل فرمائی۔ الرحمن علم

القرآن

تو دانائے ماکان وما یکون ہے

مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں

علم غیب عطائی یہ احادیث مبارکہ

(1) عن عمر رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم مقامًا فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل

اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذلك من
حفظه ونسيه من نسيه

(بخاری ج: ۱ ص: ۲۵۳ کتاب بدء الخلق باب ما جاء في قول الله تعالى وهو الذي يهدو الخلق، مشکوٰۃ: ۵۰۶
کتاب الفتن باب بدء الخلق الخ، قدیمی کتب خانہ عمدۃ القاری ج: ۱۰ ص: ۵۲۳ دارالحدیث ملتان)
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ہم
میں ایک جگہ قیام فرمایا پھر ہم کو ابتدائے پیدائش سے لے کر جنتوں کے
اپنی منزلوں میں پہنچنے اور دوزخیوں کے اپنی منزلوں میں پہنچنے تک تمام
خبریں دیں۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول
گیا۔

(2) مسلم نے حضرت عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا:

فاخبرنا بما هو كائن الي يوم القيمة قال فاعلمنا احفظنا

(صحیح مسلم ج: ۲ ص: ۲۹۰، مشکوٰۃ شریف ص: ۵۲۳)

پس نبی پاک ﷺ نے ہم کو قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کی خبر
دے دی۔ پس ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو ان باتوں کو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔

(3) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

ان الله زوى لى الارض فرايت مشارقها ومغاربها

(مشکوٰۃ ص: ۵۱۲ کتاب الفتن باب فضائل سيد المرسلين ﷺ، الفصل الاول قدیمی کتب خانہ کراچی)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی۔ پس میں نے
زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

(4) قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم رايت

ربى عزوجل فى احسن صورة قال فوضع كفه بين كتفى

فوجدت بردها بين ثديي فعلبت ما فى السموات والارض

(مشکوٰۃ ص: ۷۰ کتاب الصلوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی، ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو احسن (بہت اچھی) صورت میں دیکھا (جو اس کی شان کے لائق ہے) فرمایا: رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے قلب میں پائی۔ پس میں نے آسمانوں اور زمیں کی ہر چیز کو جان لیا۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”عبارت است حصول تمام علوم جزوی و کلی و احاطہ عام“

عبارت ہے کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام علوم حاصل ہو گئے جزوی بھی اور کلی بھی اور سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احاطہ علم میں ہو گیا۔

(۱: ج: ۳۳۲ ص: الممعات)

(5) احمد و ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی کہ نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی۔

فتجلی لی کل شیء و عرفت

(مسند امام احمد بن حنبل، ص: ۲۳۳ ج: ۵، الممعات، ص: ۳۳۳ ج: ۱، مشکوٰۃ، ص: ۷۲ کتاب الصلوٰۃ)

باب المساعده ومواضع الصلوٰۃ، الفصل الثالث قدیمی کتب خانہ کراچی)

پس ہر شے میری لیے ظاہر ہو گئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں

خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

حضور علیہ السلام تا قیامت ہر شے کو دیکھتے ہیں

ان اللہ قدر رفع لی الدنيا فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها

الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی هذه جلیاناً.

(زرقانی، ص: ۲۳۷، ج: ۷، مواہب اللدنیہ، ص: ۱۹۲، ج: ۲، طبرانی، الخصائص الکبریٰ، مجمع الرواۃ، ص: ۲۸۷، ج: ۸، کنز العمال، ص: ۲۲۰، ج: ۱۱)

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمایا۔ پس میں اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے اس ہاتھ کے ظاہر کو دیکھتا ہوں۔

(7) ما من شیء لم اکن اریتہ الا رایتہ فی مقامی هذا حتی الجنة والنار۔

(بخاری شریف، ص: ۱۸، ج: ۱، کتاب العلم، باب الفیاء وهو واقف الخ قدیمی کتب خانہ)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک میں نے اپنے اس مقام میں ہر وہ چیز دیکھی جو میں نے پہلے دیکھی نہ تھی یہاں تک کہ میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا۔

(8) عن حذیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال واللہ ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قائد فتنۃ الی ان تنقضي الدنيا یبلغ من معہ ثلاث مائۃ فصاعداً الا قد سباه لنا باسبہ واسم ابیہ واسم قبیلتہ

(ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۲۲۶، مشکوٰۃ، ص: ۳۶۳، کتاب العین، قدیمی کتب خانہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضور رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے ختم ہونے تک کسی فتنہ کے چلانے والے کو نہیں چھوڑا جس کے پیروکار تین سو سے زیادہ ہوں گے مگر رسول پاک ﷺ نے ہمیں فتنہ چلانے والے کا نام اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بتا دیا۔

(9) رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ عرض کی: یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام آج رات میں نے ایک برا خواب دیکھا، فرمایا: وہ خواب کیا ہے؟ عرض کی: وہ بہت شدید خواب ہے، رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ خواب کیا ہے؟ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میں نے دیکھا گویا آپ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا قطع کیا گیا اور میری گود میں رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رایت خیراً تلد فاطمة ان شاء الله غلاماً يكون في حرك
تو نے اچھا خواب دیکھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں رہے گا۔

حضرت ام فضل فرماتی ہیں پس حضرت فاطمہ کے ہاں حضرت امام حسین پیدا ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تو وہ میری گود میں رہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

(مشکوٰۃ، ص: ۲۷۳ ابن ماجہ، ص: ۱۴۰ مسند امام احمد، ج: ۲، ص: ۳۲۵)

کل کی خبر اور دل کی بات

قال يوم خيبر لاعطين هذه الراية غدا رجلاً يفتح الله على

يديه يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ خیبر کے دن فرمایا: میں

آئندہ کل یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ خیبر فتح

فرمائے گا۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا

ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اسے دوست رکھتے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ابن علی بن ابی

طالب، علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ

علیک الصلوٰۃ والسلام ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک لگایا تو آنکھیں بالکل درست ہو گئیں۔ گویا درد تھا ہی نہیں۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا اءطا فرمایا۔ ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے خیر فتح فرمادیا۔

(بخاری ج: ۱ ص: ۴۱۳، مسلم شریف ج: ۲ ص: ۲۷۸، مشکوٰۃ شریف ص: ۵۶۳، مناقب علی رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ)

(11) بدر کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هَذَا مِصْرٌ فَلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَهُنَا وَهَهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعٍ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

(صحیح مسلم ج: ۲ ص: ۱۰۲، ابوداؤد ج: ۲ ص: ۸، نسائی ج: ۱ ص: ۲۲۶، مشکوٰۃ ج: ۱ ص: ۵۴۳، مسند ابوداؤد طرابلس ص: ۹، الخصائص الکبریٰ ج: ۱ ص: ۱۹۹)

یہ فلاں شخص کے قتل ہونے کی جگہ ہے اور اپنے مبارک ہاتھ کو زمین پر ادھر ادھر رکھتے تھے۔ راوی نے فرمایا: قتل کیے جانوالوں میں سے کوئی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ذرا نہ ہٹا (بلکہ اسی جگہ قتل کیا گیا جس کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشاندہی فرمائی تھی)۔

کِتَابُ الْأَذَانِ (اذان کا بیان)

☆ اذان کا مذاق اڑانے والا مستقل مؤذن بن گیا اور حضور علیہ السلام نے اس کو چاندی کی تھیلی عنایت فرمائی (۶۳۳) یہ حضور علیہ السلام کا کمال اخلاق تھا کہ لاعلمی کی وجہ سے شعار دین کا مذاق اڑانے والے کو آپ نے احسان کے بوجھ سے شرمندہ فرمادیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو ہدایت کی دولت سے نواز دیا کیونکہ جس کو حضور پاک پسند فرمالتے ہیں، خدا بھی ان کو نواز دیتا ہے۔ اگلی حدیث میں ہے: اس

فخص کی آواز اچھی تھی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کو بلا کر اس کی پیشانی پہ ہاتھ پھیرا اور تین مرتبہ برکت کی دعا فرمائی اور پھر فرمایا: اِذْهَبْ فَاذِّنْ عِنْدَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ۔ جا اور کعبہ معظمہ کے پاس جا کر اذان پڑھ۔ (۶۳۳)

★ مؤذن کی اذان کی آواز جہاں تک جائے گی وہاں تک کے جن اور انسان اور ہر چیز قیامت کے دن (اس کے ایمان کی) گواہی دیں گے۔ حضرت ابوسعید نے یہ بات کی اور فرمایا (یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ) حضور علیہ السلام کا فرمان ہے جو میں نے خود آپ سے سنا ہے۔ (۴۶-۶۳۵) اور اس کو تمام نمازیوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (۶۳۷)

★ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي" (۷۹۱-۶۸۸) جب نماز کی تکبیر ہو تو نہ کھڑے ہوا کرو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو۔ معلوم ہوا تکبیر شروع ہونے سے پہلے یا شروع ہوتے ہی نماز کے لئے کھڑے ہونے سے منع فرمایا گیا ہے۔ یہ مسئلہ ہم نے اپنی کتاب فضائل و مسائل نماز میں تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ فقہ کی کتابوں میں صاف صاف لکھا ہے کہ ویقوم الامام والقوم عند حی الصلوة (شرح وقایہ) امام اور قوم حی علی الصلوة کے وقت کھڑے ہوں اس کے باوجود حنفی کہلانے والے دیوبندی حضرات نے بھی یہ ضد بنا رکھی ہے کہ اس پہ عمل نہیں کرتے۔

اذان میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ انگوٹھے چومنا

(۱) دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

جب انہوں نے مؤذن کو اشہد ان محمدًا رسول اللہ کہتے سنا تو یہ پڑھا:

اشہد ان محمدًا عبده ورسوله رضیت باللہ ربًا وبالاسلام

marfat.com

Marfat.com

دیناً و بسحبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبیاً
اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے نیچے کی جانب سے چوم کر آنکھوں سے
لگائے۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت له شفاعتی
جو شخص ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس کیلئے میری شفاعت
حلال ہوگئی۔ (القاصد الحسنہ، ص: ۳۸۴، از علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

(2) حضرت سیدنا حضرت علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ وہ ارشاد
فرماتے ہیں:

جو شخص موزن سے اشہد ان محمدًا رسول اللہ سن کر کہے:
مرحباً بحیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ثم یقبل ابہامیہ ویجعلہا علی عینیہ
لم یرمد ابداً

پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

(القاصد الحسنہ، ص: ۳۸۴)

(3) حضرت سیدنا امام حسن علی جدہ الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:
جو شخص موزن کو اشہد ان محمدًا رسول اللہ کہتے سن کر یہ دعا پڑھے:
مرحباً بحیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم یقبل ابہامیہ ویجعلہا علی عینیہ لم یرمد
ولم یرمد ابداً۔

اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا ہو اور نہ آنکھیں دکھیں۔

(القاصد الحسنہ، ص: ۳۸۴)

حضور علیہ السلام کی قیادت میں داخلہ جنت

روفا عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انه قال من
سمع اسمی فی الاذان ووضع ابهامیه علی عینیہ فانا طالبہ فی
صفوف القیمة وقائده الی الجنة

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص میرا نام اذان
میں سنے اور اپنے انگوٹھے (چوم کر) آنکھوں پر رکھے تو میں اسے قیامت
کی صفوں میں تلاش کروں گا اور اسے اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے

جاؤں گا۔ (صلوٰۃ مسعودی ج: ۲ ص: ۷۸ جامع الرموز ج: ۱ ص: ۱۲۵)

آنکھوں کا تارا نام محمد

دل کا سہارا نام محمد ﷺ

(5) شرح نقایہ میں ہے:

خبردار رہو بے شک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشہد ان محمدًا
رسول اللہ نے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہے اور دوسری بار قرۃ عینی
بک یا رسول اللہ کہے پھر انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر کہے: اللہم متعنی
بالسمع والبصر۔

فانه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یكون له قائدًا الی

الجنة

تو نبی اکرم ﷺ اپنے پیچھے پیچھے اسے جنت میں لے جائینگے۔ (ایسا ہی

کنز العباد میں ہے)۔ (رد المحتار ج: ۱ ص: ۲۹۳)

حضور ﷺ کا نام چومنے والا کبھی اندھانا نہ ہوگا

جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی

زیارت کے مشتاق ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رخ پر نور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر جب جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ قصہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

من سمع اسی فی الاذان فقبل ظفری ابھامیہ ومسح علی
عینیہ لم یرحمہ ابداً

جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر
آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھانا نہ ہوگا۔ (روح البیان ج: ۷، ص: ۲۲۹)

اے انھی اے عاشق محبوب حق	اے نثار و طالب و مطلوب حق
جب سنے تو نام پاک مصطفیٰ	چوم انگوٹھے اور آنکھوں سے لگا
پڑھ درود ان پر بصیغۂ خطاب	آنکھیں تیری ہوں گی نہ ہرگز خراب
ہوں گے محشر میں شفیع وہ بالیقین	پھر خدا دے گا تجھے خلد بریں
جس نے کی تعظیم سن کے ان کا نام	آتش دوزخ ہوئی اس پر حرام
تعظیم ان کی مومنوں پر فرض ہے	جونہ مانے اس کے دل میں مرض ہے
اے شفیع من کرم برائیں غلام	صد ہزاراں الصلوٰۃ والسلام

(خازن روح البیان زیر آیت بدت لھا سواتھا از حدیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

صرف ناخن ہی کیوں چومے جاتے ہیں؟

اس لیے کہ آدم علیہ السلام کا جنتی لباس ناخن تھا۔ جب وہ واپس لے لیا گیا اور
صرف انگلیوں پہ باقی رکھا گیا تو یادگار کے طور پر اس جنتی لباس کو چوم لیتے ہیں جس
طرح کہ حجر اسود کو جنت کی یادگار ہونے کی وجہ سے چوما جاتا ہے کیونکہ اس کو آدم
علیہ السلام جنت سے اپنے ساتھ لائے تھے اور چونکہ جنت ہمیں حضور علیہ السلام کے

صدقہ سے ملے گی کیونکہ آپ جنتی مخلوق کے قائد و سردار ہیں۔ لہذا جنت کے سردار کے نام پہ جنت کی یادگار کو چوما جاتا ہے اور یہ چومنے والے کے جنتی ہونے کی علامت ہوگی۔

تعمیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی
اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی

تقبیل ابھامین کی روایت کی فنی حیثیت

اگر کوئی کہے انگوٹھے چومنے والی حدیث صحیح نہیں لہذا اس پر عمل نہیں کرنا

چاہیے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ

صحت حدیث کے انکار سے اس کے حسن ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ پھر اسے محض باطل اور موضوع ٹھہرانا تو سراسر جہالت ہے۔ صحیح اور موضوع کے وسط میں بہت اقسام حدیث ہیں۔ اگر حدیث ضعیف بھی ہو تو فضائل اعمال میں معتبر ہے۔

فتح المبین مولفہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۳۶) میں ہے:

اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل

الاعمال (منیر العینین از اعلیٰ حضرت بریلوی)

یعنی تمام علماء نے اس پر اتفاق کیا کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔ وضو کے اعضاء دھوتے ہوئے دعائیں پڑھنا، وضو میں گردن کا مسح کرنا اور نماز اوابین کا ثبوت ضعیف حدیثوں سے ہے مگر فقہاء انہیں مستحب لکھتے ہیں۔ منکرین بھی ان اعمال میں کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت انہیں ضعیف حدیث مضر نہیں ہوتی لیکن حضور اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا نام سن کر انگوٹھے چومنے کو ناجائز اور شرک بتاتے ہیں۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ موضوعات کبیر (ص: ۲۱۰) میں فرماتے ہیں:
 قلت واذا ثبت رفعه الى الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیکفی
 للعلل به لقوله عليه الصلوة والسلام عليكم بسنتي وسنة
 الخلفاء الراشدين

میں نے کہا اور جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہوا
 تو اس کا ثبوت عمل کیلئے کافی ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تم پر میری
 سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔

آدم علیہ السلام کو تو نور نظر آیا تھا تو انہوں نے آنکھوں کو چوما تم کیوں
 چومتے ہو؟

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھوں کے ناخنوں
 میں دیکھ کر چوما تھا تو تم کونسا نور دیکھتے ہو جو چومتے ہو چومنے کی جو وجہ وہاں تھی
 یہاں نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سعی رمی اور رمل میں جو وجہ اس وقت تھی جبکہ ان کا آغاز
 ہوا وہ وجہ آج نہیں ہے پھر آج تم حج میں یہ کام کیوں کرتے ہو؟
 حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اپنے فرزند حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے پانی کی
 تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑی تھیں۔ اب کہاں پانی کی تلاش ہے؟ تم حج
 میں صفا و مروہ کے درمیان کیوں دوڑتے ہو؟

حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کیلئے جاتے ہوئے
 راستے میں تین جگہ شیطان کو کنکر مارنے تم اب وہاں کنکر کیوں مارتے ہو کیا آپ کو
 شیطان دھوکا دیتا نظر آتا ہے؟

کفار مکہ پر قوت کے اظہار کیلئے مسلمانوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم
 فرمایا: طواف میں اکڑ کر کندھے ہلاتے ہوئے چلو۔ اب طواف قدوم میں مرد رمل

کیوں کرتے ہیں؟ یعنی اکڑ کر کیوں چلتے ہیں؟

حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعض اعمال ایسے مقبول ہو جاتے ہیں کہ ان کی یادگار باقی رکھی جاتی ہے اگرچہ وہ ضرورت باقی نہ رہے۔

یہاں بھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار قائم رکھنے کیلئے ہم انگوٹھے چومتے ہیں اگرچہ ہمیں نور نظر نہیں آتا۔ نیز حضرت آدم و حضرت حوا علیہما الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے باہر تشریف لائے تو جنتی لباس اتار لیا گیا صرف ناخنوں میں جنتی لباس رہ گیا۔ ہم اس لیے بھی ناخن چومتے ہیں کہ ہو سکتا ہے جنتی لباس چومنے کی برکت سے جنت مل جائے۔

یاد رہے! احناف کے علاوہ امام شافعی کے ہاں بھی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سن کر انگوٹھوں کو چومنا ثابت ہے۔ جیسا کہ مذہب شافعی کی مشہور کتاب ”اعانة الطالبین علی حل الفاظ فتح العین“ مطبوعہ مصر کے ص ۲۲۷ پر ہے۔ ثم یقبل ابہامیہ ویجعلہا علی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدًا۔ پھر اپنے انگوٹھوں کو چومے اور آنکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا ہوگا اور نہ ہی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

اسی طرح فقہ مالکی کی کتاب کفایۃ الطالب الربانی لرسالہ ابن ابی زید القیروانی میں بھی ہے۔ شیخ علامہ مفسر نور الدین خراسانی فرماتے ہیں: ایک شخص یہ عمل مبارک کرتا تھا پھر اس نے چھوڑ دیا تو اس کی آنکھیں خراب ہو گئیں۔ خواب میں حضور علیہ السلام تشریف لائے اور آپ نے فرمایا تم نے یہ عمل کیوں چھوڑ دیا ہے۔ اگر اپنی آنکھوں کی سلامتی چاہتے ہو تو یہ عمل دوبارہ شروع کر دو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تو اس کی آنکھیں پھر کبھی خراب نہ ہوئیں۔ (نیج السلامہ الشیخ علی الصعیدی عدوی ص ۱۷۷)

مولوی عبدالستار اتونسوی کے استاد عبدالشکور لکھنوی اپنی کتاب علم الفقہ ج ۲

ص ۱۳۳ کے پہلے ایڈیشن میں لکھتے ہیں۔

اذان سننے والے کے لئے مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ اشہدان محمد رسول

اللہ نے تو یہ کہے: صلی اللہ علیک یا رسول اللہ۔ اور دوسری بار نے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پہ رکھ کر کہے: فِرَّةٌ عَيْنِي بَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اللَّهُمَّ مَتَعْنِي بِالْإِسْمِ وَالْبَصَرِ

(بحوالہ جامع الرموز، کنز العبادۃ، النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

براہین قاطعہ کے ص ۲۸ پہ ہے جس کے جواز کی دلیل قرون ثلاثہ میں ہو خواہ وہ جزئیہ بوجہ خارجی ان قرون میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہے۔

اور اس بابرکت عمل کی کراہت کے لئے صحیح حدیث تو کیا ضعیف حدیث بھی نہ ملے گی۔ لہذا کوئی اگر اس عمل کو اس لیے مستحب نہیں مانتا کہ اس کا نظریہ ہے کہ استحباب ضعیف حدیث سے نہیں ہو سکتا تو وہ بتائے کہ کراہت کے لئے اس کے پاس کون سی حدیث ہے جس سے اس عمل کی کراہت کا قول کر رہا ہے۔

كِتَابُ الْمَسَاجِدِ (مسجدوں کا بیان)

☆ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (۶۸۹)

اگر پہلے سے ایک جگہ مسجد موجود ہے تو نئی مسجد اس جگہ نہ بنائی جائے اور یہی رقم اس کی تعمیر و ترقی پر لگائی جائے یا جس چیز کی وہاں ضرورت ہے وہ بنائی جائے۔ جیسے مدرسہ بنانا، کنواں کھدوانا، سرائے بنوانا، دینی کتب چھپوانا یا تبلیغی اجتماعات کرنا وغیرہ۔ اسی طرح ریاکاری کے لئے مسجد بنوانا اس کو قیامت کی نشانی قرار دیا گیا۔ "مِنْ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَّبَعِيَ النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ" (۶۹۰)

☆ داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں اپنی طرح کی حکومت

عطا فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمادی۔ سَأَلَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَةَ قَاوْتِيَةَ (۶۹۳) لہذا یہ کہنا کہ داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے جیسی حکومت (ہوا، پانی، حیوان، انسان پہ) عطا فرمائی۔ جائز ہوا کیونکہ یہ عطائی تھی نہ کہ ذاتی۔

مرزائیوں کے ایک سوال کا جواب

حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد (نبوی شریف انبیاء کرام علیہم السلام کی بنائی ہوئی) مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔

”قَائِنِيْ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّهُ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ۔“ (۶۹۵)

لہذا مرزائی اجرائے نبوت کے باطل عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے یہ نہیں کہہ سکتیکہ اگر مسجد نبوی آخری مسجد ہے تو اس کے بعد لاکھوں مسجدیں بن چکی ہیں اور تاقیامت بنتی رہیں گی۔ اسی طرح حضور اخر الانبیاء ہیں تو آپ کے بعد نبی بھی ہو سکتے ہیں۔

☆ حضور علیہ السلام کے منبر کے پائے جنت میں گڑے ہوئے ہیں۔ (۶۹۷)

☆ جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پہ رکھی گئی وہ مسجد نبوی شریف ہے۔ (۶۹۸)

☆ حضور علیہ السلام مسجد قبا میں (ہر ہفتے) کبھی پیدل اور کبھی سواری پہ تشریف

لے جاتے۔ (۶۹۹) حالانکہ یہ مسجد ان تین میں سے نہیں ہے جن کے بارے میں

فرمایا گیا کہ تین مساجد کے علاوہ کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے)

(۷۰۱) پھر اس میں تو مساجد کا ذکر ہے زیارت قبور سے روکنا اس سے کس طرح

ثابت ہو گیا۔

حدیث لَا تُشَدُّوا الرِّحَالَ..... کا مطلب

اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مسجدوں میں نماز پڑھنے کا ثواب

زیادہ ملتا ہے۔ چنانچہ مسجد الحرام میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر بیت

المقدس اور مدینہ پاک کی مسجد میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار کے برابر۔ لہذا ان مساجد میں یہ نیت کر کے دور سے آنا چونکہ فائدہ مند ہے لہذا جائز ہے لیکن کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنا یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ملتا ہے محض لغو اور ناجائز ہے۔ کیونکہ ہر جگہ کی مسجد میں ثواب یکساں ہیں جیسے بعض لوگ لاہور کی بادشاہی مسجد میں جمعۃ الوداع پڑھنے کے لئے سفر کر کے جاتے ہیں یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ملتا ہے یہ ناجائز ہے۔ تو سفر کرنا کسی اور مسجد کی طرف اور پھر زیادتی ثواب کی نیت سے منع ہے۔ اگر حدیث کی یہ توجیہ نہ کی جائے تو بہت سے دوسرے سفر بھی حرام ہوں گے۔ آج تجارت کے لئے علم دین کے لئے دنیوی کاموں کے لئے لوگ صد ہا قسم کے سفر کرتے ہیں۔ وہ سب حرام ٹھہریں گے۔ چنانچہ اس حدیث کی شرح اشعۃ اللمعات میں ہے کہ بعض علماء نے فرمایا ہے: یہاں کلام مسجدوں کے بارے میں ہے یعنی ان تینوں مسجدوں کے علاوہ اور مقامات تو وہ اس کلام کے مفہوم سے خارج ہیں۔ مرقات میں ہے کہ ابو محمد نے فرمایا: سو ان تین مساجد کے اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنا حرام ہے مگر یہ محض غلط ہے۔ احنیاء علوم میں ہے کہ بعض علماء متبرک مقامات اور قبور علماء کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو منع کرتے ہیں۔ مجھے جو تحقیق معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ زیارت قبور کا حکم ہے اس حدیث کی وجہ سے ”آلَا فَزُودُوْهَا“ ان تین مساجد کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنے سے اس لیے منع فرمایا گیا کہ تمام مساجد یکساں ہیں لیکن مقامات متبرکہ برابر نہیں بلکہ ان کی برکات بقدر درجات ہیں۔ کیا یہ مانع انبیاء کرام کی قبور کے سفر سے بھی منع کرے گا جیسے حضرت سیدنا ابراہیم و موسیٰ و یحییٰ علیہم السلام اس سے منع کرنا سخت دشوار ہے۔ اس طرح مزارات اولیاء کرام بھی اس حکم میں شامل ہیں۔ پس کیا بعید ہے کہ ان کی طرف سفر کرنے میں بھی کوئی خاص غرض ہو جیسا کہ علماء کی زندگی میں ان کی زیارت کرنا (نووی شرح مسلم) مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد فی فضائلہ میں ہے ”دریا میں فقط

حاجی، نمازی یا عمرہ کرنے والا ہی سوار ہو۔ یہاں بھی تین سفروں کے علاوہ اور اطراف میں سفر حرام نہیں۔ اگر حدیث کا یہ مفہوم نہ لیا جائے تو دنیا میں زندگی محال ہو جائے گی (جاء الحق، حصہ اول ۳۳۵)

قبروں پہ جا کر فاتحہ پڑھنا اور دعا کرنا بھی سنت ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قبروں کی زیارت کرو کیونکہ قبروں کو دیکھنے سے موت یاد آتی ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی قبرستان تشریف لے جاتے تھے اور مردوں کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جنت البقیع میں تشریف لے جا کر مردوں کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے۔ (دین مصطفیٰ، ص ۲۸۳)

☆ گھر سے مسجد کی طرف نکلیں تو ایک قدم پہ ایک نیکی ملتی ہے اور دوسرے قدم پہ ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ (۷۰۶)

☆ حضور علیہ السلام کے دورِ اقدس میں ایک بے گھر نو جوان مسجد میں سویا کرتا تھا۔ (۷۲۳)

حضور علیہ السلام نے ناراضگی کا تبسم فرمایا: تَبَسَّمَ تَبَسَّمَ الْبُغْضَبِ (۷۳۲)

كِتَابُ الْقِبْلَةِ (قبلہ کا بیان)

نماز کی شرائط میں سے تیسری شرط استقبال قبلہ ہے یعنی کعبہ معظمہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ شَطْرَةَٓ اُولٰٓئِکَ (قبلہ، مسجد حرام) کی طرف منہ پھیر لو۔

یاد رہے! نماز اللہ ہی کے لئے پڑھی جائے اور اسی کے لئے سجدہ ہو نہ کہ کعبہ کو اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کے لئے سجدہ کیا تو حرام و گناہ کبیرہ کیا اگر عبادت کعبہ کی نیت سے کی جب تو کھلا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے (در مختار سے افادات رضویہ)

استقبال قبلہ عام ہے کہ بعینہ کعبہ معظمہ کی طرف منہ ہو جیسے مکہ مکرمہ والوں کے لئے یا اس جہت کو منہ ہو جیسے اوروں کے لئے (درمختار) یعنی تحقیق یہ ہے کہ جو عین کعبہ کی سمت خاص تحقیق کر سکتا ہے۔ اگرچہ کعبہ آڑ میں ہو جیسے مکہ معظمہ کے مکانوں میں جبکہ مثلاً چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں تو عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ جہت کافی نہیں اور جسے یہ تحقیق ناممکن ہو اگرچہ خاص مکہ معظمہ میں ہو اس کے لئے جہت کعبہ کو منہ کرنا کافی ہے۔ (افادات رضویہ)

کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھی تو جس رخ چاہے پڑھے کعبہ کی چھت پر بھی نماز ہو جائے گی مگر اس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔ (غنیہ وغیر ما)

اگر صرف حطیم کی طرف منہ کیا کہ کعبہ معظمہ محاذات میں نہ آیا نماز نہ ہوئی۔

(غنیہ)

جہت کعبہ کو منہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ منہ کی سطح کا کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو تو اگر قبلہ سے کچھ انحراف ہے مگر منہ کا کوئی جز کعبہ کے مواجہہ میں ہے نماز ہو جائے گی۔ اس کی مقدار ۴۵ درجہ رکھی گئی ہے تو اگر ۴۵ درجے سے زائد انحراف ہے مگر استقبال نہ پایا گیا نماز نہ ہوئی۔ (بہار شریعت)

☆ مدینہ شریف آکر سولہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی رہی۔ (۷۴۳)

☆ کپڑوں کی قلت ہو تو ایک کپڑے (چادر یا قمیص) میں بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (۶۶-۶۵-۶۴)

کِتَابُ الْإِمَامَةِ (امامت کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد جب انصار نے کہا: مِثْنَا أَمِيرٌ وَ مِنْكُمْ أَمِيرٌ۔ ایک امام ہم میں سے ہوگا اور ایک تم (مہاجرین) میں سے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور علیہ السلام نے خود ابو بکر صدیق کو نماز

پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ تم میں سے کون ہے جو ابوبکر صدیق پہ مقدم ہونے پہ راضی ہو؟
تو سب نے کہا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ اَنْ نَّتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے
ہیں کہ ابوبکر صدیق سے مقدم ہوں۔ (۷۷۸)

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض
کیا: ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو کر
نماز پڑھائے۔ مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ اَبِي قُحَافَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۹۴-۷۸۵)

☆ پہلی صف میں علم و عقل والے (پرہیزگار لوگ) کھڑے ہوں۔ (۸۰۸)
☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو سیدھا کرنے کے لئے ایک طرف سے
دوسری طرف جاتے لوگوں کے کندھوں اور سینوں پہ ہاتھ پھیرتے اور فرماتے:
اختلاف (صفیں ٹیڑھی) مت کرو ورنہ تمہارے دلوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ اللہ
تعالیٰ اگلی صفوں پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں۔ (۸۱۲)

☆ فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں
شیطان کو بکری کے بچے کی طرح صفوں (کے خلا میں) گھستا ہوا دیکھتا ہوں۔ (۸۱۶)
☆ بچوں کے رونے کی آواز سن کر حضور علیہ السلام نماز کو مختصر فرمادیتے تاکہ
ان کی ماؤں کو (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہوتی تھیں) تکلیف
نہ ہو۔ (۸۲۶)

☆ امام سے پہلے سر اٹھانے والا ڈرے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے
سر کی طرح نہ کر دے۔ (۸۲۹)

☆ ”مُرُوا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ“ آپ نے فرمایا: ابوبکر کو کہو کہ
لوگوں کو نماز پڑھائے..... (۸۳۲)

☆ صحابہ کرام زیادہ نیکیاں لینے کے لئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے۔ نماز

باجماعت کے لئے ایک شخص دو بندوں کے سہارا لے کر آتا۔ صرف منافق ہی جماعت سے پیچھے رہتے تھے۔ (۸۵۰)

☆ نماز باجماعت کی نیت سے گھر سے وضو کر کے مسجد میں آنے والے کو جماعت نہ بھی ملے تو ثواب پالے گا۔ (۸۵۶)

☆ نماز باجماعت کو پانے کے لئے دوڑنا نہ چاہیے۔ (۸۶۲)

خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو قبیلہ بنو عبدالاشہل کے پاس تشریف لے جاتے اور ان سے بات چیت فرماتے اور مغرب کی نماز کے لئے واپس تشریف لے آتے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز کے لئے جلد جلدی تشریف لارہے تھے جبکہ ہم لوگ بقیع کی طرف نکلے۔ حضور علیہ السلام نے اُفِّ لَكَ اُفِّ لَكَ فرمایا۔ ابورافع کہتے ہیں: آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر میرے دل میں ڈر پیدا ہوا (کہ شاید میرے بارے میں فرما رہے ہوں) کہ مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے۔ میں پیچھے ہٹ گیا، آپ نے مجھ سے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے چلتے کیوں نہیں؟ میں نے عرض کیا: کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے ہیں فرمایا: میں نے تمہیں نہیں کہا بلکہ فلاں شخص کے بارے میں کہا ہے جس کو میں نے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے ایک کھال چوری کر لی۔ فِدْرَعِ الْاَنِّ مِثْلَهَا مِنْ نَارٍ۔ تو اس کو اس کی مثل آگ پہنادی گئی۔ (۸۶۳)

۔ یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

☆ قرآنی آیت ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا

المستأخرین کے شان نزول میں ایک عجیب واقعہ۔ (۸۷۱)

کِتَابُ الْإِفْتِتَاحِ (نماز شروع کرنے کے بیان میں)

☆ تکبیر تحریمہ میں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا۔ (۸۸۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھوں کو کانوں کی لوتک پہنچاتے۔ (۸۸۳)

مسئلہ رفع یدین

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نماز میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین کرنا منع ہے۔ رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کرنیوالی حدیثیں منسوخ ہیں۔ علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری فرماتے ہیں:

انه كان في بدء الاسلام ثم نسخ (عمدة القارى شرح بخارى ج: ۵ ص: ۲۷۲)
یعنی رفع یدین شروع اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

حدیث (1)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اذا كبر لافتتاح
الصلوة رفع يديه حتى يكون ابهاماه قريبا من شحمتي اذنيه
ثم لا يعود

(طحاوی ج: ۱ ص: ۱۳۲ ابوداؤد ج: ۱ ص: ۱۰۹ دارقطنی ج: ۱ ص: ۲۹۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرمانے کیلئے تکبیر کہتے تو اپنے مبارک ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے دونوں انگوٹھے کانوں کی لوتک قریب ہو جاتے۔ پھر پوری نماز میں رفع یدین نہ فرماتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۱ ص: ۲۳۶)

حدیث (2)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الا اصلی بکم صلاة رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله
وسلم فصلی فلم يرفع يديه الامرة واحدة

(نسائی ج: ۱ ص: ۱۱۷ ابو داؤد ج: ۱ ص: ۱۰۹ ترمذی ج: ۱ کتاب الصلوة باب ماجاء ان النبی ﷺ لم يرفع
الای اول مرة ۲۵۷ ص: ۷۱)

کیا میں تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز نہ پڑھوں! پس
آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو صرف ایک (بار شروع نماز میں) ہاتھ اٹھائے یعنی شروع
نماز کے علاوہ رفع یدین نہ فرمایا۔

یہ دیکھ کر کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حدیث (3)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان العشرة المبشرة ما كانوا يرفعون ايديهم الا في افتتاح
الصلوة (عمدة القاری ج: ۵ ص: ۲۷۲)

بے شک عشرہ مبشرہ علیہم الرضوان رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر نماز شروع
کرتے وقت۔ (یہی مفہوم دیکھیے شرح سفر سعادت ص: ۶۶)

عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ علیہم الرضوان ہیں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
جنتی ہونے کی خوشخبری دے دی تھی ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

- (۱) حضرت ابو بکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان غنی
- (۴) حضرت علی المرتضیٰ (۵) حضرت طلحہ (۶) حضرت زبیر (۷) حضرت عبدالرحمن
- بن عوف (۸) حضرت سعد بن ابی وقاص (۹) حضرت سعید بن زید (۱۰) حضرت
- ابوعبیدہ بن الجراح (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

حدیث (4)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو مسجد حرام میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتا تھا تو آپ نے فرمایا:

لا تفعل انہ شیء قد ترکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم بعد ما فعلہ

ایسا نہ کرو بے شک یہ ایسا فعل ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کیا

بعد میں چھوڑ دیا۔ (عمدة القاری ج: ۵ ص: ۲۷۳)

رفع یدین کے مسئلہ پر امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ کا مناظرہ

فتح القدیر اور مرقات میں ہے کہ امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ سے کہا کہ آپ رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ تو امام صاحب نے جواب دیا: اس لیے کہ اس بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ امام اوزاعی نے کہا: میں آپ کو اس بارے میں صحیح حدیث سنانا ہوں۔ حدیثی الزہری عن سالم عن ابیہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یرفع یدیه۔ امام صاحب نے فرمایا: میرے پاس اس سے قوی حدیث ہے جو یہ ہے۔ ہم سے حضرت حماد رضی اللہ عنہ نے حدیث شریف بیان کی انہوں نے ابواہیم نخعی سے انہوں نے حضرت علقمہ اور اسود سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز کی ابتدا میں ہاتھ اٹھاتے۔ اس کے بعد کبھی اپنے ہاتھ مبارک نہ اٹھاتے تھے۔

امام اوزاعی: آپ کی پیش کردہ حدیث کو میری پیش کردہ حدیث پر کیا فوقیت ہے جس کی وجہ سے آپ نے اسے قبول فرمایا اور میری حدیث کو چھوڑ دیا؟

امام علقمہ: اس لیے کہ حماد زہری سے زیادہ عالم اور فقیہ ہیں۔ علقمہ سے اس کے

والد عبد اللہ بن عمر سے علم میں کم نہیں۔ اسود بہت بڑے متقی فقیہ و افضل ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔ قرأت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں حضرت ابن عمر سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں کہ بچپن سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ چونکہ ہماری حدیث کے راوی تمہاری حدیث کے راویوں سے علم و فضل میں زیادہ ہیں۔ لہذا ہماری پیش کردہ حدیث بہت قوی اور قابل قبول ہے۔ امام اوزاعی: خاموش ہو گئے۔

☆ تشہد میں رفع سبابہ کے لئے انگلیوں اور انگوٹھے کا حلقہ بنانا۔ (۸۹۰)

☆ حالت قیام میں پاؤں کو ملا کر کھڑا ہونا ممنوع ہے۔ (۹۲-۸۹۳)

نماز میں قرأت کا آغاز کہاں سے ہو؟

قرأت کا آغاز (با آواز بلند) الحمد لله رب العالمین سے حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (۹۰۴) امام نسائی نے پورا باب باندھا۔ ”ترك الجهر بسم الله الرحمن الرحيم“۔ اور اس میں تین احادیث درج فرمائیں۔ (۹-۸-۹۰۷) اگلے باب میں سورۃ فاتحہ میں بسم اللہ شریف نہ پڑھنے سے مراد بھی یہی ہے کہ جہراً نہ پڑھی جائے۔

☆ سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ آخری دو آیات ایسے دو نور ہیں جو حضور علیہ السلام سے پہلے کسی کو نہ دیئے گئے۔ (۹۱۳)

☆ حضرت عمران بن حصین سے دو احادیث مروی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی تو ایک شخص نے آپ کے پیچھے سورۃ الاعلیٰ پڑھی۔ آپ نے نماز کے بعد پوچھا: مَنْ قَرَأَ سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَىٰ۔ سورۃ الاعلیٰ کون پڑھ رہا تھا۔ ایک شخص نے عرض کیا: میں۔ اور اس سے میری نیت صرف ثواب کی تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”عَرَفْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَ جَنِّيَهَا“ مجھے ایسا لگا کہ کوئی مجھ سے قرآن چھین رہا ہے۔ (۹۱۸-۹۱۹) اسی طرح حضرت ابو ہریرہ سے بھی مروی

ہے اور اس روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ جہری نماز میں کوئی بھی آپ کے پیچھے قرأت نہ کرے (۹۲۰) عند الاحناف نماز سڑی ہو یا جہری امام کے پیچھے مقتدی کا سورہ فاتحہ یا قرآن پاک کا کوئی حصہ پڑھنا ممنوع ہے جس کے چند دلائل حسب ذیل ہیں۔

قرأت خلف الامام کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَإِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَكُمْ تَرْحَمُونَ ۝

(پ: ۹، ع: ۱۳)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر

رحم ہو۔ (کنز الایمان)

(فتاویٰ ابن تیمیہ میں لکھا ہے کہ یہ آیت ”نماز فرض“ کی قرأت کے متعلق

نازل ہوئی ہے۔ فتاویٰ ابن تیمیہ ج: ۲۳، ص: ۲۶۹)

اس آیت سے پتہ چلا کہ امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنا منع ہے خواہ امام

بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ۔ اگر مقتدی پر سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہوتا تو رکوع

میں ٹل جانے سے اس کو رکعت نہ ملتی۔

(آئمہ تفسیر بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت نماز میں قرأت کی بابت نازل ہوئی۔

تفسیر کبیر ج: ۳، ص: ۵۰، روح البیان ج: ۲، ص: ۲۸۰)

اس بارے میں مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ

فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا

(نسائی ج: ۱، ص: ۱۰۷، ابن ماجہ ص: ۶۱، مشکوٰۃ ص: ۸۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: امام اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے تو جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم چپ رہو۔

(2) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم من کان لہ امام فقرأ لہ الامام لہ قرآءة

(ابن ماجہ ص: ۶۱، طحاوی ج: ۱ ص: ۱۰۶، دارقطنی ج: ۱ ص: ۳۲۳، موطا امام محمد ص: ۹۸، مسند امام احمد ج: ۳ ص: ۳۳۹، کتاب الاثار ج: ۱ ص: ۱۷۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

علامہ عینی رضی اللہ عنہ نے شرح بخاری میں فرمایا: اس حدیث کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج: ۱ ص: ۲۷۱) ان میں حضرت علی بن عبد اللہ ابن عمر ابو سعید خدری ابو ہریرہ ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم ہیں اور اسی (۸۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ان سے حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

(عمدة القاری ج: ۶ ص: ۱۳)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

من صلی خلف الامام کفته قرآءتہ
جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اسے کافی ہے۔

(موطا امام محمد ص: ۷۹)

(4) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

من صلی رکعة لم یقرء فیہا بام الکتب فلم یصل الا وراة
الامام

جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز نہ ہوئی
مگر امام کے پیچھے ہو تو (بغیر فاتحہ) ہو جائے گی۔

(ترمذی ج: ۱، کتاب الصلوٰۃ باب (ما جاء فی ترک القراءة خلف الامام اذا جهر الامام الخ، ۳۱۳، ص: ۸۶)
موطا امام مالک، ص: ۲۸، طحاوی)

(5) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ليت الذی یقرأ خلف الامام ملئ فوه تراباً

کاش امام کے پیچھے قرأت کرنے والے شخص کے منہ میں مٹی بھر دی جائے۔

(طحاوی ج: ۱، ص: ۱۲۹)

☆ حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

سے پوچھا: کیا امام کے پیچھے قرأت کرنی چاہیے؟ تو انہوں نے جواب دیا: لَا قِرَاءَةَ

مَعَ الْاِمَامِ فِي شَيْءٍ..... (نسائی شریف، حدیث ۹۶۱)

چند احادیث درج کی گئیں اور بھی بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ مقتدی کو

قرأت منع ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤ الدین

نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد دین و ملت امام

اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ امام کے پیچھے قرأت نہ پڑھ کر

ولی بن گئے تو جوان کی مخالفت کرے وہ کامیاب کیسے ہوگا؟

امام کے پیچھے آمین کہنے کا مسئلہ

امام نسائی علیہ الرحمۃ نے باب کا نام تو رکھا ہے جَهْرُ الْاِمَامِ بِالْمِیْنِ۔ امام کا

بلند آواز سے آمین کہنا اور اس کے تحت تین روایات درج فرمائی ہیں اور تینوں میں

کسی ایک کے اندر بھی اونچی آواز سے آمین کہنے کا ذکر نہیں بلکہ ہر روایت میں یہی

ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جس کی آمین فرشتوں سے مل گئی اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے گئے۔ ظاہر بات ہے فرشتوں کے ساتھ آمین میں تبھی موافقت ہوگی کہ جس طرح فرشتوں کی آمین آہستہ ہوتی ہے اسی طرح ہماری بھی آہستہ ہو۔ تاہم اس پر چند دلائل سے دیئے جا رہے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آمین دعا ہے اور دعا آہستہ ہی ہونی چاہیے۔ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ آمین دعا ہے اور دعا آہستہ ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قد اجیبت دعوتکما (پ: ۱۱: ع: ۱۳)

تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔

تفاسیر میں ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا مانگ رہے تھے اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام آمین کہہ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دعوتکما فرمایا یعنی دونوں کی دعا۔ ثابت ہوا آمین کہنا دعا ہے۔

قال عطاء المین دعاء

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آمین دعا ہے۔ (بخاری ج: ۱ ص: ۱۰۷)

دعا آہستہ ہونی چاہیے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ادعوا ربکم تضرعاً وخفیةً انه لا یحب المعتدین۔ (پ: ۸: ع: ۱۳)

اپنے رب سے دعا کرو گڑ گڑاتے اور آہستہ، بیشک حد سے بڑھنے والے

اسے پسند نہیں۔ (کنز الایمان)

اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: رسول

marfat.com

Marfat.com

اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(1) اذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا
امين فمن وافق قوله قول الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه
جب امام غير المغضوب عليهم ولا الضالين کہے تو تم آمین کہو۔ پس
جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر
دیئے جائیں گے۔

(بخاری ج: ۱ ص: ۱۰۸، مسلم ج: ۱ ص: ۶۱، مسند امام احمد ج: ۲ ص: ۲۳۳، نسائی ج: ۱ ص: ۱۰۷، دارمی ج: ۱ ص: ۲۲۸، صحیح ابن خزیمہ ج: ۱ ص: ۲۸۱)

فرشتے آمین آہستہ کہتے ہیں۔ ہم نے ان کی آمین آج تک نہیں سنی۔ ان کی
موافقت اسی وقت ہوگی جب ہم آہستہ آمین کہیں گے۔ جو لوگ چیخ کر آمین کہتے
ہیں وہ فرشتوں کی مخالفت کرتے ہیں۔

(2) حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بن وائل اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں: انہوں
نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو جب نبی اکرم ﷺ نے آمین کہا اور
علیہم ولا الضالین پر پہنچے قال امین وخفض بها صوتہ آپ نے آمین کہا اور
آمین کے ساتھ اپنی آواز آہستہ فرمائی۔

(ترمذی ج: ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی التامین ص: ۶۹، بیہقی ج: ۲ ص: ۵۷، دارقطنی ص: ۲۳۲)

(3) حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

انہوں نے فرمایا:

اربعٌ يخفيهن الامام التعوذ و بسم الله الرحمن الرحيم-

و آمين واللهم ربنا لك الحمد

امام چار چیزوں کو آہستہ پڑھے:

(۱) اعوذ بالله (۲) بسم الله الرحمن الرحيم

(۳) آمین (۴) اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

(ابن جریر کنز العمال ج: ۸ ص: ۲۷۳)

نماز کے بعد باواز بلند ذکر کرنے کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) فاذکرو اللّٰه کذا ذکرکم الباء کم او اشد ذکرًا (پ: ۲: ۹: ۹)

تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو بلکہ اس سے زیادہ۔

(کنز الایمان)

(۲) فاذا قضیتہ الصلوٰۃ فاذکرو اللّٰه (پ: ۵: ۱۳: ۱۳)

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو (فوراً) اللہ کی یاد کرو (ذکر کرو) (کنز الایمان)

لہذا فرض نماز کے بعد بلند آواز سے کلمہ شریف یاد رو دیا کہ پڑھنا جائز بلکہ بہتر

ہے۔ یہ آیت اس کا ماخذ ہے۔

اس مسئلہ میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں:

کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اذا سلم من

صلاتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللّٰه وحده لا شریک لہ

لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدير

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے پڑھتے:

لا الہ الا اللّٰه۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ص: ۸۸)

لہذا فرض نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

سنت ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان رفع الصوت بالذکر حين ينصرف الناس من المكتوبة

کان علی عهد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
بے شک فرض نماز سے فارغ ہو کر فوراً بلند آواز سے ذکر کرنا
حضور ﷺ کے زمان برکت نشان میں جاری تھا۔
(بخاری ج: ۱، ص: ۱۱۶، صحیح مسلم ج: ۱، ص: ۲۱۷، مشکوٰۃ، ص: ۸۸)

(3) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

كنت اعرف اتقضاء صلاة رسول الله صلى الله تعالى عليه
وآله وسلم بالتكبير .

میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ختم ہونا، اللہ اکبر کہنے (بلند آواز سے
ذکر کرنے) سے معلوم کرتا تھا۔

(بخاری ج: ۱، ص: ۱۱۶، مسلم ج: ۱، ص: ۲۱۷، مشکوٰۃ، ص: ۸۸)

قال عياض ان ابن عباس كان لم يحضر الجماعة لانه كان
صغيراً من لا يواظب على ذلك (لمعات شرح مشکوٰۃ، ص: ۸۸)
عیاض نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے کیونکہ آپ
بچے تھے، جماعت کی پابندی نہیں کر سکتے تھے۔

باقی رہی یہ بات کہ جو لوگ ابھی نماز پڑھ رہے ہیں یا بعد میں جماعت کے
ساتھ شامل ہوتے ہیں (مبسوق) اونچی آواز سے ذکر کریں تو ان کی نماز میں خلل
آیگا تو اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ جب قرآن و حدیث سے ایک مسئلہ ثابت ہو
گیا تو جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی غلطی اسی کی ہے نہ کہ ذکر کرنے
والوں کی۔ وہ تو اپنے وقت پر سنت کے مطابق ذکر کرتے ہیں۔ خلل اس صورت میں
منع ہے کہ پہلے سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اس کے پاس آ کر بلند آواز سے ذکر
کرنا شروع کر دیا جائے۔ ایک تارک جماعت کیلئے پوری جماعت کی سنت چھڑوانا
کہاں کی عقلمندی ہے!

اذان، اقامت، درس، وعظ اور تکبیرات تشریح سے ایسے لوگوں کی نمازوں میں خلل کیوں نہیں آتا؟ لہذا ان کی خاطر یہ کام ہرگز نہیں چھوڑے جائیں گے۔ سنت واجب اپنے وقت پر ادا ہوں گے۔ بے وقت آنیوالوں کو تنبیہ ہوگی کہ وہ وقت پر آئیں۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی ﷺ

قرآن مجید کی تلاوت کے متعلق احادیث

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار پر سات قرأت (مشہورہ) پہ قرآن مجید پڑھنے کی اجازت مل گئی۔ (۹۲۰)

☆ یوں نہ کہنا چاہیے کہ میں قرآن پاک کی فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں کہا جائے میں بھلا دیا گیا۔ (۹۲۲)

☆ نمازیوں کے اچھی طرح طہارت نہ کرنے کی وجہ سے امام بھول سکتا ہے۔ (۹۲۸)

☆ حضور علیہ السلام ظہر کی نماز میں اتنی طویل قرأت فرماتے کہ جانے والا بقیع کی طرف جاتا اور حاجت سے فراغت کے بعد وضو کر کے واپس آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی پہلی رکعت میں ہوتے (۹۷۴) نماز مغرب میں حضور علیہ السلام نے سورۃ اعراف بھی پڑھتے تھے۔ (۹۱-۹۹۰)

☆ سورۃ اخلاص پڑھنے والے کو فرمایا: تجھ پہ جنت لازم ہوگئی جو اس کی محبت دل میں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ یہ سورۃ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (۹۹۳ تا ۹۹۷)

☆ نماز میں کھانسی آ جانے کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے قرأت روک کر رکوع کر لیا۔ (۱۰۰۸)

☆ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا چھت پہ حضور علیہ السلام کی قرأت سنتی تھیں۔

(۱۰۱۳)

☆ خوش آوازی سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے بارے میں احادیث۔

(۱۰۱۶ تا ۱۰۲۲)

☆ جو سجدہ و رکوع میں اپنی پیٹھ برابر نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (۱۰۲۸)

اس سے معلوم ہوا: نماز میں تعدیل ارکان واجب ہے۔ اس حدیث کو حضرت

ابی مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

کِتَابُ التَّطْبِيقِ

(رکوع میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھنا)

تطبیق یعنی حالت رکوع میں دونوں ہاتھوں کو ملا کر گھٹنوں کے درمیان رکھنے کے

بارے میں جب حضرت ابن مسعود کا عمل (جو کہ حضور علیہ السلام ہی کی طرف سے

تھا) پہنچا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

صَدَقَ أَحْيَى قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ أَمَرْنَا بِهَذَا يَعْنِي الْإِمْسَاكَ

بِالرُّكْبِ

میرے بھائی (ابن مسعود) نے سچ کہا ہے۔ پہلے ایسے ہی حکم تھا۔ بعد ازاں

گھٹنوں کو پکڑنے کا حکم دیا گیا۔ (۱۰۳۲) چنانچہ اگلے باب کا عنوان ہی یہ ہے نسخہ

ذلك۔ اس حکم کا منسوخ ہونا اور اس میں حضرت مصعب بن سعد سے دو احادیث

ہیں۔ اب رکوع میں گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کر ان کو پکڑنا سنت ہے۔ (۱۰۳۵-۳۶)

☆ حالت رکوع میں سر کو پشت کے برابر کر کے (رکوع و سجدہ میں) بغلوں کو

کھولا جائے۔ (۱۰۳۸-۳۹)

☆ رکوع میں صرف سبحان ربی العظیم اور سجدے میں صرف سبحان ربی الاعلیٰ کہنا (اس حدیث میں کسی اور دعا وغیرہ کا ذکر نہیں ہے)۔ (۱۰۴۷)

☆ حضور علیہ السلام کا سورہ بقرہ کے برابر رکوع کرنا اور اس میں سُبْحَانَ ذِي الْجَبْرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظْمَةِ پڑھنا۔ (۱۰۵۰)

☆ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمَدَهُ کے بعد رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (۱۰۵۸) رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (۱۰۶۰) دونوں طرح آیا ہے۔ بہار شریعت میں ہے رکوع سے اٹھنے میں امام کے لئے سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمَدَهُ کہنا اور مقتدی کے لئے اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے مگر واؤ کا ہونا بہتر ہے اور اللَّهُمَّ ہونا اس سے بہتر اور سب میں بہتر یہ کہ دونوں ہوں یعنی اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (ح ۳ ص ۴۴ بحوالہ درمختار)

اس کی بھی وہی فضیلت ہے جو آمین کی کہ جس کا یہ قول فرشتوں کے موافق ہو جائے۔ اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(رواہ البخاری و مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بہار شریعت ح ۳ ص ۴۴)

منگتے ہیں، کرم ان کا سدا مانگ رہے ہیں

☆ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: سَلْنِي مَجْهُ سَ مَا نَگ۔ انہوں نے عرض کیا: مَرَّافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ۔ جنت میں آپ کا قرب (مانگتا ہوں) فرمایا: أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ۔ اس کے علاوہ (بھی کچھ مانگنا ہے تو مانگ لے) انہوں نے عرض کیا: هُوَ ذَلِكَ۔ بس یہی کافی ہے۔ (۱۱۳۸)

منگتے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی

دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ قصیدہ نعتیہ میں لکھتے ہیں: ”ہمیں نظر نہیں آتا مگر حضور علیہ السلام ہر مصیبت کے وقت غمخواری فرماتے ہیں“۔ ایک

مقام پہ لکھا: ”حضور علیہ السلام قیامت کے دن خوف زدوں اور خوف سے بھاگنے والوں کی جائے پناہ ہیں؛ زمانہ کے حوادث کے ہجوم کے وقت لوگوں کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہیں۔“ پھر سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: ”اے خالق خدا میں بہترین؛ اے عطا فرمانے والے اور مصیبت کے وقت امیدوار کی مصیبت ٹالنے والے۔“ پھر عرض کرتے ہیں: ”آپ مصیبتوں کے ہجوم میں پناہ دینے والے ہیں۔“ (الامن والعلیٰ، ص ۵۱)

☆ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنا بھی حدیث سے ثابت ہے۔
(۱۱۴۷) پھر اہل حدیث حضرات اس مقام پہ رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

کِتَابُ السَّهْوِ (نماز میں بھول جانے کا بیان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ

ان لوگوں کا کیا حال ہے جو نماز کے دوران اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیان میں سختی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَيَنْتَهَنَّ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَتُحْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ

ایسی حرکت سے رک جائیں ورنہ ان کی بینائی جاتی رہے گی۔ (۱۱۹۴)

اگلی حدیث میں ہے: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَرْفَعُ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ يُلْتَمَعَ بَصَرُهُ۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو دوران نماز اپنی آنکھیں آسمان کی طرف نہ اٹھائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بینائی سلب ہو جائے (۱۱۹۶) ہمارے لیے تو یہ حکم ہے لیکن محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اگر نماز میں آسمان

کی طرف چہرہ اقدس کرتے ہیں تو اللہ فرماتا ہے: قد نرأى تقلب وجهك في السماء۔ ہم آپ کے چہرے کو تکتے رہتے ہیں۔

۔ باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل

کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

☆ حضور علیہ السلام نے عصر کی تین رکعات پڑھائیں، پھر گھر تشریف لے گئے، ایک شخص نے توجہ دلائی کہ تین رکعات نماز پڑھائی گئی ہے، آپ گھر سے واپس تشریف لائے، لوگوں سے پوچھا کہ یہ شخص سچ کہہ رہا ہے؟ حاضرین نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے ایک رکعت اور پڑھائی اور سجدہ سہو کر کے نماز کو مکمل فرمایا۔ (۱۳۳۰-۱۲۳۸)

☆ رفع سبابہ کے وقت انگلی کو حرکت نہ دینے کی روایت (۱۲۷۱)

☆ کچھ فرشتے زمیں میں پھرتے رہتے ہیں۔ (سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ) اور

امت کا سلام حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ (۱۲۸۳)

☆ بارگاہ رسالت میں درود کے بعد کی جانیوالی دعا قبول ہوتی ہے۔ (۱۲۸۵)

☆ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دائیں اور بائیں طرف سے

دیکھتے اور سلام پھیرتے وقت آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی کو ملاحظہ کر کے اس کا

بیان کرتے۔ (۲۰-۱۳۱۸) لہذا یہ کہنا کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آنے سے

نماز خراب ہو جاتی ہے۔ صحابہ کرام کے عمل کے خلاف عقیدہ ہے۔ حدیث

۲۶-۲۵-۲۴-۱۳۲۳ میں بھی اسی حسن عمل کا بیان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر حدیث بیان کرنا

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر بھی صحابہ کرام حدیث بیان کرتے جیسا

کہ حضرت کعب نے کہا کہ اَنَّ صُهَيْبًا حَدَّثَهُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ يَقُولُهُنَّ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنْ صَلَاتِهِ۔ بے شک حضرت صہیب نے ان سے

بیان کیا کہ وہ (کلمات جو داؤد علیہ السلام نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی نماز مکمل کرنے کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے۔ (۱۳۴۷) نام اقدس کی معنویت کو پیش نظر رکھ کر اگر ایسا کیا جائے تو یہ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا کی نہی کے تحت نہیں آتا بلکہ اس آیت میں عامیانه انداز میں نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا گیا۔

☆ حضور علیہ السلام انگلیوں پہ تسبیحات شمار کیا کرتے تھے۔ (۱۳۵۶)

☆ نماز کے بعد حضور علیہ السلام اکثر دائیں جانب چہرہ اقدس پھیر کر بیٹھتے۔

(۱۳۶۰)

☆ سونے یا چاندی کا ایک ٹکڑا جو گھر میں موجود تھا اس نے حضور علیہ السلام کو بے چین کر دیا چنانچہ آپ نے عصر کی نماز پڑھائی تو لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے گھر تشریف لے گئے اور اس کو راہ خدا میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ (۱۳۶۶)

کِتَابُ الْجُمُعَةِ (جمعة المبارک کا بیان)

☆ یہود و نصاریٰ کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے بارے میں گمراہ کیا (یعنی انہوں نے ہفتہ اور اتوار کو عبادت کے لئے خاص کر لیا) اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے جمعہ عطا فرمایا تو قیامت کے روز بھی جس طرح جمعہ پہلے ہے ہفتے اور اتوار سے اس طرح یہود و نصاریٰ ہمارے تابع ہوں گے تو ہم دنیا والوں میں پیچھے ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے یعنی سب سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔ (۱۳۶۹)

☆ جمعہ کے دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی (لہذا جمعہ مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے تو بارہ ربیع الاول کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی وجہ سے کیوں نہ عید منائی جائے؟) فرمایا: اس دن مجھ پہ کثرت کے ساتھ درود بھیجو (لہذا جمعہ کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنا ثابت ہو گیا) تمہارا درود مجھ پہ پیش کیا جاتا ہے۔ بے شک

اللہ تعالیٰ نے زمین پہ نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ (۱۳۷۵)

☆ جمعہ کے دن غسل کرنے اور (مجامعت کر کے بیوی کو) غسل کرانے والا جب نماز جمعہ کے لئے جلدی جائے اور امام کے قریب بیٹھے بے ہودہ گفتگو نہ کرے تو ہر قدم پہ ایک سال کے روزوں اور عبادت کا ثواب پائے گا۔ (۱۳۸۲)

☆ جمعہ کے لئے آنے والوں کی حاضری لگتی ہے جو پہلے آتا ہے اس کا نام پہلے لکھا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اسی کے مطابق ثواب ملتا ہے پہلے کو مکہ میں اونٹ کی قربانی کرنے کا ثواب پھر گائے پھر بکری پھر بطنخ پھر مرغی پھر انڈے جتنا ثواب تا آنکہ امام خطبہ شروع کر دے (۱۳۸۶) اگلی حدیث میں دے بنے کا اور اس سے اگلی میں چڑیا کا بھی ذکر ہے۔

☆ جمعہ کے دن اذان (جیسی چیز) کے اضافہ پر کسی صحابی نے کوئی اعتراض نہ کیا اور یہ اذان حضرت عثمان نے شروع کروائی۔ (۹۴-۱۳۹۳)

☆ دونوں ہاتھ اٹھا کر وعظ کرنے والے کو صحابی کی بددعا اور فرمایا: حضور علیہ السلام تو صرف سبابہ انگلی سے زیادہ نہ اٹھاتے تھے۔ (۱۴۱۳)

☆ حضور علیہ السلام نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو خطبہ چھوڑ کر منبر سے اتر کر اٹھایا، گود میں اپنے ساتھ منبر پہ بٹھایا پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ (۱۴۱۴)

کِتَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ

(سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان)

☆ حضرت یعلیٰ بن امیہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ تعالیٰ تو قصر نماز کے بارے میں یوں فرماتا ہے۔ اِنْ خِفْتُمْ..... اگر تمہیں کافروں کی طرف سے خطرہ ہو تو نماز قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اب تو لوگ امن و حفاظت میں (سفر کرتے) ہیں تو انہیں سفر میں نماز قصر نہ کرنی چاہیے تو حضرت عمر

نے جواباً فرمایا: میں نے بھی حضور علیہ السلام کے سامنے یہی عرض کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: **صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ** یہ اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ (انعام) کیا ہے تو اللہ کے صدقہ (تحفہ و انعام) کو قبول کرو۔

(۱۲۳۳)

یعنی سفر میں خطرہ ہو یا نہ ہو نماز قصر ہی ادا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا جیسا کہ کسی کا تحفہ قبول نہ کیا جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام مکہ سے مدینہ تشریف لائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العالمین کے سوا کسی کا ڈرنہ ہوتا لیکن آپ نماز قصر یعنی چار رکعت کی بجائے دو رکعت ادا فرماتے۔ (۱۲۳۶-۳۷)

میرے ماں باپ آپ پہ قربان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی حضور علیہ السلام کو اس طرح مخاطب کرتیں۔ **يَا رَسُولَ اللَّهِ بَابِي أَنْتَ وَأُمِّي**۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں۔ (۱۲۵۷)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر کی حالت میں دو فرض ہی ادا کرتے تھے نہ کچھ پہلے پڑھتے نہ بعد میں۔ ایک شخص نے پوچھا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: **هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ**۔ میں نے حضور علیہ السلام کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ (۱۲۵۸) بلکہ آپ نے کچھ لوگوں کو سفر میں نوافل پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: **لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لَأَتَمَّتُهَا**۔ اگر میں نے فرضوں سے پہلے یا بعد میں نفل ہی پڑھنے ہوتے تو فرض ہی پورے پڑھ لیتا (یعنی جب اللہ تعالیٰ نے فرضوں کو آدھا کر دیا ہے تو نوافل پڑھنے کہاں سے ضروری ہو گئے۔ پھر فرمایا: میں حضور علیہ السلام کے ساتھ وصال تک رہا اسی طرح ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ انہوں نے ایسا ہی کیا (۱۲۵۹) یاد

رہے کہ سفر میں مطلقاً نوافل پڑھنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت بھی ہے اور خود حضور علیہ السلام سے بھی اور جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں ہے کہ لوگ پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا اس موقع پہ نہ پڑھنا یا پڑھنے والوں کو تعجب کے ساتھ ایسا فرمانا اس لیے تھا کہ کوئی ضروری نہ سمجھ بیٹھے۔ لہذا وقت میں گنجائش ہو اور بندے کا ذوق چاہے تو پڑھ سکتا ہے یعنی ضروری نہیں جائز اور باعث برکت ضرور ہے۔

کِتَابُ الْکُسُوفِ (سورج و چاند) گہن کا بیان

☆ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان کو کسی کے مرنے یا زندہ (پیدا) ہونے کی وجہ سے گہن نہیں لگتا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان سے ڈراتا ہے۔ (۱۴۶۰) تاکہ لوگ اللہ کی طرف رجوع کریں اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور نماز ادا کریں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں سورج کو گہن لگا تو آپ نے مسجد میں جا کر تسبیح و تہلیل و دعا کی حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا اور گہن ختم ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات چار سجدوں کے ساتھ ادا کیں۔ (۱۴۶۱) بعض روایات میں دو رکعتیں چار رکوعوں اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھنے کا ذکر ہے۔ بعض میں آٹھ رکوعوں کا ذکر ہے۔ لیکن عند الاحناف ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں جیسا کہ ہر نماز میں ہوتا ہے۔ چونکہ نماز لمبی تھی اور لوگ زیادہ تھے تو بعد والے سمجھے کہ زیادہ رکوع کیے جا رہے ہیں۔ ایک روایت میں ہر رکعت کے اندر تین رکوعوں کا ذکر ہے (۱۴۷۱)

چنانچہ حدیث ۱۴۷۹ میں ہے کہ یہ اتنی لمبی نماز تھی کہ لوگ گرنے لگے۔ فَاطَالِ الْقِيَامَ حَتَّى جَعَلُوا يَوْعِدُونَ۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ فَمَا رَكَعَتْ رُكُوعًا قَطُّ وَلَا سَجَدَتْ سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهُ۔ میں نے اتنا لمبا رکوع اور سجدہ کبھی نہ کیا۔ (۸۱-۱۴۸۰) اور قیام اندازاً کتنا تھا اس کے بارے میں

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: فَحَسِبْتُ قَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ - میرا خیال ہے کہ حضور علیہ السلام نے سورۃ بقرہ کی تلاوت فرمائی ہوگی۔ (۱۲۸۲)

نماز کے دوران جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمانا

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں: اس نماز کی دوسری رکعت میں حضور علیہ السلام ہانپے اور روئے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے۔ اے اللہ! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا؟ (مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ.....) وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ۔ ہم تجھ سے بخشش طلب کر رہے ہیں۔ اسی نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت و دوزخ کو اپنے سامنے دیکھا۔ اتنا قریب کہ ہاتھ آگے کرتے تو جنت کے میووں میں سے خوشے توڑ لیتے اور دوزخ میں ایک عورت جس نے بلی کو باندھ کر بھوکا پیاسا مار دیا تھا اس کو وہ بلی نوچ رہی ہے..... (۱۲۸۳)

ایک حدیث میں فرمایا: فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا كَمَا حَدَّثَ صَلَوةً صَلَّيْتُمْوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ۔ جب تم ایسا دیکھو تو فرض نماز کی طرح (نفل) نماز پڑھو۔ (۹۰-۸۹-۸۷-۱۲۸۶) اور کسی فرض نماز میں ایک رکعت کے اندر ایک سے زائد رکوع نہیں ہوتے۔ پھر حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سورج گرہن میں حضور علیہ السلام نے دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ مِثْلَ صَلَوةِ تَكْمِ هَذِهِ۔ تمہاری اس (عام) نماز کی طرح (۱۹۹۳) تو معلوم ہوا سورج اور چاند گرہن کی نماز بھی دوسری نمازوں کی طرح ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ دو رکعتیں ادا کی جائے گی صرف یہ ہے کہ قرأت رکوع اور سجدہ جتنا لمبا ہو سکے کیا جائے۔ یہاں تک کہ سورج اور چاند روشن ہو جائیں۔

(واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب)

کِتَابُ الْإِسْتِسْقَاءِ (بارش طلب کرنے کا بیان)

جب بارش نہ ہو رہی ہو تو حاکم اسلام کو چاہیے کہ رعایا کو لے کر شہر سے باہر نکلے اور دعا و استغفار کرے۔ اس میں پہلی حدیث وہی ہے جو بخاری شریف میں کئی مقامات پہ آئی۔ حضرت انس فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! راستے بند ہو گئے، جانور مرنے لگے، بارش کی دعا کیجئے۔ آپ نے دعا فرمائی تو ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی، اگلے جمعہ پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر یہی کچھ عرض کیا اور بارش رکنے کے لئے دعا کی درخواست کی جس پر حضور علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا:

اللَّهُمَّ عَلَى رُءُوسِ الْجِبَالِ وَالْأَكَامِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ

اے اللہ! پہاڑوں کی چوٹیوں، ٹیلوں، نالوں اور درختوں پہ بارش نازل فرما (اور مدینہ شہر میں بارش نہ ہو چنانچہ) فَانْجَبَاثَ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ۔ مدینہ شریف سے بادل اس طرح پھٹ گیا جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

(۱۹-۱۸-۱۶-۱۵۰۵)

دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

☆ بارش طلب کرنے کے لئے دعا کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے جس قدر ہاتھ بلند فرمائے اس قدر کسی موقع پہ ہاتھ نہ اٹھائے۔ (۱۵۱۳)

☆ نزول باران کی مختصر دعا اللَّهُمَّ اسْقِنَا۔ اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے۔

(۱۵۱۷)

ایک حدیث میں ہے کہ جب بارش ہوتی تو حضور علیہ السلام یوں دعا کرتے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ صَيْبًا نَافِعًا۔ اے اللہ! موسلا دھار مفید بارش نازل فرما (۱۵۲۳)

کِتَابُ صَلَوةِ الْخَوْفِ (نماز خوف کا بیان)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زبان کے ذریعے حضرت میں چار رکعات نماز فرض فرمائی، سفر میں دو رکعات اور خوف میں ایک رکعت (۱۵۳۳) اور وہ اس طرح کہ آپ ہی سے روایت ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ شریف کے قریب ایک) مقام ذی قرد پر نماز پڑھائی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ ایک صف آپ کے پیچھے رہی اور دوسری دشمن کے سامنے، بعد ازاں جو صف آپ کے پیچھے تھی اس کے ساتھ حضور علیہ السلام نے ایک رکعت پڑھی پھر وہ صف دشمن کے سامنے چلی گئی اور دشمن کے سامنے والی صف حضور علیہ السلام کے پیچھے آگئی تو اس صف کو بھی آپ نے ایک رکعت پڑھائی اور کسی کی قضا نہ فرمائی۔ (۱۵۳۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے رہا پھر یہ ادھر چلے گئے اور وہ ادھر آگئے تو ان کو بھی آپ نے ایک رکعت پڑھائی، بعد ازاں حضور علیہ السلام نے سلام پھیرا اور ہر گروہ اپنی رکعت پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ (۱۵۳۹)

☆ صلوة خوف کی آیت مقام عسفان میں ظہر اور عصر کے درمیان نازل

ہوئی۔ (۱۵۵۰)

☆ جن احادیث میں ہر گروہ کو دو رکعتیں پڑھانے کا ذکر ہے وہاں شرعی

سفر کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں اور جن میں ایک ایک رکعت پڑھانے کا ذکر ہے وہاں سفر اور خوف دونوں حالتیں تھیں۔ چنانچہ حدیث ۱۵۵۲، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶ میں دو رکعات پڑھانے کا ذکر ہے۔ صلوة الخوف کے مسائل کے لئے کتب فقہ کا مطالعہ فرمائیں۔

کِتَابُ صَلَوةِ الْعِیدَیْنِ (نماز عیدین کا بیان)

☆ اللہ تعالیٰ نے خوشیاں منانے کے لئے جاہلیت کے دو دن جن میں لوگ کھیل تماشا کرتے تھے کی جگہ اہل ایمان کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے بابرکت دن عطا فرمائے۔ (۱۵۵۷)

☆ دوپہر کے قریب روزہ توڑنے کا حکم دے دیا گیا اور بعض لوگوں کی گواہی پہ عید کا اعلان کر دیا گیا لیکن نماز عید اگلے دن ادا فرمائی گئی۔ (۱۵۵۸)

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا جب بھی حضور علیہ السلام سے حدیث بیان کرتیں تو فرماتیں ”میرا باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ قربان ہو (۱۵۵۹)

☆ جب عید اور جمعہ ایک ہی دن میں آتے تو عید بھی ادا کی جاتی اور جمعہ بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں نمازوں کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں الغاشیہ کی تلاوت فرماتے۔ (۱۵۶۹)

☆ (عیدین کا خطبہ سننا اتنا ضروری نہیں جتنا کہ جمعہ کا خطبہ سننا ضروری ہے کیونکہ) حضور علیہ السلام نے نماز عید پڑھائی اور فرمایا: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْصَرِفَ فَلْيَنْصَرِفْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقِيمَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَقُمْ۔ جو جانا چاہے چلا جائے اور جو خطبہ سننے کے لئے بیٹھنا چاہے وہ ٹھہرا رہے۔ (۱۵۷۲)

یاد رہے! بعض احادیث صرف حوالے کے لئے لکھ دی گئی ہیں، اگر وہ فقہ حنفی کی تائید میں نہ ہوں تو فقہ حنفی کے مسائل کے مطابق ہی عمل کیا جائے کیونکہ فقہ حنفی کے ہر مسئلہ کی تائید احادیث سے ہوتی ہے اگر اس کتاب سے نہیں تو کسی دوسری کتاب سے ہی۔

☆ حضور علیہ السلام نے دو سبز چادریں اپنے اوپر لپیٹ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

(۱۵۷۳)

☆ حضور پاک کے دور میں عورتیں زیادہ صدقہ و خیرات کرتی تھیں۔

(۸۰-۱۵۷۷)

☆ دورانِ خطبہ کسی نے ساتھ والے کو اَنْصِتُ ”چپ رہ“ بھی کہہ دیا تو اس

نے فضول بات کی (یا خطبہ کا ثواب ضائع کر دیا) (۱۵۷۸)

حضور علیہ السلام کا خطبہ اور اس میں بدعت کے لفظ کی وضاحت

فرمایا: كُلُّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ..... ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے..... حالانکہ ایسے بہت سے اعمال ہیں جو قرونِ اولیٰ کے بعد حادث ہونے کے باوجود کارِ ثواب ہیں اس لئے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ من سن فی الاسلام سنة فعلل بها العبد کتب له مثل اجر من عمل به (مسلم شریف، جلد ۲، صفحہ ۳۳۱) جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے پس اس پر کسی بندے نے عمل کیا تو اسے (اچھا طریقہ جاری کرنے والے کو) عمل کرنے والے کی مثل ثواب حاصل ہوگا۔ امام نووی اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں۔ خواہ یہ طریقہ از سر نو ایجاد کیا گیا ہو یا اس سے قبل شرع میں اس کی نظیر موجود تھی (نووی جلد ۲، صفحہ ۳۳۱) اور اسے بدعت نہ کہا جائے گا کیونکہ کل بدعة ضلالة عام مخصوص البعض (خص عنہ البعض) ہے اور محدثین کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (فادئ عبدالحی، جلد ۳، صفحہ ۱۲۸) چنانچہ دلائل کے طور پر مندرجہ ذیل امور ذہن نشین رہیں!

کام نیا ہے لیکن بدعت نہیں

(۱) وفاء الوفاء جلد ۱۰، صفحہ ۳۷۲ میں علامہ سہودی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا: مسجد شریف کی محراب حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور میں نہ تھی بلکہ سب سے پہلے اسے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بنوایا۔ (تو کیا یہ

بدعت ہے؟) (فتاویٰ عبدالحئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۸ سطر ۲۱)

(۲) بوقت ملاقات مصافحہ سنت ہے اور بوقت رخصت مصافحہ کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں یعنی یہ کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بوقت رخصت مصافحہ کرتے تھے۔ (یہ ثابت نہیں) (فتاویٰ عبدالحئی جلد ۲ صفحہ ۲۳ سطر ۲۰)

(۳) ایک شہر کی متعدد مساجد میں جواز جمعہ کسی صحابی یا تابعی سے ثابت نہیں۔ (مگر کوئی بھی اس کو بدعت نہیں کہتا) (ایضاً جلد ۱ صفحہ ۲۱۱ سطر ۱۷)

(۴) بناء مدارس کا مروجہ طریقہ بدعت (حسنہ) ہے۔ (ایضاً جلد ۳ صفحہ ۱۲۹)

(۵) اہل سنت و جماعت مذہب حقہ کا نام ابوالحسن اشعری متولد ۲۶۰ھ اور متوفی ۳۳۰ھ کے زمانے میں ہوا (لیکن کوئی اس کو بدعت کہہ کر تو دیکھے)

(نبراس شرح عقائد صفحہ ۳۰ سطر ۵)

(۶) امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اوائل میں ذکر فرمایا: سب سے پہلے اذان کے لئے منبر کو حضرت سلمہ نے بنوایا اور یہ اس سے قبل نہ تھا۔ (درمختار از شامی جلد ۱ صفحہ ۳۶۰)

چنانچہ موجودہ دور میں شعائر الہی کو بدعت قرار دینا ایک شرمناک زیادتی ہے اور اگر ان معترضین موجدوں کے بقول ہر بدعت حرام قرار پائے تو بقول قاضی ثناء اللہ پانی پتی زندگی گزارنا اور جینا دو بھر اور محال ہو جائے گا لہذا بدعت کی دو قسمیں ہیں: بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔ بدعت حسنہ وہ نیا کام جو کسی سنت کی خلاف نہ ہو جیسے نئے نئے عمدہ کھانے پرپس میں قرآن مجید اور دینی کتب کا چھپوانا اور بدعت سیئہ جو کسی سنت کے خلاف ہو یا سنت کو مٹانے والی ہو۔

حضور علیہ السلام کی (عموماً) نماز بھی درمیانی ہوتی اور خطبہ بھی۔

کِتَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ وَتَطَوُّعِ النَّهَارِ

(دن اور رات کے نوافل کا بیان)

☆ (نفل) نماز اپنے گھروں میں ادا کرو اور گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔

(۱۵۹۹-۱۶۰۱)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنُ - حضور علیہ السلام کے اخلاق عالیہ قرآن مجید (کے مطابق) تھے۔ (۱۶۰۲)

☆ جو رات کو اٹھ کر نماز نہیں پڑھتا شیطان اس کے سر پہ گرہیں لگا دیتا ہے اور اس کا دن سستی و نحوست میں گزرتا ہے ورنہ خوش مزاج اور ناس مکھ رہتا ہے۔

(۱۶۰۸)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ کے جواب پر ران پہ ہاتھ مارے اور یہ آیت پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے۔ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا انسان بہت جھگڑالو ہے) (۱۶۱۳)

☆ حضور علیہ السلام نے سفر میں بھی تین مرتبہ رات کو اٹھ کر نماز تہجد ادا فرمائی اور ہر مرتبہ مسواک بھی کی۔ (۱۶۲۷) اس لیے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سائل (یعنی بن مملک سے فرمایا: مالکم وصلاتہ۔ تمہیں کیا لگے حضور علیہ السلام کی نماز سے) (یعنی تم حضور علیہ السلام کی طرح نماز تہجد ادا نہیں کر سکتے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو اٹھ کر) نماز پڑھتے پھر جتنی دیر نماز پڑھتے اتنی دیر سو جاتے۔ پھر جتنی دیر سوتے رہتے اتنی دیر نماز پڑھتے اور قرأت کا ایک ایک حرف صاف صاف ادا فرماتے۔ (۱۶۳۰)

☆ معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔ (۱۶۳۲ تا ۱۶۳۸) فیوض الحرمین ص ۶۸ پہ ہے ”حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بے شک انبیاء کرام علیہم السلام مردہ نہیں بلکہ زندہ ہوتے ہیں۔ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔

وہ نبیوں میں نبی ایسے.....

یاد رکھو! انبیاء کرام علیہم السلام کے مختلف درجوں میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان اولوالعزم رسل عظام میں سے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں اور آپ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ نیز تمام انبیاء کرام اللہ عزوجل کے حضور عظیم و جاہت اور عزت والے ہیں انہیں اللہ کے نزدیک معاذ اللہ چوڑے چمار کی طرح کہنا کھلی گستاخی اور کلمہ کفر ہے! دوسروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے وہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہو گئے۔ اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کمالات ملے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ہم پلہ نہیں بلکہ دوسروں کو جو کچھ ملا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور ویسے سے ملا لہذا یہ امر محال ہے کہ کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہو اور جو شخص کسی صفت خاصہ میں کسی کو حضور علیہ السلام کا مثل بتائے وہ گمراہ و بے دین ہے۔

۔ وہ نبیوں میں نبی ایسے کہ ختم الانبیاء ٹھہرے

حسینوں میں حسین ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

☆ تہجد کی نماز کا عادی اگر کبھی تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے تو اس کو تہجد کا ثواب

مل جائے گا اور اس کی نیند اس کے لئے صدقہ کے ثواب کا باعث بنے گی۔

(۱۷۸۶-۸۸)

☆ رات کو وظائف نہ پڑھ سکنے والا فجر سے ظہر تک پڑھ لے تو گویا اس نے

وہ وظائف رات کو ہی پڑھے۔ (۱۷۹۱ تا ۱۷۹۳)

کِتَابُ الْجَنَائِزِ (بیماری موت اور تجہیز و تکفین کا بیان)

☆ دنیوی تکالیف سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا منع ہے بلکہ یوں کہا جائے

”اے اللہ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرا مرنا

بہتر ہو تو مجھے موت دے۔“ (۱۸۲۳)

موت کی وجہ سے انسان برائیوں سے بچتا ہے اور نیکیوں کی طرف راغب ہوتا

ہے لہذا انسان کے لئے خوشی اور رنج دونوں ضروری ہیں۔ پھر موت کی یاد اکثر تفکرات

کو مٹا دیتی ہے اور دنیوی رنج و غم، افلاس و تنگدستی و حسد وغیرہ کو دور کر دیتی ہے۔

۔ غم جوانی کو جگا دیتا ہے لطف خواب سے

ساز پیدا ہوتا ہے یہ اسی مضراب سے

موت و حیات کے بارے میں نکتہ قرآنی

قرآن مجید میں ہے: خلق الموت والحیوة لیبلوکم ایکم احسن

عملاً۔ اللہ تعالیٰ نے موت و حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون

اچھے عمل کرتا ہے۔

بظاہر تو حیاة کا ذکر پہلے اور موت کا ذکر بعد میں ہونا چاہیے تھے اور پھر اعمال کا

ذکر حیاة کے بعد اور موت سے پہلے ہونا چاہیے تھا لیکن اہل اللہ فرماتے ہیں: یہ

ترتیب اس لیے ہے کہ اسی زندگی میں نیک اعمال کیے جاسکتے ہیں جس میں انسان

موت کو پیش نظر رکھتا ہے۔

☆ قریب المرگ شخص کے لئے دعا کرنے سے فرشتے آمین کہتے ہیں۔

(۱۸۲۶)

☆ مومن کی موت پیشانی کے پسینے سے ہے۔ (۳۰-۱۸۲۹) یعنی موت کی شدت کی وجہ سے اس کی پیشانی پہ پسینہ آ جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کے گناہ مٹتے ہیں اور وہ رب کی بارگاہ میں گناہوں سے پاک ہو کر حاضر ہوتا ہے۔ گویا مومن کے لئے موت کی سختی باعث بخشش اور بلندی درجات کا سبب ہے۔ حضور علیہ السلام کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ (آپ پر شدت کو دیکھ کر) اب مجھے کسی کی سخت موت بری نہیں لگتی جب سے میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا۔

(۱۸۳۱)

☆ غربت و مسافرت کی موت کی فضیلت کہ پیدائش کی جگہ سے لے کر مرنے کی جگہ کے برابر اس کو جنت دے دی جاتی ہے۔ (بشرطیکہ مسافرت اچھے مقصد کے لئے ہو) (۱۸۳۳)

مومن و کافر کی موت کا حال

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مسلمان کی موت قریب ہوتی ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لے کر آتے اور کہتے ہیں: اے روح! تو راضی خوشی کی حالت میں اور اس حالت میں کہ اللہ جل شانہ بھی تجھ سے راضی ہے نکل، تو اللہ کی رحمت اور اس کے رزق سے اپنے پروردگار کی طرف نکل جو ناراض اور غصے نہیں (یہ فرشتے روح سے کہتے ہیں) پھر روح عمدہ خوشبودار مشک کی طرح خارج ہوتی ہے اور فرشتے اسے ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کے دروازے کی طرف لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کتنی اچھی خوشبو ہے جو زمین سے آئی ہے۔ بعد ازاں اسے مسلمانوں کی روحوں کے پاس لاتے ہیں تو اس شخص کو اس سے زیادہ خوش ہوتی ہے جو تمہیں کسی گئے ہوئے شخص کے آنے سے ہوتی ہے اور اس سے دریافت کرتے ہیں کہ دنیا میں پیچھے رہنے والا فلاں شخص کیسے کام کرتا ہے؟ پھر روئیں کہتی ہیں: کیا فلاں شخص تمہارے پاس نہیں آیا؟

روحیں کہتی ہیں کہ وہ دوزخ میں گیا ہوگا اور جب کافر کی موت قریب ہوتی ہے تو عذاب کے فرشتے ایک بوریے کا ٹکڑا ڈالے آ کر کہتے ہیں تو اللہ کے عذاب کی طرف نکل کیونکہ تو اللہ سے ناراض ہے اور اللہ جل جلالہ تجھ سے ناراض ہے۔ بعد ازاں وہ جلے ہوئے اور بدبودار مردار کی طرح نکلتی ہے حتیٰ کہ اسے زمین کے دروازے پر لاتے ہیں تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا بدبو ہے؟ بعد ازاں اسے کافروں کی روحوں میں لے جاتے ہیں۔ (۱۸۳۳)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو شہادت کے بعد فرشتوں نے اپنے پروں سے مسلسل ڈھانپے رکھا۔

میت پہ رونا کیسا ہے؟

رنج و غم دل کے صدمہ سے پیدا ہوتا ہے اور گریہ و بکا اسی کا نتیجہ ہے۔ غم دو طرح کا ہوتا ہے ایک دنیوی مال و اولاد کا غم، دوسرا دین و عقبی کا غم، ان ہر دو کے متعلق مولانا شرف الدین بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اپنی فارسی کی کتاب ”نام حق“ میں فرماتے ہیں۔

غم دین خور کہ غم، غم دین است ہمہ غمہا فروتر ازین است
 غم دنیا مخور کہ بیہود است چچ کس در جہاں نیا سود است
 پہلی قسم کا غم بھی اگرچہ اضطراری ہوتا ہے اس لیے شرع نے اس پر مواخذہ نہیں فرمایا مگر پھر بھی صبر کا حکم دیا ہے اور جزع و فزع سے منع کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سیدنا حضرت ابراہیم جب ڈیڑھ برس کی عمر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں فوت ہوئے تو شفقت پداری کے باعث حضور علیہ السلام کی آنکھوں سے اشک غم جاری تھے اور آپ فرما رہے تھے اے ابراہیم! تیرے فراق سے میں غمگین ہوں، آنکھیں روتی ہیں دل پریشان ہے لیکن وہ بات نہیں کہتا جس سے خدا ناراض ہو۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوا کوئی کلمہ زبان مبارک سے نہ

نکالا۔ سر و سپنہ پیننا اور نوحہ و بین کا تو ذکر ہی کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو گریہ و زاری و نالہ و بکا سے بھی محتر ز رہے۔ اولاد کا غم اگرچہ بہت زیادہ ہوتا ہے مگر بتدریج کم اور محو خاطر ہوتا ہے۔ دوسری قسم کا غم اللہ والوں کو ہوتا ہے جو فحوائے آنکھ ”نزدیکاں را بیش بود حیرانی“ خوف عقبی سے مغموم ہو جایا کرتے ہیں۔

☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کے مقابلہ میں عقلی دلیل دینے والے کو فرمایا: **صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَذَّبْتَ آنتَ**۔ حضور نے سچ فرمایا ہے اور تو نے جھوٹ بولا ہے۔ (۱۸۵۵)

حضور علیہ السلام کی دعا سے عورت کی عمر بہت طویل ہوگئی

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا اور میں رو رہی تھی، میں نے غسل دینے والے کو کہا: میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دو اور اسے نہ مارو۔ (یعنی مزید تکلیف نہ دو، مطلب ان کا یہ تھا کہ میری پریشانی میں اضافہ نہ کرو) ان کی یہ بات سن کر حضرت عکاشہ بن مھسن بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور حضرت ام قیس کا قول عرض کیا، جس پر حضور علیہ السلام نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا: **مَا قَالَتْ طَالَ عُمُرُهَا**۔ کیا کہہ دیا اس نے اس کی عمر لمبی ہو (راوی کہتے ہیں) **فَلَا نَعْلَمُ امْرَأَةً عُمِرَتْ مَا عُمِرَتْ**۔ ہم نہیں جانتے کہ کسی عورت کی اتنی عمر ہوئی ہو جتنی کہ اس (ام قیس) کی (اور یہ حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت تھی)۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

☆ ضرورت ہو تو رات کو کفن دفن کی اجازت ہے۔

إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى ذَلِكَ (۱۸۹۶)

☆ حضور علیہ السلام کو یمن کی روئی کے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اور ان

میں کرتا اور عمامہ نہ تھا۔ (۱۹۰۰)

☆ عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

ولا تصل علی احد منهم مات ابدا (۱۹۰۱)

☆ حضور علیہ السلام غرباء و مساکین کی بیمار پرسی فرمایا کرتے تھے۔

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوذُ الْمَسَاكِينَ وَيَسْأَلُ عَنْهُمْ

پھر ان کے بارے پوچھتے رہتے تاکہ جنازے میں شریک ہوں اور اگر اطلاع کے بغیر

دفن کر دیا گیا تو بعض کی قبر پہ جا کر نماز ادا فرمائی۔ (۱۹۰۸)

ہر مردہ بولتا ہے نیک ہو یا بد

☆ مردہ نیک ہو یا بد جب اس کو دفن کے لئے لے جاتے ہیں تو بولتا ہے اور

اس کی آواز کو انسانوں کے علاوہ ہر کوئی سنتا ہے۔ انسان گرسن لے تو بے ہوش ہو

جائے۔ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ

نیک ہو تو کہتا ہے قَدِمُونِي قَدِمُونِي۔ مجھے آگے لے چلو جلدی لے چلو برا ہو تو کہتا

ہے: يَا وَيْلَهَا إِلَيَّ تَذْهَبُونَ بِهَا۔ ہائے افسوس! مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔

(۱۹۰۹-۱۰)

☆ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہے۔ (۱۹۲۶-۲۷) یہودی کے

جنازے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے کھڑے ہوئے تاکہ وہ سروں سے

اونچا ہو کر نہ گزرے۔ (۱۹۲۸) ایک روایت میں ہے کہ ہم فرشتوں (کی تکریم) کے

لئے کھڑے ہوئے۔ (۱۹۳۱)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی برائی کرنے سے منع فرماتے ہوئے

فرمایا: ان کا نیکی کے ساتھ تذکرہ کرو (۱۹۳۷) مزید فرمایا: لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ

فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا۔ مردوں کو برانہ کہو۔ وہ تو اپنے اعمال کو پہنچ گئے۔

(۱۹۳۸)

۔ غنچوں کے مسکرانے پہ کہتے ہیں ہنس کے بھول

اپنا کرو خیال ہماری تو کٹ گئی

marfat.com

Marfat.com

☆ مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ جنت میں جائے گی یا دوزخ میں؟ فرمایا: **اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ**۔ اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔

سرکٹانے کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے

سیدنا حضرت شداد بن ہادر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دیہات کے رہنے والوں میں سے ایک شخص حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ پر ایمان لایا اور آپ کی اتباع کی پھر کہنے لگا! میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں گا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق بعض صحابہ کو وصیت فرمائی۔ جب ایک غزوہ میں چند قیدی بطور غنیمت حاصل ہوئے تو حضور علیہ السلام نے ان قیدیوں کو تقسیم فرمایا اور اس شخص کا حصہ بھی متعین فرمایا۔ آپ کے صحابہ کرام نے اس کا حصہ اس کے پاس پہنچایا اور وہ ان حضرات کے سواری کے جانور چرایا کرتا تھا جب وہ اس کا حصہ دینے آئے تو اس نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ تیرا حصہ ہے جو حضور علیہ السلام نے تجھے بخشا ہے۔ اس نے یہ حصہ لے لیا اور اسے لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے یہ تیرا حصہ نکالا ہے۔ اس نے عرض کیا: میں مال و دولت جمع کرنے کی غرض سے آپ پر ایمان نہیں لایا تھا بلکہ میں نے آپ کی پیروی محض اس لیے کی کہ میری اس جگہ یعنی حلق پر تیرا مارا جائے بعد ازاں میں مروں اور جنت میں جاؤں۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر تو سچے دل سے اللہ کی تصدیق کرے گا تو اللہ بھی تجھے سچا کر دے گا۔ بعد ازاں لوگ کچھ دیر کے لئے ٹھہرے رہے اور اس کے بعد دشمن سے جہاد کے لئے اٹھے۔ کچھ آدمی اسے (زخمی حالت میں) اٹھا کر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں لائے اسے اسی جگہ تیر لگا تھا جہاں اس نے کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ وہی شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا: یا رسول

اللہ! جی ہاں وہی ہے، تب آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی جو صفات ارشاد فرمائی ہیں۔ اس نے عملاً تصدیق کی تو شہادت پا کر مراد کو پہنچا اور اللہ نے اسے بھی سچا کیا۔ بعد ازاں حضور علیہ السلام نے اپنے حبہ مبارکہ کا کفن اسے مرحمت فرماتے ہوئے اسے آگے رکھا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی تو آپ کی نماز میں سے جتنا لوگوں کو سنائی دے سکا، وہ یہ تھا کہ آپ دعا کر رہے تھے۔ اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے۔ تیری راہ میں ہجرت کر کے نکلا اور شہادت پائی میں اس بات پر گواہ ہوں۔ (۱۹۵۵)

مال غنیمت میں معمولی چوری کی قباحت

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص خیبر میں فوت ہوا تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے فرمایا: اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ میں تو نہیں پڑھوں گا کیونکہ اس نے راہ خدا میں چوری کی ہے اور جب اس کے مال کی تلاشی لی گئی تو یہودیوں کے نگینوں میں سے ایک نگینے کی چوری ملی۔ مَا يُسَادِي دَرَهَمَيْنِ، جس کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔ (۱۹۶۱)

☆ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ بھی حضور علیہ السلام نے نہ پڑھی۔

(۱۹۶۶)

☆ نجاشی کی نماز جنازہ میں دو صفوں کا ذکر۔ (۱۹۷۵)

☆ حضور علیہ السلام نے نو جنازے (مردوں عورتوں کے) ایک ہی دفعہ

پڑھائے اور صحابہ فرماتے ہیں: هِيَ السُّنَّةُ۔ یہی سنت ہے (۱۹۸۰)

☆ حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ میں ایسی دعا کی کہ حضرت عوف بن

مالک رضی اللہ عنہ خواہش کرنے لگے اَنْ لَوْ كُنْتُ الْبَيْتَ لِدُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِدُنْكَ الْبَيْتِ۔ (۱۹۸۵) کاش اس مرنے والے کی جگہ پہ میں

ہوتا۔

☆ چالیس آدمیوں کو امت کہا جاسکتا ہے۔ (۱۹۹۵)

marfat.com

Marfat.com

☆ دو قیراط ثواب دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہے۔ (۱۹۹۷)

☆ قبر کو زیادہ سے زیادہ گہرا کھودا جاتے۔ (۲۰۱۲) اس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ مردے کی عفونت باہر نہ نکلے گی اور زندہ لوگ اس کی بدبو سے محفوظ رہیں گے۔

☆ حضور علیہ السلام کی مبارک کملی (سرخ رنگ کی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور میں بچھادی گئی۔ (۲۰۱۳) تاکہ کوئی دوسرا شخص اس چادر کو استعمال نہ کر سکے۔

قرآن والے قبر میں بھی آگے آگے

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن میرے والد بھی شہید ہو گئے تو حضور علیہ السلام نے قبریں کھودنے کا حکم دیا اور فرمایا: دو دو تین تین کو ایک ہی قبر میں دفن کرتے جاؤ اور فرمایا: جو قرآن زیادہ جانتے تھے ان کو آگے یعنی قبلہ کی طرف کرو۔ (۲۰۱۷ تا ۲۰۲۰)

☆ حضور علیہ السلام کو اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کرنے کی خدانے خود اجازت دی چنانچہ آپ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے گئے خود بھی روئے اور انہیں بھی رلایا۔ (۲۰۳۶) جب عام ماں کے قدموں میں جنت ہے تو سردار دو جہاں کی ماں کیسی ہوگی؟

پاک سیرت نیک طینت والدہ	ہے سراسر رب کی نعمت والدہ
نعمتوں کی ماں ہے نعمت والدہ	انسان تو انکار کر سکتا نہیں
جس کے قدموں میں ہے جنت والدہ	ہے رسول پاک کا ارشاد یہ
واہ کیا ہے مال و دولت والدہ	منفرد ممتاز ہے ہر ایک سے
جو کرے دن رات خدمت والدہ	یومیہ حج کی سعادت پائے گا
ہے سراپا مہر و شفقت والدہ	بچے کو پالے جو اپنے خون سے
اس جہاں سے جب ہو رخصت والدہ	ہے شب تاریک بچوں کے لئے
سب سے بھاری دکھ ہے فرقت والدہ	جو بھی آیا اس جہاں سے چل دیا

میرے سانسوں میں ہے تابش ساتھ ساتھ بس دعا ہے پائے جنت والدہ
 حضور علیہ السلام نے نجاشی کے لئے خود بھی دعا کی اور اپنے صحابہ سے بھی
 فرمایا: اِسْتَفْرِوْا لِاٰخِيْكُمْ۔ اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دعا کرو (۲۰۴۳) معلوم
 ہوا: کسی کے مرنے کے بعد اجتماعی دعا کرنا (جس کو عموماً فاتحہ پڑھو کہتے ہیں یا اسی
 مقصد کے لئے مرنے کے بعد چند دن پھوڑی ڈالتے ہیں) جائز ہے۔

☆ قبر میں صرف حضور علیہ السلام کے متعلق سوال (مَنْ رَبُّكَ مَا دِيْنُكَ کا
 ذکر نہیں ہے) (۲۰۵۲-۵۳)

☆ حضور علیہ السلام دعا فرمادیں تو قبر میں ہونے والے عذاب کی آواز عام
 بندہ بھی سن سکتا ہے۔ (۲۰۶۰)

جس کا بچہ فوت ہو جائے اس کی فضیلت

حضرت معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: حضور انور علیہ السلام جب
 تشریف فرما ہوتے تو کئی اصحاب آپ کی خدمت میں بیٹھتے ان میں سے ایک ایسا
 شخص تھا جس کا چھوٹا سا بچہ اس کی پیٹھ کی طرف آتا اور وہ اسے اپنے سامنے بٹھاتا۔
 اچانک اس بچے کی وفات ہوگئی تو اس شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آنا
 (اس خیال سے کہ بچہ یاد آئے گا اور صدمہ ہوگا) چھوڑ دیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جب اسے نہ پایا تو آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا: کیا وجہ ہے میں فلاں
 شخص کو نہیں پاتا۔ لوگوں نے عرض کیا: حضور اس کا وہ چھوٹا بچہ جسے آپ نے دیکھا تھا
 فوت ہو گیا ہے حضور علیہ السلام یہ سن کر اس شخص سے ملے اور اس سے اس بچے کا
 حال دریافت فرمایا: اس نے عرض کیا: وہ فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے اسے تسلی اور تشفی
 دیتے ہوئے اس کا رنج کم فرمایا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا: یا فلاں! تجھے کون سی بات
 پسند ہے؟ یہ کہ تو اس سے عمر بھر فائدہ اٹھاتا یا یہ کہ تو روز قیامت جنت کے کسی
 دروازے پر جائے گا تو اپنے بچے کو وہاں پہلے ہی پائے گا وہ تیرے لیے دروازے

کھولے گا۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کہ وہ جنت کے دروازے پر مجھ سے پہلے پہنچے اور میرے لیے دروازہ کھولے مجھے اس کی زندگی سے زیادہ پسند ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تیرے لیے یہی ہوگا۔ (۲۰۹۰)

کِتَابُ الصِّيَامِ (روزوں کا بیان)

پڑھ کر کلمہ مسلمان ہو گیا

☆ صحابہ کرام نے ایک آنے والے شخص کو حضور علیہ السلام کے بارے میں یوں بتایا: هَذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمَتَكِيُّ۔ یہ ہیں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) گورے رنگ والے جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ آنے والے (ثعلبہ بن ضمام من بنی سعد بن بکر) نے اونچی اونچی آواز سے سوالات کئے اور حضور علیہ السلام نے اس کے ہر سوال کا بڑی بردباری سے جواب دیا اور معاملہ بائیں جا رسید کہ

گر کر قدموں پہ قرباں ہو گیا پڑھ کر کلمہ مسلمان ہو گیا

فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي آمَنْتُ بِمَا جِئْتُ بِهِ وَأَنَا رَسُولٌ مِنْ وِرَائِي

مِنْ قَوْمِي (۲۰۹۵)

اس نے عرض کیا! میں دین اسلام پہ ایمان لایا اور میں اپنی پیچھے رہ جانے والی قوم

کا قاصد ہوں۔

☆ چاند نظر آنے میں اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کی روایت جس میں شام سے مدینہ شریف آنے والے کی شام میں چاند دیکھنے کی خبر کو مدینے والوں کے لئے معتبر نہ مانا گیا۔ حالانکہ مدینہ سے شام کا فاصلہ صرف تقریباً دو سو کلومیٹر ہے۔

(۲۱۱۳)

☆ حضور علیہ السلام نے ایک بندے کی گواہی پہ رمضان شریف کا اعلان کروا

دیا۔ (۲۱۱۳/۲۱۱۵)

☆ سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ (۲۱۲۸) اس سے روزہ دار کا دن خوشگوار گزرتا ہے۔ جسم میں طاقت آتی ہے اور سحری کے وقت اٹھ کر عبادت و دعا کرنے کا لطف اپنی جگہ ہے۔

نہ چھوڑاے دل فغانِ صبح گا ہی اماں شاید ملے اللہ ہو میں حضور علیہ السلام لوگوں کو سحری کے کھانے کی طرف ان الفاظ سے بلا تے تھے۔

هَلُّمُوا إِلَيَّ الْغَدَاءِ الْبَارِكِ - آؤ مبارک کھانے کی طرف۔ (۲۱۶۵)

☆ ایک صحابی (قیس بن عمرو) رضی اللہ عنہ کی تکلیف کی وجہ سے سحری کھانا شروع ہوا۔ (۲۱۷۰)

☆ ایک روزہ (جہاد یا حج کے سفر میں) رکھنے والا دوزخ سے ستر سال کی مسافت دور کر دیا جائے گا۔ (۲۲۳۶ تا ۲۲۵۲) سفر اگر تکلیف دہ نہ ہو تو ہمارے احناف کے نزدیک روزہ رکھنا افضل ہے۔ وان تصوموا خیر لکم۔ ورنہ لیسن من البیر الصیام فی السفر۔ حدیث کی وجہ سے منع ہے۔ (۲۲۵۷)

کِتَابُ الزَّكْوَةِ (زکوٰۃ کا بیان)

☆ مکمل وضو کرنا نصف ایمان ہے۔ الحمد للہ کہنا ترازو کو بھر دیتا ہے سبحان اللہ، اللہ اکبر کہنے سے زمین و آسمان (ثواب سے) بھر جاتے ہیں۔ نماز (قیامت کے دن کا) نور ہے۔ زکوٰۃ (اللہ کے ہاں خلوص اور نجات کی) دلیل ہے۔ صبر (عقل کی) روشنی ہے یعنی عقل مند ہی صبر کرتا ہے۔ قرآن تیرے لیے دلیل ہے (اگر تو حق پہ ہے) یا تیرے خلاف دلیل ہے (جبکہ تو باطل پہ ہو) (۲۲۳۹)

☆ حضور علیہ السلام نے وعظ فرمایا تو ہر شخص رونے لگا۔ پھر آپ کے چہرہ انور پہ مسرت کے آثار دیکھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

(۲۲۴۰)

وہ ہنستے تھے تو دنیا بے خودی میں مسکراتی تھی
وہ روتے تھے تو ساری کائنات آنسو بہاتی تھی

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا
جائے گا۔ (۲۴۴۱)

آپ (رضی اللہ عنہ) نے مانعین زکوٰۃ کے ساتھ جہاد کرنے کا ارادہ فرمایا تو
ابتداءً حضرت عمر کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی اور آخر کار فرمانے لگے: فَعَرَفْتُ أَنَّهُ
الْحَقُّ۔ میں پہچان گیا کہ ابو بکر حق پر ہیں۔ (۲۴۴۵)

☆ جانوروں کی زکوٰۃ کے نصاب کے بارے میں تفصیلی حدیث (۲۴۴۷)
اور ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی اخروی سزا کا ذکر (۲۴۵۰)

میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک
شخص کو کہیں سے زکوٰۃ لینے بھیجا تو زکوٰۃ دینے والے نے ایک کمزور سا اونٹ کا بچہ
زکوٰۃ کے طور پر دے دیا۔ حضور علیہ السلام نے اس کے بارے میں اللہ کی بارگاہ میں
عرض کیا: اَللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ فِيْهِ وَلَا فِيْ اِبِلِهٖ۔ اے اللہ! اس کے اونٹوں میں برکت
نہ دے۔ اس شخص کو پتہ چلا تو ایک بہت اچھی اونٹنی لے کر حاضر ہو گیا اور عرض گزار
ہوا: اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلَى نَبِيِّهِ۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی علیہ السلام
کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ تب حضور علیہ السلام نے اس کے حق میں یوں دعا کی:
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَفِيْ اِبِلِهٖ۔ اے اللہ! اس میں اور اس کے اونٹ میں برکت ڈال
دے۔ (۲۴۶۰) حضور علیہ السلام کی رضا میں رب کی رضا ہے اور آپ کی ناراضگی
میں اللہ کی ناراضگی ہے۔ اس لیے جب حضور علیہ السلام ناراض ہو جاتے تو ایماندار کو
اس وقت تک چین نہ آتا جب تک اپنے آقا کو راضی نہ کر لیتا۔ یہی حضور علیہ السلام
کی سچی محبت اور آپ کی ذات کے ساتھ والہانہ عشق کا تقاضا ہے۔

خدا یا کر عطا عشق دوامی
 محمد مصطفیٰ پر جاں فدا ہو
 یقیناً ہو چکا ہے نقش دل پر
 مجھے ان نسبتوں کا پاس دے دے
 نبی کی نعت گوئی کی بدولت
 نفس گم کردہ می آید ہمیشہ
 میرے ہاتھوں میں ہے دامن نبی کا
 ہو تابش خاتمہ عشق نبی پر
 بحق سیدالکونین تابش
 حضوری میں رہوں ہر دم سلامی
 یہی ہے آرزو میری مدامی
 خدا و مصطفیٰ کا نام نامی
 جو تیری رحمتوں سے ہیں گرامی
 سعادت یافتہ سعدی نظامی
 جنید و بایزید ایں جاتمامی
 خوشا قسمت ملی ان کی غلامی
 میسر ہو مجھے یوں شاد کامی
 عطا ہو عشق رومی سوز جامی

☆ جب لوگ صدقات و زکوٰۃ لے کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یوں دعا دیتے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی فُلَانٍ (۲۴۶۱)

☆ گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ نہیں (جبکہ تجارت کے لئے نہ ہو بلکہ خدمت کے لئے ہو) (۲۴۶۹)

وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی جس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی اور اس (بیٹی) نے اپنے ہاتھوں (بازوؤں) میں سونے کے موٹے موٹے دو کنگن پہن رکھے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا: اَتُوْدِيْنَ زَكُوٰةَ هٰذَا؟ کیا ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَيْسُرُكَ اَنْ يُسَوِّرَكَ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ سِوَا رَيْنِ مِنْ نَّارٍ
 کیا تجھے اچھا لگے گا جب قیامت کے دن (ان کی زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی وجہ

سے) تجھے اللہ تعالیٰ (دوزخ کی) آگ کے دو کنگن پہنائے گا (حضور علیہ السلام کے اس جملے کا اس لڑکی پہ اتنا اثر ہوا کہ) اس نے اسی وقت وہ کنگن اتارے اور حضور علیہ السلام کے سامنے رکھ کر عرض کیا: هُنَا لِلّٰهِ وَكَرَسُوْلِهِ۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔ (۲۴۸۱)

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا: سونا چاندی چاہے زیورات کی شکل میں ہو ان پہ زکوٰۃ لازم ہے۔

☆ جس مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے گی قیامت کے دن وہ مال گنجا سانپ بن کر جس کی آنکھوں پہ سیاہ جلتے ہوں گے (نہایت زہریلا) اس کی باچھیں پکڑ کر کہے گا: اَنَا مَالِكَ اَنَا كَنْزُكَ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر حضور علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت کی: وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ..... (۲۴۸۴)

☆ صدقہ فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ میں جاتا ہے۔ (۲۵۲۶)

☆ محتاج کا ایک درہم صدقہ کرنا مالدار کے لاکھ درہم سے بہتر ہے۔ (۲۵۲۸)

بہترین صدقہ کون سا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے بہترین صدقہ وہ قرار دیا ہے جس کے بعد آدمی مالدار رہے یعنی سارا مال صدقہ نہ کر دے بلکہ اپنی ضرورت کے مطابق رکھ لے تاکہ خود بھیک نہ مانگنے لگے۔ اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔ وَأَبْدًا بَيْنَ تَعْوَلٍ۔ اس سے (صدقہ دینے کا) آغاز کر جس کی تو پرورش کرتا ہے۔ (۲۵۳۵) اس حدیث کی تفسیر اگلی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ہے۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقہ دو۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک اشرفی ہے! آپ علیہ السلام

نے ارشاد فرمایا: اسے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے خرچ کرو۔ اس نے کہا: میرے پاس ایک اور اشرفی ہے! آپ علیہ السلام نے فرمایا! اسے اپنی بیوی پر صدقہ کر۔ اس نے کہا: میرے پاس ایک اور اشرفی ہے! آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اسے اپنے بیٹے پر صدقہ کر۔ وہ بولا: ایک اور ہے! آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اسے اپنے نوکر پر خرچ کر! وہ بولا ایک اور ہے! تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اب تو خود سمجھ لے (یعنی جو مستحق ہو اسے دے) (۲۵۳۶) اسی موضوع کی ایک حدیث دیکھئے جس کا نمبر ہے (۲۵۳۷)

☆ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً..... جو اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے تو اس کو وہ طریقہ رائج کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور جتنے لوگ اس پہ عمل کریں گے ان کے برابر بھی ثواب ملے گا لیکن عمل کرنے والوں کے ثواب میں کمی نہ کی جائے گی۔ (۱۶۵۵)

☆ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں نہ آنے کی بیسیوں قسمیں اٹھانے والا بلا آخر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بن گیا۔ (۲۵۶۹)

☆ وَإِنْ كُنْتَ سَائِلًا لِأَبَدٍ فَاسْئَلِ الصَّالِحِينَ۔

اگر ضرور ہی مانگنا ہے تو نیکوں سے مانگا کر (۲۵۷۸)

☆ حضور علیہ السلام نے ایک غریب شخص کو تھوڑے سے جو اور سوکھے انگور

دیئے (تو اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت دی کہ وہ کہتا ہے!

أَغْنَانَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہیا کر دیا۔ (۲۵۹۷)

☆ إِبْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ۔ قوم کا بھانجا انہی میں سے ہے۔

(۲۶۱۲)

كِتَابُ مَنْاسِكِ الْحَجِّ (ارکان حج کا بیان)

حج صاحب استطاعت مسلمان پہ فرض ہے یعنی جس کے پاس اتنی دولت ہو جو خوراک اور سواری کو کافی ہو یہاں تک کہ وہ حج کر کے واپس آ جائے اور گھر والوں کے اخراجات کے لئے بھی رقم کافی ہو راستہ بھی پر امن ہو۔

☆ حضور علیہ السلام نے ایک شخص (اقرع بن حابس) کے سوال پہ فرمایا: لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوْ جَبَّتْ۔ اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے۔

(۲۶۲۱)

معلوم ہوا! حضور علیہ السلام ایسے شارع ہیں جو ماذون من اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے احکام آپ کے سپرد فرمادیئے ہیں جس کے لئے جو چاہیں حلال فرمادیں اور جس کے لئے جو چاہیں حرام فرمادیں۔ وَيَحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَ يَحْرُمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثُ. وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا. وَلَا يَحْرُمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ. وَمَا كَانَ لِبُؤْمَنِ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ۔ ان تمام قرآنی آیات سے یہی عقیدہ روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے۔

حضور پاک کے فرمان کے مقابلہ میں کسی کی بات نہ مانی جائے گی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل کے مقابل کسی کی بات نہ مانی جائے گی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حج قرآن کا احرام باندھنے وقت لبیک کہتے ہوئے سن کر حضرت عثمان نے (بھول کر یا عدم توجہ و علم کی بنا پر کہا۔ میں تو اس سے منع کرتا ہوں تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مندرجہ بالا بات کہی۔ اصل عربی عبارت یہ ہے:

لَمْ أَكُنْ لِأَدْعَ سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ

(۲۷۲۳)

حج تمتع کے بارے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک تھا اور حضرت بلال کا بھی کہ كَانَتْ لَنَا خَاصَّةً یہ ہمارے لیے مخصوص تھا۔

(۲۸۱۳ تا ۲۸۱۰)

☆ احرام کی حالت میں سفید سانپ کو مارنے سے منع کیا گیا (۲۸۳۵) کیونکہ اس میں زہر نہیں ہوتا۔ نیز ہو سکتا ہے وہ جن ہو جس نے سانپ کا روپ دھارا ہوا ہے (یتشکل باشکال مختلفة۔ جن مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں)۔ لہذا وہ نظر آئے تو زبان سے کہے کہ یہاں سے چلا جا پھر بھی نظر آئے تو مارنے میں حرج نہیں۔

☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے نزدیک بچو کھانے کا حضور علیہ السلام نے حکم دیا۔ (۲۸۳۹)

☆ احرام کی حالت میں نکاح کرنے کی اجازت و ممانعت کی احادیث۔

(۲۸۲۵ تا ۲۸۳۰)

☆ محرم (حج یا عمرہ کے احرام میں) فوت ہو جائے تو اس کو کفن دیتے ہوئے اس کا منہ اور سر نہ ڈھانپا جائے۔ (۲۸۵۷)

حضور علیہ السلام کی رنگت رات کو بھی خالص چاندی کی طرح چمکتی تھی

☆ حضور علیہ السلام کا رنگ رات کے وقت بھی خالص سفید چاندی کی طرح چمکتا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام جمرانہ سے رات کے وقت نکلے تو راوی نے مندرجہ بالا بیان دیا جس کی عربی عبارت یہ ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ لَيْلًا كَأَنَّهُ سَبِيكَةٌ فِضَّةٍ (۲۸۶۷)

جس کے جلوے زمانے میں چھانے لگے

جس کی ضو سے اندھیرے ٹھکانے لگے

marfat.com

Marfat.com

جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے

اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

☆ مکہ مکرمہ میں داخلے کے وقت حضور علیہ السلام کے جھنڈے کا رنگ سفید

تھا۔ (۲۸۶۹)

☆ ابن نطل کو کعبہ کے پردوں میں لپٹے ہوئے ہونے کے باوجود قتل کر دینے کا حکم (۲۸۷۰) بوجہ اس کے مرتد ہونے کے زکوٰۃ کا مال لے کر بھاگ جانے کے اور اپنے نوکر کو ناحق قتل کر دینے کے۔

☆ حضور علیہ السلام کے سرانور پہ فتح مکہ کے دن سیاہ عمامہ شریف تھا جبکہ آپ بغیر احرام کے تھے۔ (۲۸۷۲)

☆ حضور علیہ السلام کا (عمرة القضاء) کے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہونا اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے اشعار پڑھنا۔ حضرت عمر کی حیرانگی (کہ حضور علیہ السلام کے سامنے حرم میں شعر پڑھتے ہو؟) پر حضور علیہ السلام کا حضرت عمر کو فرمانا: خَلَّ عَنْهُ فَلَهُمْ اَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ الذَّبَلِ۔ یہ اشعار کافروں کے دلوں میں تیر لگنے سے بھی زیادہ اثر کرتے ہیں۔ (۲۸۷۶) آج بعض نام نہاد مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کی تعریف کے اشعار تیر و تلوار کی طرح لگتے ہیں۔

☆ بیت اللہ کا طواف نماز (کی طرح) ہے لہذا اس میں بات چیت کم کرو۔

الطَّوَّافُ بِالْبَيْتِ صَلَوَةٌ فَأَقِلُّوا مِنَ الْكَلَامِ (۲۹۲۵)

☆ حج افراد کے احرام میں طواف کعبہ کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جائز اور

ابن عباس رضی اللہ عنہما ناجائز سمجھتے تھے۔ (۲۹۳۲)

☆ طواف میں رمل کفار کو اپنی طاقت دکھانے کے لئے شروع کیا

گیا۔ (۲۹۴۸)

- ☆ یبنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد کا شان نزول (۲۹۵۹)
- ☆ حضور علیہ السلام کے بال مبارک تیر کے ساتھ کاٹے گئے۔ (۲۹۹۰-۹۱)
- ☆ منیٰ کے قریب دو پہاڑوں کے درمیان ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر انبیاء کرام علیہم السلام کی ناف کاٹی گئی۔ (۲۹۹۸)
- ☆ حجاج کہا کرتا تھا سورۃ بقرہ نہ کہو بلکہ یوں کہو: السُّورَةُ الَّتِي يُذَكَّرُ فِيهَا الْبَقْرَةُ۔ وہ سورت جس میں بقرہ (گائے) کا ذکر ہے۔ (۳۰۵۷)

کِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

- ☆ سب سے پہلی آیت جس میں اہل ایمان کو جہاد کرنے کی اجازت دی گئی۔ اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا..... (الحج) حدیث نمبر (۳۰۸۷)
- ☆ آیت کے نزول کے وقت حضور علیہ السلام کی ران حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ران پہ تھی وہ فرماتے ہیں: ”مجھے ایسے لگا کہ گویا میری ران ٹوٹ رہی ہے۔ (۳۱۰۱)

بہترین اور بدترین شخص کون ہے؟

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تبوک کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کے ساتھ پیٹھ لگا کر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا (حمد و ثنا کے بعد) فرمایا: کیا میں تمہیں بہترین اور بدترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟

إِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ رَجُلًا عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ أَوْ عَلَى ظَهْرِ بَعِيرِهِ أَوْ عَلَى قَدَمِهِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ

بہترین شخص وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے گھوڑے یا اونٹ کی پیٹھ پر سوار ہو کر اللہ کی راہ میں عمل (جہاد) کیا یا پیدل چل کر یہ کام کیا یہاں تک کہ اس کو

موت آگئی۔

وَأَنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ رَجُلًا فَا جِرًا يَقْرَأُ كِتَابَ اللَّهِ لَا يَرْغَبُ إِلَى شَيْءٍ مِّنْهُ

اور بدترین شخص وہ بدکار ہے جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے مضامین پر غور ہی نہیں کرتا (یعنی عمل کرنے کی طرف نہیں آتا) (۳۰۱۸)

اگلی حدیث کے اندر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونے والے کو دوزخ کا لقمہ بنانا ایسے ہی محال ہے جیسے دودھ کا واپس تھنوں میں جانا اور خدا کے راستے کا غبار اور دوزخ کا دھواں مسلمان کے تھنوں میں کبھی جمع نہ ہوگا۔ (یعنی ایسا شخص دوزخی ہرگز نہیں ہو سکتا) (۳۱۰۹) اسی طرح فرمایا: لَا يَجْتَمِعُ الشَّيْخُ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا بَخْلٍ أَوْ إِيْمَانٍ أَيْكَ شَخْصٍ كَيْ سَيْتِ (دل) میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ (۳۱۱۲)

اس سے اوپر والی حدیث میں ہے: ایمان اور حسد ایک بندے کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (۳۱۱۱)

☆ جس کے قدم اللہ کی راہ میں خاک آلود ہوئے وہ دوزخ پہ حرام ہو گیا۔

(۳۱۱۸)

☆ جہاد کرنے سے مجاہد کے سو درجات جنت میں بلند ہو جاتے ہیں اور ہر

درجہ میں زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہے۔ (۳۱۳۳)

ایمان، جہاد اور ہجرت کا ثواب

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں اس شخص کا ضامن ہوں جو مجھ پر ایمان لائے اور میری اطاعت کرے اور ہجرت کرے اس کو جنت کے اندر اور وسط میں ایک گھر ملے گا اور میں اس شخص کا ضامن ہوں جو مجھ پر ایمان لائے میری اطاعت کرے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے اسے جنت کے عین وسط میں اور جنت کے

marfat.com

Marfat.com

بالا خانوں میں ایک ایک گھر ملے گا اور یہ ایسا شخص ہوگا کہ اس نے نیکی کا کوئی کام نہ چھوڑا اور ہر برائی سے بچ گیا۔ يَمُوتُ حَيْثُ شَاءَ اَنْ يَمُوتَ۔ جہاں بھی اس کو موت آئے (یہ سعادتیں ضرور حاصل کرے گا) (۳۱۳۵)

☆ شیطان کس طرح مسلمان کو ہجرت اور جہاد سے روکتا ہے؟ (۳۱۳۶)

☆ قیامت کے دن سب سے پہلے دوزخ میں جانیوالا (ریاکار) شہید عالم و

قاری اور نخی (۳۱۵۱)

☆ جہاد میں رسی جتنے مفاد کی نیت سے شامل ہونے والا بھی ثواب سے محروم

رہے گا۔ (۳۱۴۰-۴۱)

تو جب جہاد جیسی عبادت بھی خلوص نہ ہونے کی وجہ سے رائیگاں جاتی ہے تو پھر اور کون سا عمل بغیر اخلاص کے قبول ہو سکتا ہے کیونکہ جہاد تمام عبادات سے افضل عبادت ہے بلکہ فرمایا: ایک یا ایک شام راہ خدا میں نکلنا ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پہ سورج نکلا یا ڈوبا (۳۱۴۱) ایمان کے بعد جہاد کو ہی افضل عمل قرار دیا گیا (۳۱۴۲) لہذا بھولے بھالے لوگ جو ریا و نمود کے لئے ماہانہ یا سالانہ محفل میلاد کروا لیتے ہیں یا کسی بزرگ کے عرس پہ خرچ کر کے بزعم خویش عاشقانِ مصطفیٰ اور غلامانِ اولیاء کے اشتہار چھپا لیتے ہیں ان کے لئے مقامِ غور ہے۔

کِتَابُ النِّكَاحِ (نکاح کا بیان)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے بعض نے کہا: ہم نکاح نہ کریں گے اور بعض نے کہا: ہم گوشت نہ کھائیں گے اور بعض کہنے لگے ہم بستر پہ نہ سوئیں گے، بعض بولے کہ ہم روزانہ ایسا روزہ رکھیں گے جس میں افطار نہ ہو۔ جب یہ باتیں حضور علیہ السلام کو پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو

ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں۔ میں تو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔ جو میرے طریقے سے انحراف کرے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (۳۲۱۹)

☆ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے اپنے لیے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا رشتہ طلب کیا۔ (۳۲۲۳)

☆ دنیا داروں کا حسب و نسب مال و دولت ہے۔ اِنْ اَحْسَبَ اَهْلُ الدُّنْيَا الَّذِي يَذْهَبُونَ اِلَيْهِ الْمَالُ (۳۲۲۷)۔ قبلہ اہل دنیا سیم و زر مطلب حدیث کا یہ ہے کہ دنیا دار لوگ دولت کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں حالانکہ حسب تو ان عمدہ عادات اور بہترین اخلاق کا نام ہے جو نسل در نسل چلیں خواہ دولت دنیا نہ بھی ہو۔

☆ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بیوہ ہونے کے بعد حضرت عمر نے حضرت عثمان اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو ان کے رشتے کی پیشکش کی..... پھر حضور علیہ السلام نے ان سے نکاح کر لیا۔ (۳۲۶۱-۳۲۵۰)

☆ ایک حبشی عورت کی گواہی پہ کہ میں نے فلاں خاوند و بیوی کو دودھ پلایا ہے، حضور علیہ السلام نے جدائی کا حکم دے دیا۔ (۳۳۳۲)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا جس کا جواب انہوں نے ایک مہینے بعد دیا۔ (۳۳۵۷) اور جب ایک صحابی نے یہ کہا کہ حضور علیہ السلام نے بھی اس طرح کے مسئلہ کا ایسے ہی جواب دیا تھا تو حضرت ابن مسعود نے نعرۂ تکبیر بلند کیا (۳۳۵۶) اور اسلام لانے کے بعد سے اب تک اتنا خوش نہ ہوئے جتنا اس وقت خوش ہوئے۔ فَمَا رَأَيْتُ عَبْدُ اللَّهِ فَرِحَ فَرَحَةً يَوْمَئِذٍ اِلَّا بِاسْلَامِهِ (۳۳۶۰)

☆ نکاح کے وقت دف بجانے کا ارشاد اور فرمایا: فَصَلْ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ اللَّذِّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ۔ حلال و حرام نکاح کی پہچان آواز اور دف سے ہے۔ (۳۳۷۲)

☆ شادی کے موقع پہ بچیوں کا گانا بجانا اور بدری صحابہ کرام کا سننا۔

(۳۳۸۵)

ویسے کے کھانے میں برکت

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اور آپ اپنے اہل کے پاس تشریف لے گئے اور میری والدہ نے حیس بنایا (جو کہ ایک قسم کا کھانا ہے) (یعنی کھجور، جو، گھی اور پنیر ملا کر بنایا جاتا ہے) بعد ازاں میں اس کھانے کو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گیا اور میں نے عرض کیا: میری والدہ نے آپ کو سلام عرض کیا ہے اور عرض کیا ہے کہ یہ تھوڑی سی چیز آپ کے لئے ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے رکھ دو اور جاؤ فلاں فلاں آدمیوں کو بلا لاؤ اور بھی جو کوئی ملے اسے بھی بلا کر لاؤ۔ حضرت انس فرماتے ہیں: کچھ لوگوں کا نام آپ نے لیا اور پھر میں ان لوگوں کو بلا کر لایا جن کا آپ نے نام لیا تھا اور انہیں بھی جو مجھے راستے میں ملے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد نے دریافت کیا: کل کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا: تعداد میں تین سو آدمی۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: دس دس افراد حلقہ بنا کر بیٹھو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سب لوگوں نے کھانا کھا لیا اور دوبارہ دوسرا گروپ آیا اور انہوں نے بھی کھانا کھا لیا۔ اسی طرح ایک گروہ آتا تھا اور دوسرا جاتا تھا۔ جب سب لوگ کھانا تناول کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا: اے انس! اس کھانے کو اٹھا، چنانچہ میں نے وہ کھانا اٹھا لیا جو میں نے رکھا تھا۔ حضرت انس فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہ تھا کہ اٹھاتے

وقت زیادہ تھا یا رکھتے وقت۔ یعنی کم ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ خیال گزرا کہ شاید پہلے سے زیادہ ہو گیا ہے یا اتنا ہی ہے۔ فَمَا أَذْرِي حِينَ رَفَعْتُ كَأَنَّ أَكْثَرَ أَمْ حِينَ وَضَعْتُ (۳۳۸۹) اس حدیث سے ولیمے کے کھانے کا ثبوت بھی مل گیا اور حضور علیہ السلام کے عظیم الشان معجزے کا ظہور بھی ہو گیا۔

مہاجرین و انصار صحابہ کرام کی ایک دوسرے پہ فدا کاری

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور انصار کو بھائی بھائی بنایا تو آپ نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن سے کہا: میرے پاس مال و دولت ہے اور میں اسے دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں، ایک حصہ تم لے لو اور ایک حصہ میں اپنے پاس رکھوں گا اور میرے پاس دو بیویاں ہیں آپ دیکھیں ان میں سے جو آپ کو پسند ہو میں اسے طلاق دے دوں گا اور جب عدت گزر جائے تو آپ اس سے نکاح کر لیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کہا: اللہ تمہارے مال اور بیویوں میں برکت دے، مجھے بازار دکھا دو پھر وہ بازار تشریف لے گئے، حتیٰ کہ گھی اور پنیر کا نفع کما کر لائے۔ حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں: حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر زردی کا نشان ملاحظہ فرمایا تو دریافت فرمایا: یہ زردی کا نشان کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ تمہیں اس کے لئے ایک بکری ہی ذبح کرنا پڑے۔ اَوْلِمَ وَكُوِبِشَاةٍ (۳۹۰)

كِتَابُ عَشْرَةِ النِّسَاءِ (بیویوں کے ساتھ سلوک کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: مجھے دنیا کی تین چیزوں سے محبت ہے۔ نمبرا (حلال) عورتیں (یعنی اپنی بیویاں) نمبر ۲۔ خوشبو، نمبر ۳۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک

نماز میں ہے۔ (۳۳۹۱) ان تین چیزوں کے بعد گھوڑوں کے ساتھ سب سے زیادہ
محبت کا ذکر ہے۔ (۳۳۹۳)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
شدید محبت اور اس سلسلہ میں دیگر ازواج مطہرات کا حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں
حضرت فاطمہ کو اور پھر حضرت زینب بنت جحش کو بھیجنا..... طویل حدیث (۳۳۹۶)

☆ حضرت جبریل علیہ السلام کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام
کہنا۔ (۳۳۰۳-۴) امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک رسالے الادب فی الدین
میں نکاح اور حسن معاشرت کے آداب کے بارے میں بہت اچھا لکھا ہے مناسب
ہوگا کہ اس کو یہاں درج کر دیا جائے۔

خاوند کے لئے آداب و ہدایات

اگر نکاح کا ارادہ ہو تو پہلے دین پھر حسن و جمال اور مال و دولت دیکھے، لڑکی
والے جو کچھ اسے دیں گے اس کا انہیں پابند نہ کرے نکاح کا ارادہ ہو تو اسے پوشیدہ
نہ رکھے کسی مسلمان کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ دے اپنی مملوکہ چیزوں اور
شادی وغیرہ میں (کسی کو ایسے کام کی) اجازت نہ دے جو اسے رحمت الہی سے دور کر
دے اور اس کی عزت کو داغدار کرنے کا باعث بنے، تنہائی میں بیوی کے ساتھ ایسی
جگہ نہ بیٹھے جہاں کوئی دوسرا اس کی بیوی کو دیکھے، اپنے گھر والوں کے سامنے اس کا
بوسہ نہ لے۔ جب تنہائی میں ہو تو عورت کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کرے، اس کا
قاصد جھوٹا نہ ہو اور جس سے لڑکی کے متعلق پوچھا جائے وہ بھی چغل خور نہ ہو بلکہ اس
کے خاص رشتہ داروں میں سے ہو اور اس شخص سے لڑکی کے دین، نماز، روزے کی
پابندی، شرم و حیاء، پاکیزگی، حسن کلام و بدکلامی، خانہ نشین رہنے اور والدین کے ساتھ
حسن سلوک کرنے کے متعلق پوچھے، عقد نکاح سے پہلے اسے دیکھ لے اور نکاح کے
بعد اچھی گفتگو کرتے ہوئے ان باتوں کے متعلق پوچھے جو اسے پہنچی ہیں اور اس سے

والدین کی عادتوں، حالات و کیفیات اور دین و اعمال کے متعلق پوچھ سچھ کرے۔
 (حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ایک حدیث کہ ”ایک شخص نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا بولا: میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرنا
 ہے۔ فرمایا: اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھ میں کچھ ہوتا ہے۔“ کی شرح میں فرماتے
 ہیں: دیکھنے سے مراد چہرہ دیکھنا ہے کیونکہ حسن و قبح (یعنی خوبصورت و بدصورت ہونا)
 چہرے ہی میں ہوتا ہے اور اس سے مراد وہی صورت ہے جو ابھی عرض کی گئی یعنی کسی
 بہانہ سے دیکھ لینا یا کسی معتبر عورت سے دکھوا لینا نہ کہ باقاعدہ عورت کا انٹرویو کرنا
 جیسا کہ آج کل کے بے دینوں نے سمجھا۔

(مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۲، مطبوعہ ضیاء القرآن)

بیوی کے لئے آداب و ہدایات

عورت کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے گھر کی چار دیواری میں گوشہ نشین رہے
 (بلا ضرورت) چھت پر نہ چڑھے۔ اپنی گفتگو پر پڑوسیوں کو آگاہ نہ کرے (یعنی اتنی
 آواز میں گفتگو کرے کہ اس کی آواز چار دیواری سے باہر نہ جائے) بلا ضرورت
 پڑوسیوں کے پاس آیا جایا نہ کرے۔ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے
 خوش کرنے، شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی عزت کی حفاظت کرنے، گھر سے نہ نکلے
 ہاں! (ضرورتاً) اگر کسی کام سے نکلنا پڑے تو باپردہ ہو کر نکلے، ایسے راستے اور جگہ سے
 گزرے جہاں زیادہ ہجوم اور آمد و رفت نہ ہو، اپنی غربت وغیرہ کو چھپائے بلکہ جاننے
 والے کے سامنے بھی اپنے آپ کو اجنبی ظاہر کرے، اپنی تمام تر کوشش نفس کی اصلاح
 اور گھریلو معاملات کی درستگی میں صرف کرے، نماز روزے کی پابندی کرے، اپنے
 عیوب پر نظر رکھے، دینی معاملہ میں خوب غور و تفکر کرے، خاموشی کی عادت بنائے،
 نگاہیں نیچی رکھے، اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرے، کثرت سے اللہ عزوجل
 کا ذکر کرے، اپنے شوہر کی فرمانبرداری رہے، اسے رزق حلال کمانے کی ترغیب دلائے

تحائف وغیرہ کی زیادہ فرمائش نہ کرے، شرم و حیا کو لازم پکڑے، بدزبانی و فحش کلامی نہ کرے، صبر و شکر کرے، اپنے نفس کے معاملے میں ایثار کرے، اپنی حالت اور خوراک کے معاملے میں خود کو تسلی دے، جب شوہر کا دوست گھر میں آنے کی اجازت چاہے اور شوہر گھر میں موجود نہ ہو تو اسے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے اور اپنے نفس اور شوہر سے غیرت کرتے ہوئے اس سے زیادہ کلام نہ کرے۔

(بیوی کو چاہیے کہ) ہمیشہ شوہر سے حیا کرے، اس سے لڑائی جھگڑا نہ کرے، ہمیشہ شوہر کے ہر (جائز) حکم کی اطاعت کرے۔ جب شوہر کلام کرے تو خاموشی اختیار کرے، شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے، (اپنے شوہر کے لئے) خوشبو وغیرہ لگائے، منہ کی صفائی اور کپڑوں کی پاکیزگی کا خاص خیال رکھے، قناعت پسندی اختیار کرے، محبت و شفقت کا انداز اپنائے، زیب و زینت کی پابندی کرے، شوہر کے گھر والوں اور قرابت داروں کا احترام کرے، اچھے انداز میں اس کا حال دریافت کرے، اس کے ہر کام کو شکریہ کے ساتھ قبول کرے، جب شوہر کا قرب پائے تو اس سے محبت کا اظہار کرے اور جب اسے دیکھے تو خوشی و مسرت کا اظہار کرے۔

نکاح و جماع کے آداب

(جس عورت کو پیغام نکاح دیا جائے اسے چاہیے کہ) اپنے گھر کے قابل اعتماد مرد کو کہے کہ وہ نکاح کا پیغام دینے والے کے مذہب، دین، عقیدے، صاحب مروت ہونے اور اپنے وعدے میں سچا ہونے کے متعلق معلومات حاصل کرے، عورت مرد کے کسی قریبی رشتہ دار کو دیکھ لے اور معلومات حاصل کرے کہ اس کے گھر کون آتا جاتا ہے، نیز اس کی باجماعت نماز کی پابندی کے متعلق دریافت کرے اور یہ کہ وہ اپنے کاروبار اور تجارت میں مخلص ہے یا نہیں؟ اور اس کے دین اور سیرت میں دلچسپی رکھے نہ کہ مال و دولت اور شہرت میں۔ اس کے ساتھ قناعت اختیار کرتے ہوئے زندگی گزارنے کا عزم کرے۔ اس کے حکم کی فرمانبرداری کرے کہ یہ الفت و محبت کو

مضبوط و مستحکم کرنے اور پایہ تکمیل تک پہنچانے کا سبب ہے۔

(شوہر کو چاہیے کہ) بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، نرمی کے ساتھ گفتگو کرے، محبت و چاہت کا اظہار کرے، تنہائی میں اس کے ساتھ خوش مزاجی اور بے تکلفی سے پیش آئے، لغزشوں سے درگزر کرے، لڑائی جھگڑا نہ کرے، اس کی عزت کی حفاظت کرے، کسی معاملہ میں اس سے بحث و مباحثہ نہ کرے، بغیر کنجوسی کے اس کی معاونت کرے، اس کے گھر والوں کی عزت و تعظیم کرے، ہمیشہ اچھے وعدے کرے، اپنی بیوی پر شدید غیرت کھائے (تاکہ وہ اپنا حسن و جمال غیر کے سامنے ظاہر نہ کرے)۔

(ہم بستری کرنے والے شوہر کو چاہیے کہ) خوشبو لگائے، اچھی گفتگو کرے، محبت کا اظہار کرے، شہوت کے ساتھ بوس و کنار کرے، چاہت و دلچسپی کا اظہار کرے۔ پھر بسم اللہ شریف پڑھے، شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے کہ یہ (یعنی شرمگاہ کی طرف دیکھنا) اندھی اولاد پیدا ہونے کا باعث ہے، ستر کو کسی کپڑے وغیرہ سے چھپا لے اور قبلہ کی سمت رخ نہ کرے۔

کِتَابُ الطَّلَاقِ (طلاق کا بیان)

☆ حیض کی حالت میں طلاق (اگرچہ سنت کے خلاف ہے مگر) واقع ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی کیا کہ اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی اور حضور علیہ السلام کے حکم پہ رجوع کر لیا چنانچہ فرماتے ہیں: فَرَأَجَعْتُهَا وَحَسِبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَةَ الَّتِي طَلَّقْتُهَا۔ میں نے جو (حیض کی حالت میں) طلاق دی۔ پس میں نے اس سے رجوع کر لیا اور اس کو طلاق شمار کیا۔ وہ واقع ہو گئی۔ (۳۴۲۰) یہی مطلب ہے اس آیت کا فطلقوهن لعدتھن یعنی جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو طلاق دو۔

☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: طلاق سنت یہ ہے کہ اَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا فِي غَيْرِ جَمَاعٍ۔ طہر میں بغیر جماع کیے طلاق دی جائے۔

(۳۴۲۴)

☆ حلالہ میں صرف خلوت صحیحہ کافی نہیں بلکہ جماع ضروری ہے۔ (۳۴۲۴)

☆ زیر ناف بالوں کا نکل آنا بھی بلوغ کی علامت سمجھا جاتا تھا۔

(۳۴۵۹-۶۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متوفی عنہا زوجہا (جس عورت کا خاوند فوت ہو گیا اس) کو آنکھوں کی خرابی کے خدشے کے باوجود بھی عدت میں سرمہ لگانے کی اجازت نہ دی۔ (۳۵۳۱-۳۲) اور حدیث ۳۵۶۳ کا آخری حصہ بھی اسی سے متعلقہ ہے۔

☆ حاملہ عورت چاہے مطلقہ ہو یا بیوہ اس کی عدت وضع حمل ہے نہ کہ بعد

الاجلین (۳۵۴۱)

☆ سخت ضرورت پیش ہو تو عورت عدت میں سرمہ وغیرہ لگا سکتی ہے (مگر

رات کو لگائے اور دن کو دھو دے) 'تَكْتَحِلُ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ' (۳۵۶۷)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

حفصہ کو طلاق دی اور پھر رجوع فرمایا۔ (۳۵۹۰)

كِتَابُ الْخَيْلِ وَالسَّبْقِ وَالرَّمِي

(گھوڑوں کا گھڑ دوڑ کا اور تیر اندازی کا بیان)

☆ حضرت سلمہ بن نفیل کنڈی فرماتے ہیں: میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگوں نے

گھوڑوں کو رسوا کر دیا ہے، ہتھیار رکھ دیئے ہیں اور کہتے ہیں: اب جہاد نہیں رہا اور لڑائی ختم ہو گئی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بات سنی اور اپنا رخ انور اس شخص کی طرف پھیر کر فرمایا: لوگ جھوٹ بولتے ہیں، ابھی جہاد کا حکم آیا ہے اور میری امت کے لوگ دین کی خاطر ہمیشہ لڑتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو ان کے لئے پھیر دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کو قیامت تک رزق دے گا اور اللہ تعالیٰ نے بھلائی (اجر و ثواب) کو گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک رکھ دیا ہے اور مجھے یہ بات بذریعہ وحی بتائی گئی اور میرا وصال جلد ہونے والا ہے اور تم لوگ مختلف جماعتوں میں بٹ جاؤ گے اور آپس میں لڑو مرو گے اور ایمان والوں کا گھر شام میں مقرر ہوگا۔

(۳۵۹۱)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تَسُبُّوا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں پہ نام رکھا کرو۔ (۳۵۹۵)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شکار گھوڑے (جس کے تین پاؤں سفید ہوں اور چوتھا کسی اور رنگ کا ہو یا تین پاؤں کسی دوسرے رنگ کے ہوں اور چوتھا سفید ہو) (۳۵۹۶-۹۷)

☆ تین چیزوں میں نحوست ہے (۱) گھوڑے میں (کہ عیب دار اور نقصان دہ ہو) (۲) عورت میں (بداخلاق اور زبان دراز ہو) (۳) گھر میں (کہ وہ اچھے پڑوس میں نہ ہو یا سخت سردی، گرمی کی وجہ سے سکون دہ نہ ہو) (۳۵۹۸) ایک حدیث میں ہے: ”اگر نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی“۔ (۳۶۰۰)

☆ گھوڑے کو دو دعائیں کرنے کی صبح کے وقت اجازت ہوتی ہے.....

(۳۶۰۹)

☆ خچر کے حصول کے لئے گھوڑیوں پہ گدھوں کو چھوڑنے سے منع کیا گیا۔

(۳۶۱۰)

☆ جہاد کے لئے رکھے ہوئے گھوڑے کا چارہ پانی، پیشاب اور لید کو بھی نیکوں کے ترازو میں رکھا جائے گا۔ (۳۶۱۲)

کِتَابُ الْإِحْبَاسِ (راہ خدا میں مال وقف کرنے کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز دینار، درہم، غلام اور لونڈی وغیرہ راہ خدا میں تقسیم فرمادی۔ صرف ایک سفید خچر جس پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سواری فرماتے تھے رکھا۔ (۳۶۲۳) اس خچر کو شہباء کہا گیا ہے (اور شہباء اس اونٹ، خچر یا گھوڑے کو کہتے ہیں جس میں سیاہی کی نسبت سفیدی غالب ہو) (۳۶۲۶)

☆ جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ۔ تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا نہایت عمدہ باغ (جو مسجد نبوی شریف کے سامنے تھا) راہ خدا میں وقف کر دیا۔ (۳۶۳۲)

یاد رہے: وقف کرنے کا رواج زمانہ جاہلیت میں نہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے فائدے اور بھلائی کے لئے یہ سلسلہ جاری فرمایا۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کے اسی سے زائد انصار صحابہ کبار علیہم الرضوان نے صدقات وقف کیے۔ اسی تناظر میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا باغ بیرحاء وقف کر دیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر کی عمدہ زمین جو ان کے حصے میں آئی، حضور علیہ السلام سے مشورہ کر کے اس کی آمدنی فقراء، اقرباء اور غلاموں کو آزاد کرنے میں وقف کر دی۔ حضرت عمر نے عرض کیا: میں بہت پسند کرتا ہوں کہ اَنْ اَتَّصَدَّقَ بِهَا۔ کہ زمین بھی وقف کر دوں لیکن حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَحْبَسْ اَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا۔ اصل روک لے اور اس کا پھل صدقہ کر دیا کر۔ (۳۶۳۵)

☆ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے لوگوں کو مفصل

خطاب فرمایا جس میں آپ نے اپنے فضائل خود اپنی زبان سے بیان فرمائے۔ خاص کر مسجد نبوی شریف کی توسیع کے لئے جگہ خرید کر وقف کرنا، بیر رومہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرنا، غزوہ تبوک کے موقع پہ راہ خدا میں بے دریغ خرچ کرنا اور جبل ثبیر پہ حضور علیہ السلام کے ساتھ ہونا اور حضور علیہ السلام کا آپ کی شہادت کی کئی سال پہلے خبر دینا، بیان فرمایا۔ (۳۶۳۶-۳۷-۳۸-۳۹)

کِتَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)

☆ اجر و ثواب میں سے افضل نیکی یہ ہے کہ اس وقت صدقہ کیا جائے جب صحت ہو مال کی حرص ہو، محتاجی اور فقر کا ڈر ہو اور زندگی کی امید ہو اور وصیت کرنے میں موت تک تاخیر نہ کرے (۳۶۴۱) لہذا جس کو موت کے بعد دلوانا مقصود ہو، اسے اپنی زندگی میں ہی دلوا دے اور کسی کے اعتماد پہ نہ چھوڑ جائے، اسی لیے وصیت میں دیر لگانا اچھا نہیں ہے۔

☆ موت کے وقت صدقہ دینے والا یا غلام آزاد کرنے والا ایسے ہے جیسے کوئی شخص خوب سیر ہو جانے کے بعد کسی کو کوئی ہدیہ دیتا ہے۔ (۳۶۴۳) خوبی اور بڑائی تو یہ ہے کہ اپنی ضرورت و حاجت کے وقت کسی کو کچھ دیا جائے، قبل از موت وصیت کر کے رکھنا مستحب ہے اور جس شخص پہ حقوق و فرائض ہوں اس پر (بعض علماء کے نزدیک) لازم ہے کہ وصیت کر کے رکھے تاکہ بعد میں جھگڑا پیدا نہ ہو (یعنی وہ چیز جس میں وصیت کرنے کی حاجت ہو جیسا کہ حدیث میں ہے: مَا حَقَّ امْرِئٌ مُسْلِمًا لَّهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ..... ۳۶۴۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب (پہ عمل کرنے) کی وصیت فرمائی۔ (۳۶۵۰) کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ درہم و دنیا

چھوڑے نہ اونٹ اور بکری نہ کوئی اور چیز (جس کی وصیت کی جائے) (۳۶۵۱)

کفر کے رسم و رواج کے مطابق مرنے والے شخص کے وارث اولاد کے سوا دوسرے کوئی نہ تھے اور اولاد میں بھی فقط بیٹا۔ پس اللہ جل شانہ نے صرف اولاد ہی وارث رکھی لیکن یہاں میت کے لئے ضروری ہے کہ وہ زندگی میں ماں باپ اور رشتہ داروں کو بمطابق ضرورت اپنے روبرو دلو جائے یہ حکم ابتدا اسلام میں تھا۔ بعد ازاں اللہ رب العزت نے تمام رشتہ داروں اور والدین کا حصہ مقرر فرما دیا اور وصیت فرض نہ رہی۔ حدیث ۳۶۵۰ میں حضرت عبداللہ بن اوفیٰ نے فرمایا: حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی تھی کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال نہ تھا جس کے لئے آپ وصیت فرماتے اس لئے ثابت ہوا کہ وصیت کرنے کے لئے کچھ مال ضروری نہیں بلکہ جس امر میں خیر و بھلائی دیکھے اس کی وصیت کر جائے۔

☆ وراثہ کو غنی چھوڑ کر مرنا اس سے بہتر ہے کہ سارا مال صدقہ و خیرات کر

جائے اور وراثہ بعد میں بھیک مانگتے پھریں۔ (۳۶۵۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے قرضے کا معاملہ

سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ کے والد غزوہ احد کے دن شہید ہوئے اور آپ نے اپنے وراثہ میں چھ لڑکیاں چھوڑیں اور بہت سا قرض بھی چھوڑ گئے۔ جب کھجوریں اتارنے کا وقت آیا تو میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد گرامی غزوہ احد کے دن شہید ہو گئے اور ان کے ذمے بہت سا قرض ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھیں۔ (تا کہ مجھ پہ نرمی کریں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا: تم جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کا ڈھیر علیحدہ علیحدہ لگاؤ۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کیا۔

بعد ازاں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لایا جب ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کو اس وقت دیکھا تو وہ اور زیادہ دلیر ہوئے اور مجھ پر مطالبہ کرنے میں تشدد کرنے لگے۔ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے سب سے بڑے ڈھیر کے ارد گرد تین مرتبہ چکر لگائے اور پھر اس پر تشریف فرما ہو گئے اور مجھے حکم فرمایا: میں قرض خواہوں کو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر کروں۔ جب وہ سب لوگ حاضر خدمت ہو چکے تو آپ تول تول کر ان کو عطا فرمانے لگے۔ آپ نے یہاں تک عطاء اور بخشش فرمائی کہ اللہ رب العزت نے میرے والد کا قرض ختم فرما دیا اور اتنی برکت ہوئی گویا کہ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی اور میں دل ہی دل میں اس بات پر راضی تھا کہ کسی طرح میرے والد کا قرض ادا ہو جائے تو اچھا ہے۔ (چاہے ہمارے لیے ایک کھجور بھی نہ بچے) (۳۶۶۷) دوسری احادیث میں ہے حضرت جابر فرماتے ہیں: لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً (۳۶۶۶) كَانَ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ (۳۶۶۸) اس ڈھیر سے ذرہ برابر بھی کھجوریں کم نہ ہوئیں یعنی ایک ہی ڈھیر سے سارا قرض ادا ہو گیا اور باقی تمام ڈھیر اسی طرح بچے رہے۔ اگرچہ میرا خیال یہ تھا کہ چاہے ایک کھجور بھی نہ بچے لیکن میرے باپ کا قرضہ ادا ہو جائے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ ”اس وقت مدینہ شریف میں تقریباً اسی قسم کی کھجوریں ہوتی تھیں“۔ (مرآة ج ۸، ص ۲۱۳)

كِتَابُ النَّحْلِ (عطیہ کے بیان میں)

اس باب میں زیادہ تر روایات حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جن میں ہے کہ ان کے والد گرامی نے انہیں ایک غلام کا عطیہ دیا اور حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: آپ اس پہ گواہ ہو جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تو نے سب بچوں کو اس طرح کا عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، تو

حضور علیہ السلام نے وہ عطیہ واپس لینے کا حکم دیا۔ (۳۷۰۲) ایک روایت میں ہے: فَكْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَشْهَدَ لَهُ حَضْرَةَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي اس پر گواہ بنا ناپسند فرمایا (۳۷۰۶) ایک روایت میں ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: فَلَا تُشْهَدُنِي إِذَا فَارْتَى لَأَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ. تب مجھے گواہ نہ بنا کیوں کہ میں ظلم پہ گواہ نہیں بنتا۔ (۳۷۱۱)

☆ حضرت سیدنا جابر بن مغفل رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں: میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِعْدِلُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ اِعْدِلُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ (۳۷۱۷)

اپنے بچوں کے درمیان عدل کرو اپنی اولاد میں مساوات رکھو۔

كِتَابُ الْهَبَةِ (ہبہ کا بیان)

☆ قبیلہ ہوازن کے لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اپنے اوپر نازل ہونے والی مصیبت کا اظہار کیا تو حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا:

اِخْتَارُوا مِنْ اَمْوَالِكُمْ اَوْ مِنْ نِسَائِكُمْ وَاَبْنَائِكُمْ

یا تو اپنا مال واپس لے جاؤ اور یا اپنی عورتیں اور بچے آزاد کروا لو چنانچہ

انہوں نے عورتوں اور بچوں کو آزاد کروا لیا۔ مفصل حدیث (۳۷۱۸)

☆ باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کر کے واپس لے سکتا۔ لَا يَرْجِعُ اَحَدٌ فِي هَبْتِهِ اِلَّا وَالِدًا مِنْ وَاٰلِدِهِ (۳۷۱۹) علاوہ ازیں ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینے والا ایسے ہے جیسے کتابتے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُوذُ فِي قَيْئِهِ۔ (۳۷۲۱) لہذا ایک مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ بری مخلوق سے مناسبت پیدا کرے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان اس قدر

شہرت پا گیا کہ حضرت طاؤس فرماتے ہیں۔

كُنْتُ أَسْمَعُ الصَّبِيَانَ يَقُولُونَ يَا عَائِدًا فِي قَبْنِهِ

میں بچوں کی زبان سے یہ بات سنتا تھا کہ وہ کہا کرتے تھے: اے قے کر کے چائے والے لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ حضور علیہ السلام نے یہ جملہ مثال کے طور پہ بیان فرمایا جو مجھے بعد میں معلوم ہو گیا کہ یہ حضور علیہ السلام نے بطور مثال بیان فرمایا ہے۔ (۳۷۳۲) مطلب یہ ہے کہ لالچ کتے کی مشہور صفت ہے کہ اس کو کوئی چیز ملے تب بھی وہ صبر نہیں کرتا اور نہ ملے تب بھی صبر نہیں کرتا۔ اسی طرح یہ بندہ خود ہی ایک چیز دوسرے کو دے کر پچھتا رہتا ہے اور جب تک واپس نہیں لے لیتا اس کو صبر نہیں آتا۔ ماہرین حیوانات نے جس طرح ہر جانور کی کوئی نہ کوئی خوبی بیان کی ہے اسی طرح بعض کتب کے اندر کتے کی بہت ساری اچھی صفات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ جن کا ذکر ہم نے اپنی ایک کتاب ”زبدۃ الحن مقالات و خطبات حسن“ المعروف اٹھارہ تقریریں میں کیا ہے۔

كِتَابُ الرَّقْبِيِّ وَالْعُمْرِيِّ (رقعی اور عمری کا بیان)

رقعی یہ ہے کہ کسی شخص کا دوسرے شخص کو اپنا مکان یا زمین دے دینا اس شرط پر کہ اگر میں پہلے فوت ہو گیا تو تم میرا مکان لے لینا اور اگر تو پہلے فوت ہو گیا تو پھر میں اپنا مکان واپس لے لوں گا جبکہ عمری میں وہ چیز واپس نہیں لی جاسکتی یعنی دینے والے کی موت کے بعد وہ چیز لینے والے کے ورثاء کی ہو جائے گی۔ بعض روایات میں رقی اور عمری دونوں کا یہی حکم بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ ہبہ ہے اور ہبہ میں رجوع کرنا منع ہے جیسا کہ کتاب الہبہ میں گزر چکا۔

☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام

نے فرمایا: الرَّقْبِيُّ جَائِزَةٌ. رقی جائز ہے (۳۷۳۶) آپ ہی سے ہے: أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الرَّقْبَى لِلَّذِي أُرْقِبَهَا - حضور علیہ السلام نے رقعی کا مالک اسی کو قرار دیا جس کو مالک نے وہ چیز دے دی تھی۔ (۳۷۳۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف یہ ہے رقعی نہیں کرنا چاہیے پھر جو کرے تو اس کا راستہ میراث کا ہے یعنی وہ رقعی لینے والے کے وارثوں کا ہوگا۔ (۳۷۳۸) اور اس بات کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام کی طرف سے بیان فرمایا:

لَا تَرُقِبُوا أَمْوَالَكُمْ فَمَنْ أَرَقَبَ شَيْئًا فَهُوَ لِمَنْ أَرَقَبَهُ (۳۷۳۹)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی فرماتے ہیں: الْعُمْرَى وَالرَّقْبَى سَوَاءٌ۔ رقعی اور عمری برابر ہیں (۳۷۴۱) جبکہ بعض کے نزدیک عمری میں ساری عمر کے لئے چیز کا مالک بنایا جاتا ہے اور بعد میں اس (لینے والے) کے ورثاء کو ملتی ہے اور رقعی ایسے ہے جیسے مانگی ہوئی چیز جس کو کام ہو جانے کے بعد واپس کرنا ہوتا ہے۔

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: الْعُمْرَى لِلْوَارِثِ (۳۷۴۶) عمری (کی ہوئی چیز) وارث کو مل جائے گی (یعنی جس کو دی گئی ہے اس کے وارث کو) اور فرمایا: الْعُمْرَى جَائِزَةٌ۔ عمری کے طور پر کوئی چیز دینا جائز ہے۔ (۳۷۴۷)

جن احادیث میں رقعی اور عمری سے منع کیا گیا ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو بعد میں واپسی کا مطالبہ کرے۔ رقعی اور عمری کے بارے میں جو کچھ ان احادیث کے تحت لکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ اس کے قبضے میں رہے گی جسے اس نے بخش دی تھی اور اس کے مرنے کے بعد اسے اس کے وارث لے لیں گچس کو دی گئی ہے دینے والا یعنی اس کا مالک زندگی میں اس کو نہیں لے سکتا

عمری کی اقسام

عمری کی تین اقسام ہیں: پہلی یہ کہ کہنے والا یہ کہے: میں نے یہ چیز تجھے دی اور یہ تمہارے پاس زندگی تک ہے اور تمہاری وفات کے بعد یہ تمہارے وارثوں کے سپرد ہے اس میں بالا جماع اس کے وارث مالک ہو جاتے ہیں اور اگر اس کا کوئی وارث

نہ ہوگا تو وہ مال بیت المال میں جمع ہوگا اور اگر دینے والے نے یہ کہہ دیا کہ یہ تمہیں تمہاری زندگی تک دیتا ہوں (مثلاً مکان) تو اس کا حکم بھی پہلے حکم کی طرح ہے، تاہم بعض علماء کے نزدیک یہ حکم پہلے حکم کی طرح نہیں ہے بلکہ دینے والا دوبارہ اس کو واپس لے سکتا ہے لیکن یہ قول زیادہ معتبر نہیں ہے اور تیسرا یہ کہ دینے والا جس کو دے رہا ہے یہ کہہ کر دے کہ میں نے یہ گھر تمہیں زندگی بھر کے لئے دیا اور تمہاری وفات کے بعد یہ گھر میرا ہو جائے گا اور اگر میں فوت ہو گیا تو میرے وارثوں کا ہو جائے گا۔ راجح اور درست قول یہ ہے کہ یہ بھی پہلے قول کی طرح ہے یعنی مال دینے والے شخص کی طرف نہیں لوٹایا جاسکتا بلکہ وہ لینے والے کا ہو گیا پھر اس کے وارثوں کا ہوگا اور یہ اس کے مرنے کے بعد اور عطا کرنے والے نے زندگی کی جو شرط لگائی ہے وہ فاسد ہے اور قابل اعتبار نہیں کیونکہ حدیث میں ہے: **لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ فَقَطَعَتِ الْمَوَارِيثُ شَرْطَهُ** (۳۷۷۸)

کیونکہ اس نے ایسی بخشش کی ہے کہ جس میں وراثت ثابت ہوگئی اور شرط ختم ہوگئی۔

كِتَابُ الْآيَاتِ وَالنُّذُورِ (قسموں اور نذروں کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام ان الفاظ سے زیادہ تر قسم اٹھاتے۔ **لَا وَمَقْلِبِ الْقُلُوبِ** (دلوں کو بدلنے والی ذات کی قسم) (۳۷۹۲) **لَا وَمُصْرِفِ الْقُلُوبِ** دلوں کو پھیرنے والے کی قسم (۳۷۹۳)

☆ جنت کو مکروہات سے اور دوزخ کو مرغوبات سے ڈھانپ دیا گیا ہے (۳۷۹۴) مکروہات سے مراد نیکیاں اور اعمال صالحہ ہیں جن کا کرنا نفس کو نہایت ناگوار اور مشکل ہوتا ہے جب تک عاجزی و انکساری محنت و ریاضت و عبادت نہ کی جائے جنت ملنا دشوار اور محال ہے۔ دنیا داروں اور لالچی لوگوں کو اہل جنت کے افعال

برے معلوم ہوتے ہیں اور یہ لوگ بہشتیوں کی وضع سے ڈرتے ہیں۔ خصوصاً اس دور میں جبکہ مسلمانوں پر فاسقوں اور کافروں کا غلبہ ہے اللہ رب العزت پناہ دے۔ ہزاروں اہل علم بھی کافروں کی چال پسند کرتے ہوئے علم کو رسوا کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی لپیٹ میں لیے جاتے ہیں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی: دوزخ کا ایک حصہ دوسرے پر لپٹا اور چڑھا جاتا ہے یعنی اس میں انتہائی شدت حدت اور گرمی ہے۔ حدیث پاک کے آخر میں ہے دوزخ کے متعلق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! مجھے تیری جلالت و عظمت کی قسم! اس میں سب لوگ جائیں گے کیونکہ دوزخ میں جانے کا کام نفس کو نہایت بھلا اور لذیذ معلوم ہوتا ہے اور پھر ہر شخص ان کاموں میں پھنس جاتا ہے۔ ہاں وہ شخص جسے اللہ رب العزت بچائے۔ حدیث ہذا کے یہاں لانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی جلالت کی قسم کھائی جس سے معلوم ہوا اس طرح کی قسم کھانا درست اور جائز ہے۔

☆ جو شخص کسی کام کی قسم اٹھائے پھر اس کے غیر میں بھلائی دیکھے تو وہ کام (بھلائی والا) کرے اور بعد میں قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (۱۷-۳۸۱۶)

☆ جس چیز کا بندہ مالک ہی نہیں اس کی نذر و قسم نہیں ہو سکتی (مثلاً بیمار شخص کہے کہ اگر میں بیماری سے صحت یاب ہو گیا تو فلاں شخص کے غلام کو آزاد کر دوں گا اسی طرح) قطع رحمی کی قسم بھی نہیں ہو سکتی (مثلاً یوں کہے کہ میں اپنے فلاں رشتہ دار سے نہیں بولوں گا۔ ایسی قسموں کو توڑنا لازم ہے اور ان کا کفارہ ادا کیا جائے گا) (۳۸۲۳)

☆ قسم کھانے کے بعد (متصلاً) انشاء اللہ کہہ دیا تو قسم توڑنے پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (۳۸۲۳)

☆ نذر اور منت ماننے سے پرہیز کیا جائے اور اگر مان لی ہے تو اس کو پورا کیا جائے۔ اس سے بخیل کا مال خرچ کرایا جاتا ہے۔ (۳۸۲۲ تا ۳۸۲۷-۴۰) یعنی ہوگا

وہی جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔

☆ دوسری ملت کی قسم اٹھانا (مثلاً اگر میں فلاں کام کروں تو یہودی، عیسائی ہو جاؤں) ایسا شخص اس ملت کے ساتھ مل جائے گا۔ (۳۸۲۳)

☆ نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے (یعنی جب پوری نہ کر سکے یا گناہ کے کام کی نذر مان لی) (۶۶-۳۸۶۳)

كِتَابُ الْمَزَارَعَةِ (زمین کو بٹائی پر دینے کا بیان)

☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لائے اور ہمیں ایسے کام سے منع فرمایا: جس میں بظاہر ہمارے لیے نفع تھا۔ آپ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَلْيُزْرَعْهَا أَوْ لِيَذْرَهَا أَوْ لِيَمْنَحَهَا

جس کے پاس زمین ہو وہ یا تو اس میں خود کاشتکاری کرے یا پھر چھوڑ دے یا کسی کو عطیہ دے دے۔ (۳۹۰۳)

☆ حضرت حنظلہ بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج سے سونے یا چاندی کے بدلے زمین کو کرائے پر دینے کا مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۳۹۳۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں لوگ کھیتوں کو کرائے پہ دیا کرتے تھے مگر اس شرط پہ کہ کھیت والے شخص کا حصہ اس زراعت میں ہوگا جو نہروں کے کنارے پر ہے اور اس نہر سے اس زمین کو پانی پہنچتا ہے اور تھوڑی سی گھاس کے بدلے کرائے پہ دیتے تھے۔ تاہم اس گھاس کی مقدار نہیں معلوم کہ وہ کتنی گھاس لیا کرتے تھے۔ (۳۹۳۹)

☆ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زید بن ثابت

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو بخشے میں ان سے زیادہ اس حدیث کو جانتا ہوں (جس میں حضور علیہ السلام نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے) اصل واقعہ یہ ہے کہ دو شخصوں کی آپس میں لڑائی ہوئی جس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

إِنْ كَانَ هَذَا شَأْنَكُمْ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ - اگر تمہاری یہی حالت ہے تو اپنے کھیتوں کو کرائے پر نہ دیا کرو۔ فَسَمِعَ قَوْلَهُ "لَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ"۔ پس حضرت رافع نے حضور علیہ السلام کا یہی فرمان سن لیا کہ کھیتوں کو کرائے پر نہ دو (اور یہ خیال نہ کیا کہ ممانعت کا سبب کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ زمین کو بٹائی پہ دینا درست سمجھتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا: صرف حدیث کے الفاظ ہی یاد کر لینا کافی نہیں بلکہ اسباب کا جاننا بھی ضروری ہے) (۳۹۵۹)

زمین کو کرائے پر لین دین کرنے میں تحریر لکھنے کا طریقہ

حضرت سعید بن مسیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: خالی زمین کو سونے یا چاندی کے بدلے کرائے پر دینا برا نہیں اور جو شخص کسی کو کوئی مال مضاربت کے طور پر دے تو پھر اسے چاہیے کہ وہ اور اس پر نوشتہ کرائے اور اس طرح لکھے "یہ وہ کتاب ہے جس کو فلاں ابن فلاں نے اپنی خوشی سے صحت میں لکھا ہے اور جواز امر (جبکہ اس کا کاروبار چلنے کے قابل ہے) کی حالت میں فلاں ابن فلاں کے بیٹے کو تونے دیئے جبکہ فلاں مہینہ اور فلاں سنہ شروع ہوا تھا۔ ایسے دس ہزار درہم دیئے جو کہ کھرے اور عمدہ تھے اور ہر دس درہم سات مثقال کے وزن کے برابر ہیں اس شرط پر کہ میں ظاہراً اور باطناً اللہ سے ڈرتا رہوں گا اور امانت ادا کروں گا اور اس شرط پر کہ ان درہموں سے جو چاہوں گا خریدوں گا اور جہاں چاہوں گا صرف کروں گا اور جہاں مناسب سمجھوں گا یعنی بطور نقد یا ادھار فروخت کروں گا اور اپنی رائے کے مطابق اس کے عوض میں نقدی یا دیگر سامان لوں گا اور جسے چاہوں گا وکیل بناؤں گا اور پھر اس مال

پر جو تو نے مجھے دیا ہے اور کتاب میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ جتنا نفع دے گا وہ ہم دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگا۔ تیرے مال کے بدلے میں اور مجھے میری محنت کے بدلے میں نصف ملے گا اور اگر تجارت میں مجھے کچھ نقصان ہوا وہ تیرے مال میں سے ہوگا شرط ہذا پر یہ دس ہزار درہم کھرے میں نے اپنے قبضے میں کیے اور فلاں سن میں فلاں مہینے کے شروع سے یہ مال بطور قرض (مضاربت) میرے قبضے میں آیا ہے اور فلاں فلاں نے اس بات کا اقرار کیا۔ اگر صاحب مال کا یہ ارادہ ہو کہ مضارب ادھار کا سودا نہ کرے تو کتاب میں یوں لکھے ”تو نے مجھ کو ادھار خرید و فروخت سے منع کیا“۔ (۳۹۶۸)

تاجر کے آداب

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب آداب دین میں لکھتے ہیں۔

(تجارت کرنے والے کو چاہیے کہ) مسلمانوں کے راستے میں نہ بیٹھے کہ اس سے انہیں چلنے میں دشواری ہوگی، ایسے سمجھدار و ذہین غلام (نوکر) کو کام کے لئے رکھے کہ جو نہ تو ناپ تول میں اور نہ ہی وزن میں کمی کرے، اسے برابری کا حکم دے، سامان وغیرہ تولنے میں جلدی نہ کرے، اس کا ترازو درستی میں سنار کے ترازو اور اعتدال میں، عیاری ترازو کی طرح ہو، اس کی ڈوریاں لمبی اور اوپری کنارے باریک ہوں، اس کے چھوٹے بڑے تمام باٹ وزن میں پورے ہوں، روزانہ سب سے پہلے ترازو صاف کرے، رطل اور سنگ ترازو (بٹ یعنی تول وغیرہ کے پتھر) کے عیبوں کا خاص خیال رکھے۔ غلام (نوکر) کو حکم دے کہ تیل اور روغنیاں وغیرہ تولتے وقت احتیاط سے کام لے۔ جب کوئی مہذب شخص کچھ لینے آئے تو اس کی عزت و تکریم کرنے پڑوسی آئے تو اس پر احسان کرے، کوئی ضعیف و ناتواں آئے تو اس کے ساتھ شفقت و مہربانی سے پیش آئے یا ان کے علاوہ کوئی بھی آئے تو اس کے ساتھ انصاف سے پیش آئے۔ چیزوں کو ان کی قیمت و بھاؤ کی مقدار کے اعتبار سے بیچنے

اگر کسی چیز کی قیمت کم ہو تو (بیچنے والا) خریدار کو زیادہ قیمت میں دے سکتا ہے جیسا کہ بعض اوقات اگر چیز کی قیمت زیادہ ہو تو وہ خریدار کو کم قیمت میں دے دیتا ہے اس کی تمام تر توجہ درس قرآن (اور علم دین) کی محفل میں حاضری کی طرف رہے غیر محرموں اور مردوں کو دیکھنے سے نگاہوں کو بچائے رکھے واقف کار بے وقوف سے اپنی عزت بچائے سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹائے خوشی ملنے پر عطیہ و بخشش کو نہ روکے۔

تاجر نے جو کام ملازم پر لازم کیا ہے اگر خود اس کا ذمہ دار ہے تو بہتر یہ ہے کہ خود کرے ناپ تول اور وزن کرنے کا پیمانہ اور ترازو کا پتھر معتبر و قابل اعتماد لوگوں سے خریدنے بیچنے وقت مال کی جھوٹی تعریف اور خریدتے وقت بے جا مذمت نہ کرے لوگوں کو کوئی خبر وغیرہ دیتے یا سنا تے وقت سچائی سے کام لے نیلای کے وقت فحش گوئی اور گفتگو کرتے وقت جھوٹ بولنے سے بچے دکان داروں سے ساتھ بے ہودہ و لغو باتوں میں نہ پڑے اور نئے لوگوں کے ساتھ ہنسی مذاق نہ کرے اور لڑائی جھگڑا نہ کرے۔

کِتَابُ الْمَحَارَبَةِ (لڑائی کا بیان)

- ☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا ہے جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی گواہی نہ دیں۔ (۳۹۷۲)
- ☆ مسلمان کا ناحق قتل کرنا اللہ کے ہاں ساری دنیا کے تباہ ہو جانے سے بڑا گناہ ہے۔ (۳۹۹۱)
- ☆ قیامت کے دن سب سے پہلے (حقوق العباد میں سے) خون کا حساب ہوگا اور (حقوق اللہ میں سے) نماز کا حساب ہوگا۔ (۳۹۹۶)
- ☆ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ..... الْفِرْقَانِ اور یعبادی

الذین اسرفوا..... الزمر کا شان نزول (۴۰۰۸)

☆ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ (مسلمانوں کی) جماعت پر ہے۔

فَإِنَّ يَدَ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ (۴۰۲۵)

☆ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ۔ جو مرتد ہو جائے اسے قتل کر دو۔ (۴۰۶۶)

☆ عکرمہ بن ابی جھل کے اسلام لانے کا سبب (۴۰۷۲)

ناہینا صحابی کی غیرت ایمانی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے دور میں ایک ناہینا شخص تھا جس کی ایک لونڈی تھی اور اس لونڈی کے بطن سے اس کے دو بچے بھی تھے۔ وہ لونڈی اکثر حضور علیہ السلام کا ذکر غلط الفاظ کے ساتھ کرتی، یہ اس کو ڈانٹتے، منع کرتے مگر وہ باز نہ آتی تھی، ایک رات جب اس لونڈی نے یہ حرکت کی تو ان سے ضبط نہ ہو سکا۔ تکلہ اٹھایا اور اس کے پیٹ پہ رکھ کر دبا دیا جس سے وہ مر گئی۔ دن کے وقت خبر پھیل گئی کہ فلاں کی لونڈی مر گئی ہے، حضور علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا:

أَنْشُدُ اللَّهَ رَجُلًا لِي عَلَيْهِ حَقٌّ فَعَلَ مَا فَعَلَ إِلَّا قَامَ

میں اس شخص کو خدا کی قسم دیتا ہوں جس پر میرا حق ہے جس نے اس لونڈی کو قتل کیا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ یہ سن کر وہ ناہینا صحابی کھڑے ہوئے اور ڈر کے مارے گرتے اٹھتے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: حضور! اس کو میں نے قتل کیا ہے۔ یا رسول اللہ! یہ میری لونڈی مجھ پر انتہائی مہربان تھی اور اس کے بطن سے موتیوں کی طرح میرے دو بچے بھی ہیں لیکن یہ اکثر آپ کو برا بھلا کہتی تھی اور میں اس کو منع کرتا مگر یہ باز نہ آتی، آخر گزشتہ رات میں نے اس کی آپ کے بارے میں بدکلامی پر اس کا کام تمام کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَذَرٌ۔ لوگو! گواہ ہو جاؤ، اس لونڈی کا خون بیکار گیا

(کیونکہ اس نے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جس کی یہی سزا تھی) (۴۰۷۵)
 تخلیق کائنات کا منشا تمہی تو ہو ہر ایک دل کی پہلی تمنا تمہی تو ہو
 تم کائناتِ حُسن ہو تم حُسن کائنات جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمہی تو ہو
 قائم تمہارے دم سے ہوئی ”بزم کائنات“ صبح ازل کا چہرہ زیبا تمہی تو ہو
 کرتے رہے تمہاری تمنا کلیم بھی روشن ہے جس سے وادی سینا تمہی تو ہو

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا

سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تمہی تو ہو

☆ حضور علیہ السلام کے بعد یہ درجہ کسی کا نہیں کہ اس کو برا کہنے والے کو قتل

کر دیا جائے۔ (قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) (۴۰۷۷ تا ۴۰۸۲)

یہودیوں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور پاؤں چومے

سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے اپنے
 ساتھی سے کہا: چلو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں چلتے ہیں دوسرے یہودی
 نے کہا: تم انہیں نبی نہ کہو۔ اگر وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسے سن لیں گے تو وہ (صلی
 اللہ علیہ وسلم) خوشی کے مارے جاے (لباس) میں پھولے نہ سائیں گے (کہ
 یہودیوں نے آپ کو نبی کہہ دیا ہے) بہر حال وہ دونوں حضور سرور کائنات صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ وہ نو آیات کون سی ہیں (جو اللہ رب
 العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی تھیں؟ جیسے کہ ارشاد فرمایا: ولقد آتینا
 موسیٰ تسع آیات بینات) تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ
 کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو اور جس جان کو اللہ جل جلالہ نے حرام
 فرمایا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو اور ناحق سزا دلوانے کے لئے کسی شخص کو حاکم کے پاس
 نہ لے جاؤ، جادو نہ کرو، سود مت کھاؤ، پاک دامن عورتوں پر تہمت زنا نہ لگاؤ، جہاد کے
 دن پیٹھ نہ پھیرو۔ یہ نو احکام ہیں اور اے یہود! ایک حکم تو فقط تمہارے ساتھ مخصوص

ہے اور وہ یہ کہ تم ہفتے کے دن کی حرمت قائم رکھو اور اس دن مچھلیوں کا شکار نہ کرو کہ اس میں زیادتی ہو یہ سن کر ان دونوں یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا: بلاشبہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تو پھر تم میری تابعداری کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا: حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی کہ آپ کی اولاد سے ہمیشہ ایک پیغمبر ہوا کرے (یعنی آپ ان کی اولاد میں سے نہیں ہیں۔ یہ فقط ایک بہانہ تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے خود جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی ہے دیکھئے زبور ہیکل سوم) اور ہمیں اس بات کا کھٹکا ہے کہ اگر ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی تو دوسرے یہودی ہمیں جان سے مار ڈالیں گے (بس اصل بات یہ تھی کہ انہیں ذات اور برادری کا ڈر تھا اور معاشرے میں ان کی ناک کٹتی تھی) (۴۰۸۳)

پھر یاد نی آئی بھر انجمن آرائی
اشکوں سے جھلکتی ہے انوار کی رعنائی
دنیا کو تو تکتے ہو دنیا کسے راس آئی
کس کس کی نہیں ہوتی اس در پہ پذیرائی
بھولا ہوں نہ بھولوں گا اعجازِ مسیحائی
جو روح میں بس جائے خوشبو وہ صالائی
مغموم نہیں ہوتا سرکار کا شیدائی
کیا کیا نہ ہمیں عظمت سرکار نے دلوائی
مسرور عجب میں نے توفیقِ ثنا پائی

حضور کی آنکھیں اور کانِ لعلِ کرامت

حدیث ہذا میں ہے کہ **أَذْبَعَةَ أَعْيُنٍ** یعنی آپ کی آنکھیں چار ہیں۔ اس سے دو معنی مراد لیے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو ترجمے میں گزرا اور دوسرا معنی یہ کہ اس سے مراد طاہر کی دو آنکھیں اور دل کی دو آنکھیں یعنی ظاہر اور باطن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش سوں گے۔ فتح الباری میں ہے کہ جب معراج کی رات حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک چاک کیا گیا تو فیہ عینان تبصران و اذنان تسمعان۔ قلب اطہر میں

دو آنکھیں تھیں جو دیکھ رہی تھیں اور دو کان تھے جو سن رہے تھے۔

(۲) آیات سے مراد یا تو (۹) نو معجزے ہیں اور وہ یہ تھے۔ ید بیضاء عصا،

طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈکیں، خون، قحط اور پھلوں کا کم ہونا یا وہ احکام مراد ہیں جو تمام شریعتوں میں عام تھے اور انہی کا ذکر حدیث ہذا میں بھی ہے۔

☆ خوارج کی علامات (۸-۷-۶-۲۱۰۶)

ایک حدیث کے سات مطالب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے

ارشاد فرمایا:

لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ (۲۱۳۰)

تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

اس حدیث کے سات معانی بیان کیے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) وہ لوگ مراد ہوں جو ناحق خون کو حلال سمجھ کر کسی کو قتل کر دیں۔

(۲) اسلام سے مراد حق ہو اور کفر سے مراد ناشکری ہو۔

(۳) ایسا شخص جو کسی کو ناحق قتل کرتا ہے وہ کفر کے قریب ہو جاتا ہے۔

(۴) ناحق قتل کرنا کفار کا سا فعل ہے۔

(۵) واقعاً کفر ہی مراد ہے یعنی میرے بعد مسلمان ہی رہنا، کافر نہ ہو جانا۔

(۶) کفر سے مراد (ایک دوسرے مسلمان کی خلاف) ہتھیار اٹھانا ہے۔

(۷) ایک دوسرے کو کافر نہ گردانا اور پھر ان کی گردنیں نہ کاٹنا شروع کر دینا۔

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے چوتھے قول کو راجح قرار دیا ہے کہ یہ فعل کافروں کا سا

ہے۔ (امام نووی)

صرف سرکار کی غلامی سے ہم غلاموں کا کام بنتا ہے

داد و تحسین سے ستائش سے کچھ کسی کا بنا نہ بنتا ہے

کیسے مسرور میں بتاؤں تجھے کس کے قدموں پہ دل یہ بتتا ہے
(بمعرف)

کِتَابُ قِسْمِ الْفَيْءِ (مالِ فِئِی کی تقسیم کا بیان)

اللہ تعالیٰ نے مالِ فِئِی کے پانچ حصے فرمائے ہیں:

(۱) اللہ اور اس کے رسول کا خاص حصہ۔ (۲) حضور علیہ السلام کے رشتہ داروں کا حصہ۔ (۳) یتیموں کا حصہ۔ (۴) مساکین کا حصہ۔ (۵) مسافروں کا حصہ۔ چنانچہ فرمایا:

فَمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِلَّذِي

الْقَرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ (الحشر)

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گاؤں والوں (بنو نضیر کے یہود) سے دیا، وہ اللہ کا، اس کے رسول کا، قریبیوں کا، یتیموں کا، مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ رہا مالِ غنیمت تو اس کے لئے ارشاد فرمایا:

وَاعْلَمُوا أَنبَا غَنِيمَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِلَّذِي

الْقَرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ (الأنفال)

یعنی تم جو مالِ غنیمت حاصل کرو، اس کا پانچواں حصہ اللہ ورسول کا ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ رہے باقی چار حصے تو وہ لڑنے والوں کے لئے ہیں اور اس میں بھی خمس کا خمس (پانچواں حصہ) ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ مالِ غنیمت وہ مال ہے جو مسلمانوں کو کفار سے جنگ میں، لمریقِ قبر و غلبہ حاصل ہو۔ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ پھر پانچ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ان میں سے ایک حصہ جو کہ کل مال کا پچیسواں حصہ ہو، وہ حضور علیہ السلام کے لئے ہے اور ایک حصہ آپ کے اہل قرابت کے لئے اور تین حصے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل قرابت کے حصے بھی یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کو ملیں گے اور یہ پانچواں حصہ انہی تین پر تقسیم ہو جائے گا۔ یہی امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔ (حاشیہ کنز الایمان)

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے

☆ حضرت عباد بن سمامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوہ حنین کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کا ایک بال لیا اور فرمایا: اے لوگو! مجھے اس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے، اس ایک بال برابر بھی لینا جائز نہیں۔ ہاں مگر پانچواں حصہ اور وہ بھی تمہاری ہی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ (یعنی یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے۔) (۴۱۴۴)

سبحان اللہ! ہمارے آقا علیہ السلام کا سب کچھ اپنی امت ہی کے لیے ہے
حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔ پھر امتی کیوں نہ اپنے نبی علیہ السلام
کے گس گائے اور کہے:

دل کی مرادیں پاؤں میں	پھر شہر مدینے جاؤں میں
پیار کی جوت جگاؤں میں	دل میں پھول کھلاؤں میں
ان کی عطا پہ سو سو بار	ناز کروں اتراؤں میں
خاکِ پا میں وصف ہے کیا	آءِ تو بتلاؤں میں
پیارے نبی کے قدموں پر	واری واری جاؤں میں
لطف کی بارش برسے تو	اپنا رنگ دکھلاؤں میں
شہر نبی کے کنکر کو	سر کا تاج بناؤں میں
اتنا کیف ملے مجھ کو	جتنے اشک بہاؤں میں
کام ہے یہ مسرور مرا	ان کے گیت سناؤں میں

کِتَابُ الْبَيْعَةِ (بیعت کا بیان)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان جہاد کے علاوہ بھی حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ بیعت کرتے۔ مثلاً سننے، ماننے یعنی جو کچھ آپ فرمائیں گے، ہم اسے سنیں گے اور اس کے مطابق عمل کریں گے۔ آسانی اور مشکل، خوشی و رنج ہر حالت میں آپ کی اطاعت کریں گے۔ حاکم اسلام کے ساتھ جھگڑا نہ کریں گے۔ ہم جہاں بھی ہوں گے حق کے تابع رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔

(۱۵۳)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے حضور علیہ السلام کی ”اثرہ“ پر بیعت کی یعنی یہ کہ آپ اگر کسی کو مال میں ہم پہ ترجیح دیں گے تو ہم جھگڑا نہیں کریں گے اور اس بات پر کہ ہم جہاں بھی ہوں گے، سچ بولیں گے۔ (۴۱۵۷)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کی اس بات پہ بیعت کی کہ میں ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آؤں گا۔ (۴۱۶۱)

حضرت جابر فرماتے ہیں: ہم نے موت پر نہیں بلکہ اس بات پہ حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ اس بات کی بیعت کی کہ ہم (موت یا جنگ سے) بھاگیں گے نہیں۔

(۴۱۶۳)

بعض صحابہ کرام نے موت پہ حضور علیہ السلام کی بیعت کی (۴۱۶۳) یہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پہ حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ بیعت کی کہ جہاد کریں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں یا فتح پائیں۔

انسانیت کو درس ملا تیری دات سے

وے نور ہی تھا سارا زمانہ تیرے بغیر

☆ والدین کی مرضی کیخلاف اور ان کو روتا ہوا چھوڑ کر ہجرت پہ بیعت کرنے

کے لئے آنے والے کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِرْجِعْ اِلَيْهَا فَاَضِحْهُمَا كَمَا
اَبْكَيتَهُمَا۔ واپس چلا جا اور انہیں اسی طرح ہنسا جس طرح تو نے ان کو رلایا ہے۔

(۴۱۶۸)

مشکل کام کے لئے آنے والے کو آسان کام بتا دیا

یاد جس وقت بھی آتے ہیں مدینے والے

پھول ہی پھول کھلاتے ہیں مدینے والے

دل کے ویرانے سجاتے ہیں مدینے والے

اپنا جلوہ جو دکھاتے ہیں مدینے والے

جس کی تقدیر بناتے ہیں مدینے والے

اس کو در پر بھی بلاتے ہی مدینے والے

اس بُرے سے بھی بُرے کا تو مقدر دیکھو

جس کو سینے سے لگاتے ہیں مدینے والے

تم کو معلوم نہیں دشمن جاں کو اپنے

کس طرح اپنا بناتے ہیں مدینے والے

اپنے ماں باپ بھی کیا ناز اٹھاتے ہوں گے

جس طرح ناز اٹھاتے ہیں مدینے والے

سیدنا حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ۔ اوی ہیں کہ ایک اعرابی نے حضور سرور کونین

صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: تیری خرابی ہو، ہجرت بہت مشکل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا

تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

پوچھا: کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتے ہو۔ اس نے عرض کیا: جی: جی ہوتا ہوں۔ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور بستیوں کے اس پار محنت اور نمر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ

تمہارے کسی عمل کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ (۴۱۶۹)

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم دور میں ملاحظہ فرما رہی تھیں کہ اس گنوار کا ہجرت پر ثابت قدم رہنا مشکل ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث پاک بیان فرمائی۔ ہجرت بہت مشکل ہے یعنی اپنا گھر بار، اعزہ و اقرباء، دوست و آشنا سب کچھ خدا کے لئے چھوڑ دینا اور پھر اسی پر جمے رہنا یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

☆ عورتوں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ نوحہ نہ کرنے کی بیعت کی۔

(۴۱۸۵)

☆ حضور علیہ السلام نے نابالغ لڑکے سے ہاتھ نہ ملایا نہ اسے بیعت فرمایا۔

(۴۱۸۸)

☆ افضل جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا ہے۔ (۴۲۱۴)

کِتَابُ الْعَقِيقَةِ (عقیقہ کا بیان)

عقیقہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو پیدائش کے وقت بچے پچی کے سر پر ہوتے ہیں۔ پھر اس جانور کو عقیقہ کہا جانے لگا جو پیدائش کے ساتویں دن بعد ذبح کیا جاتا ہے کیونکہ وہ جانور ان بالوں کو مونڈنے کے دن ذبح کیا جاتا ہے۔

☆ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کو بطور عقیقہ ذبح

کرنا۔ (۴۲۱۷)

☆ لڑکے کی طرف سے ایک جانور بھی بطور عقیقہ ذبح کیا جاسکتا ہے۔

فی الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا (۴۲۱۹) یعنی دو بہتر ہیں اور ایک

جائز ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے

حضرات حسنین کریمین میں سے ہر ایک کی طرف سے دو دو ذبوں کا عقیقہ کیا۔ (۴۲۲۳)

☆ ساتویں روز عقیقہ کیا جائے، سر منڈایا جائے اور نام رکھا جائے۔ (۲۲۲۵)

اسی حدیث میں ہے: **كُلُّ غُلَامٍ رَّهِيْنٌ بِعَقِيْقَتِهِ**۔ ہر بچہ اپنے عقیقے میں گروی ہوتا ہے۔ خطاب فرماتے ہیں اس جملہ میں لوگوں نے بہت گفتگو کی ہے اور سب سے بہتر قول امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ شفاعت کے متعلق ہے کہ اگر کوئی شخص بچے بچی کا عقیقہ نہ کرے اور وہ بچپن میں ہی فوت ہو جائے تو قیامت کے دن اپنے والدین کی شفاعت نہ کر سکے گا۔

کیونکہ باقی سب کی شفاعتیں محدود ہیں اور ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بھی شفاعت فرمائیں گے جن کی شفاعت کرنے کی کسی میں بھی ہمت نہ ہوگی۔

جس کو ٹھوکر میں نہ رکھتا ہو زمانہ اس کو
اپنی کملی میں چھپاتے ہیں مدینے والے
مہکے مہکے ہوئے رہتے ہیں در و بام مرے
میرے گھر میں بھی تو آتے ہیں مدینے والے
مجھ میں جرأت یہ کہاں کہ مدینے جاتا
مجھ کو در پر تو بلاتے ہیں مدینے والے
میرا دل اور میری جان مدینے والے
تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے

کِتَابُ الْفَرْعِ وَالْعَتِيْرَةِ (فرع اور عتیرہ کا بیان)

فرع اس بچے کو کہتے ہیں جو اونٹنی پہلے پہل جنے۔ دور جاہلیت میں اسے بتوں کے لئے ذبح کیا جاتا تھا۔ بعض علماء کے نزدیک فرع اس اونٹ کو کہتے ہیں جو بتوں کے نام پر اس وقت قربان کیا جاتا، جب کسی شخص کے سوا اونٹ پورے ہو جاتے اور عتیرہ اس بکری کو کہتے ہیں جو رجب کے مہینے میں بتوں کے لئے ذبح کی جاتی۔

اسلام کی ابتدا میں مسلمان بھی فقط خدا کے لئے فرع اور عتیرہ کرتے لیکن بعد ازاں اس سے منع کر دیا گیا تاکہ جاہلیت کی مشابہت نہ ہو چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لَا فَرْعَ وَلَا عَتِيرَةَ. اب نہ فرع ہے نہ عتیرہ ہے۔ (۴۲۲۷) ایسے جانوروں کو بھی خدا کے نام پہ ذبح کیا جائے گا تو ان کا کھانا حلال ہے جیسا کہ حضرت معاذ نے بتایا کہ ابن عون کو رجب میں عتیرہ کرتے ہوئے میں نے خود دیکھا۔ (۴۲۲۹) اور حضور علیہ السلام کا فرمان اسی صورت میں ہے: الْعَتِيرَةُ حَقٌّ. عتیرہ حق ہے۔ (۴۲۳۰) نیز فرمایا: مَنْ شَاءَ عَتَرَ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَعْتِرْ وَمَنْ شَاءَ فَرَعَ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يُفَرِّعْ فِي الْغَنَمِ أَصْحَابِهَا. عتیرہ اور فرع جس کا دل چاہے کر لے جس کا نہ چاہے نہ کرے۔ تاہم بکریوں میں قربانی لازم ہے۔ (۴۲۳۱) یعنی قربانی کے لازم ہونے کے بعد ان کا جواز باقی رہ گیا۔

علم نبوت کی تو حد ہی نہیں

☆ برتن میں (کھانے پینے والی شئی کے اندر) مکھی گر جائے تو اس کو اچھی طرح ڈبونے کا حکم دیا۔ (۴۲۶۷) پھر اگر چاہے تو وہ چیز استعمال کر لے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے جو وہ خود ڈبوتی ہے اور دوسرے میں شفا۔ جس کو نہیں ڈبوتی جیسا کہ آج کل سائنس نے بھی تحقیق کر کے بتا دیا ہے کہ ایک پر میں بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں جو پانی میں اور دوسرے میں شفا کے جراثیم ہوتے ہیں جب دوسرا پر ڈبویا جاتا ہے تو شفا کے جراثیم پھیل کر بیماری کے جراثیموں کو مار دیتے ہیں اور یہ بات ہمارے آقا علیہ السلام نے آج سے صدیاں پہلے بیان کر دی جب نہ سائنس کا نام و نشان تھا اور نہ جراثیم کا کسی کو علم تھا۔ پھر اہل محبت حضور کے قدموں پہ قربان ہو کر کیوں نہ عرض کریں:

اپنی آنکھوں میں چھپا لاتا حضور نقش پا جو مجھ کو مل جاتا حضور
اپنی پتا کیا کہوں کیسے کہوں مجھ کو تو سمجھ بھی نہیں آتا حضور

بخت میرا ساتھ جو دیتا پھر میں مدینے سے کہاں جاتا حضور
 آپ نے بلوایا تو آ گیا بے خودی میں جھومتا گاتا حضور
 دولت اشک رواں کو چھوڑ کر اور اپنے ساتھ کیا لاتا حضور
 جھوم کر کوئی پکارے آپ کو نام نامی نور برساتا حضور
 جس کو بن مانگے ملی ہوں نعمتیں وہ کہیں کیوں ہاتھ پھیلاتا حضور
 گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں میں اور کس کے گیت میں گاتا حضور
 آپ کا دامن نہ ہوتا ہاتھ میں میں تو کب کا ہی مر جاتا حضور

کِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ (شکار اور ذبیحوں کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کھیت کی زکھوانی حفاظت اور پہرے کے لئے رکھے ہوئے کتوں کے علاوہ باقیوں کو مار دینے کا حکم دیا بالخصوص کالے کتے کو؛ کیونکہ وہ دوسروں کی نسبت زیادہ موذی اور شریر ہوتا ہے اور فرمایا (مذکورہ مقاصد کے علاوہ جو کتا پالے) اس کے نیک اعمال کے ثواب میں ایک قیراط کی روزانہ (دوسری روایت میں دو قیراط) کی کمی ہوگی۔

(۹۱-۲۲۸۵)

☆ جو شخص جنگل میں سکونت اختیار کرے وہ سخت (مزاج) ہو جائے گا اور جو شکار کے پیچھے ہی پڑا رہے (یعنی بلا ضرورت شکار کی دھن میں رہے) وہ (دین و دنیا کے دیگر کاموں سے) غافل ہو جائے گا اور بادشاہ کے ساتھ رہنے والا (اپنے دین پہ) آفت میں مبتلا ہو جائے گا۔ مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنِ اتَّبَعَ السُّلْطَانَ افْتِنَ (۲۳۱۳)

☆ ایک امت کو گوہ کی شکل میں مسخ کر دیا گیا۔ (اسی لیے حضور علیہ السلام نے گوہ کے گوشت سے کراہت فرمائی) (۲۳۲۶)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کا گوشت تناول فرمایا۔ (۲۳۵۱)

☆ مچھلی کی آنکھ کے حلقے میں چار آدمی اتر گئے اور پندرہ دن تک تین سو

افراد اس کا گوشت کھاتے رہے حالانکہ اس سے پہلے روزانہ تین اونٹ ذبح کرنے پڑتے تھے۔ (۲۳۵۷-۵۸)

☆ ایک طبیب نے مینڈک کو دوائی میں استعمال کرنے کے متعلق سوال کیا تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ (۲۳۶۰)

☆ چیونٹیاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں۔ فَإِنَّهِنَّ يُسَبِّحْنَ (۲۳۶۲)

کِتَابُ الضَّحَايَا (قربانیوں کا بیان)

☆ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں: قربانی کرنے والا عورتوں سے بھی الگ رہے

اور خوشبو بھی نہ لگائے۔ (۲۳۶۸)

☆ جس کے پاس قربانی کی وسعت نہیں ہے وہ بال کٹوائے ناخن اتروائے

مونچھیں کٹوائے زیر ناف بال اتارے یہی اس کی قربانی کی تکمیل ہے۔ (۲۳۷۰)

میرا ہاتھ اور انگلیاں حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور انگلیوں کی طرح نہیں

رنگ نکبت کے نور کے جلوے	اللہ اللہ سارے عالم کو
میرے پیارے حضور کے جلوے	میری آنکھوں میں نقش رہتے ہیں
جگمگاتے ہیں نور کے جلوے	تاب جلوہ نہیں نگاہوں میں
نقش پائے حضور کے جلوے	ان کے جلوؤں کو دیکھنے کے بعد
دیکھتے کیا حضور کے جلوے	میں نے دیکھے ہیں اپنی آنکھوں سے
کون دیکھے گا ”طور“ کے جلوے	بند کرتا ہوں جس گھڑی آنکھیں
ہر قدم پر حضور کے جلوے	میری مسرور خشک آنکھوں میں
دیکھ لیتا ہوں دور کے جلوے	
رنگ بھرتے ہیں نور کے جلوے	

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا ایک فرمان ہاتھ کے اشارے سے سمجھانا تھا تو فوراً فرمایا: **وَيَدِيْ اَقْصَرُ مِنْ يَدِيْهِ**۔ اور میرا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے چھوٹا ہے۔ (۲۳۷۴) یعنی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے ہاتھ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ جیسا قرار نہیں دے رہے بلکہ احتیاطاً کسی کے ذہن میں پیدا ہونے والے خیال کی بھی نفی کر رہے ہیں کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ میں حضور علیہ السلام کی طرح ہاتھ سے اشارہ کر رہا ہوں تو میرا ہاتھ حضور علیہ السلام کے ہاتھ جیسا ہو گیا ہوگا۔ وہ کیسے کلمہ گو ہیں جو اپنے آپ کو مکمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل قرار دیتے ہیں۔ ایک حدیث میں یہی صحابی انگلیوں سے اشارہ کر کے فرماتے ہیں: **وَاصَابِعِيْ اَقْصَرُ مِنْ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**۔ میری انگلیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے بہت چھوٹی ہیں۔ (۲۳۷۶) انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

☆ گائے کی قربانی میں سات افراد کی شرکت۔ (۲۳۹۸)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے خصوصی اختیار سے) ایک صحابی کو

بکرے کا چھ ماہ کا بچہ قربانی کرنے کی اجازت دی اور ساتھ فرمایا: **وَلَنْ تُجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ**۔ تیرے بعد کسی کے لئے جائز نہیں۔ (۲۴۰۰)

۔ سرور عالم سے کوئی خلق میں برتر نہیں
 خلق میں اعلیٰ اور خلق میں بہتر نہیں
 ہے محبت شاہ دیں کی جس کے دل میں جاگزیں
 اس کو روز حشر کا کچھ غم نہیں، کچھ ڈر نہیں
 دولت عشق نبی سے دامن دل ہے بھرا
 کیا ہوا دنیا کا میرے پاس مال و زر نہیں

اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۔ کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری عطا کے بغیر
خدا بھی کچھ نہیں دیتا تیری رضا کے بغیر
کہو گدا سے نہ دستِ طلب دراز کرے
یہ در وہ ہے جہاں ملتا ہے التجا کے بغیر

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اشیاء کی حلت و حرمت کا اختیار عطا فرمایا ہے۔ اس پر قرآن مجید کی کئی آیات گواہ ہیں۔ *وَيَحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَيُحْرَمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَاتُ (اعراف) وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر) مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (توبہ) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مِؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا..... (الاحزاب) فَلَإِنَّ رَبَّكَ لَيُؤْمِنُونَ حَتَّى يَحْكُمَوكَ فِيهَا شَجَرٍ بَيْنَهُمُ (النساء) اسی طرح بے شمار احادیث بھی موجود ہیں۔ مثلاً سولہ احادیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف کو حرم قرار دیا۔ پچاسی احادیث سے احکام کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ السلام کے سپرد کیا جانا معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ مکہ شریف کی گھاس گائے کی ممانعت مگر اذخر کاٹنے کی اجازت۔ میں امت پہ مشقت نہ دیکھتا تو عشاء کی نماز کو مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔ اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے۔ حضرت ام عطیہ کو ایک جگہ نوحہ کی اجازت دی اور فرمایا: *وَلَا رِخْصَةَ فِيهَا لِأَحَدٍ بَعْدَكَ*۔ تیرے بعد کسی کو اجازت نہیں۔ اس موضوع کے لئے دیکھئے اعلیٰ حضرت کی کتاب *الامن والعلی*۔ جس میں صحاح ستہ سے آپ کو احادیث کا ایک ذخیرہ ملے گا اور اس مسئلہ میں کوئی اخفاء و ابہام باقی نہیں رہے گا۔*

☆ ناخن اور ہڈی کے علاوہ کسی بھی تیز دھار چیز سے ذبح اضطراری ہو سکتا ہے۔ (۴۴۰۸) اسی طرح عند الضرورت جبکہ حلق اور سننے میں ذبح کرنا ناممکن ہو

جائے تو کسی جگہ میں کوئی چیز مار کر ذبح کیا جاسکتا ہے۔ (۴۴۱۳)
 ☆ جو کسی جانور (مرغی، مینڈھے وغیرہ) کو نشانہ باندھ کر مارے اس پہ لعنت
 فرمائی گئی۔ (۴۴۴۶)

کِتَابُ الْبُيُوعِ (خرید و فروخت کا بیان)

☆ إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ

(۴۴۵۵)

تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے لہذا اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ۔
 ☆ لوگوں پہ ایسا وقت آئیگا کہ کوئی شخص اس کی پروا نہ کرے گا کہ مال کہاں
 سے آیا ہے، حلال کا ہے یا حرام کا (پیسہ ہو خواہ کیسا ہو) (۴۴۵۹) ہر شخص سود میں
 ملوث ہوگا جو سود کھائے گا نہیں اس پہ بھی سود کا گرد و غبار ضرور پڑے گا۔ (۴۴۶۰)
 یعنی سودی مقدموں میں گواہ یا وکیل بن جائے گا یا خود نہیں کھائے گا تو دوسروں کو
 کھلائے گا۔

☆ جھوٹ بولنے اور مال کا عیب چھپانے سے بندہ تجارت کی برکت سے
 محروم ہو جاتا ہے یعنی بجائے نفع کے نقصان ہوتا ہے۔ (۴۴۶۲) قسمیں کھا کر مال
 بیچنے سے بھی برکت اٹھ جاتی ہے۔ (۴۴۶۶) خرید و فروخت میں سچی قسم کھانے پر بھی
 صدقہ کا حکم دیا گیا۔ فَشُؤْبُوهُ بِالصَّدَقَةِ (۴۴۶۸)

حدیث شریف میں قاعدہ کلیہ فقہیہ

أَنَّ الْخِرَاجَ بِالضَّمَانِ۔ مال کا نفع اس کا ہے جو ضامن ہو۔ (۴۴۹۵) انہی
 الفاظ کو فقہاء کرام نے قاعدہ کلیہ قرار دے کر اس سے بہت سارے مسائل اخذ
 فرمائے ہیں۔

یاد رہے: یہاں خراج سے مراد کسی شے سے حاصل ہونے والا منافع ہے۔ جیسا

کہ بیان کیا گیا ہے: ”خِرَاجُ الشَّيْءِ مَنَافِعُهُ الْخِرَاجُ كُلُّ مَا خَرَجَ مِنْ الشَّيْءِ
فِخِرَاجِ الشَّجَرَةِ تَمْرُهَا“ (کسی شے کا خراج اس کا منافع ہے) اور خراج سے
مراد ہر وہ شے ہے جو کسی شے سے نکلے۔ پس درخت کا خراج اس کا پھل ہوتا ہے۔

مذکورہ معنی کے مطابق قاعدے کا مفہوم یہ ہوگا کہ منافع اور پھل محنت و مشقت
کے مطابق ہوتا ہے۔ اس قاعدہ کی اصل اور بنیاد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد گرامی ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ ایک آدمی نے کسی سے غلام خریدا کچھ
وقت کے بعد وہ غلام کے ایسے عیب پر مطلع ہوا جو بائع کے پاس اس میں موجود تھا۔
اسی عیب کے سبب مشتری اور بائع کے مابین تنازع شروع ہو گیا۔ جب یہ مسئلہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کی واپسی کا
فیصلہ فرمایا تو بائع نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: حضور! اس نے
میرے غلام سے خدمت بھی لی ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد
فرمایا: ”الْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ“ (منافع ضمانت کے برابر ہے) جیسا کہ اولاد کی تعلیم و
تربیت میں سب سے زیادہ محنت و مشقت اور اخراجات والدین برداشت کرتے ہیں
اس لئے بعد میں اولاد کی سب سے زیادہ خدمت کے مستحق بھی والدین ہی ہیں تاکہ
وہ پرسکون زندگی بسر کر سکیں۔ اس قانون کے ضمن میں چند فقہی مسائل ملاحظہ ہوں۔

فقہی مسائل

نمبر ۱: مشتری کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ خیار عیب کے سبب بیع بائع کو واپس کر
دے کیونکہ مشتری کامل قیمت ادا کرنے کے سبب اس کا مستحق ہوتا ہے کہ اسے کامل
بیع دی جائے اور اگر بائع نے کامل قیمت کے عوض عیب دار اور ناقص بیع مشتری کے
حوالے کی تو اسے اس کے عیب پر مطلع ہونے کے بعد اسے واپس لوٹانے کا حق
حاصل ہوتا ہے۔

نمبر ۲: اگر کسی نے غیر مملوکہ بخر زمین پر محنت کر کے اسے قابل کاشت بنا دیا تو

اس سے حاصل ہونے والی پیداوار کا مستحق بھی وہی ہوگا بلکہ وہ اس کا مالک ہوگا کیونکہ اس کی محنت و مشقت اس کی متقاضی ہے کہ اس زمین کے منافع اس ہی دیئے جائیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مَنْ كَسَبَ مِنْكُمْ مَالًا فَهُوَ لَهُ" (رواہ احمد والترمذی) (جس نے غیر آباد زمین آباد کی تو وہ اس کی ملکیت ہوگی) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد کے مطابق صاحبین (حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ) نے فرمایا: "يَهْدِيكَ مَنْ أَحْيَاكَ" (کنز الدقائق، ص ۴۱۷) (جو زمین کو آباد کرے گا وہ اس کا مالک بن جائے گا)۔

نمبر ۳: عاملین زکوٰۃ کو زکوٰۃ کی رقم سے دینا جائز ہے۔ عاملین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں امام وقت زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر کرتا ہے چونکہ وہ اپنے اپنے علاقہ سے مال زکوٰۃ اکٹھا کرنے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اس لئے ان کی یہ محنت معاوضہ کا تقاضا بھی کرتی ہے کیونکہ مشقت کے ساتھ ساتھ منافع بھی ہوتا ہے مگر جو رقم وہ وصول کریں گے وہ زکوٰۃ شمار نہیں ہوگی بلکہ وہ ان کی محنت اور سعی کی اجرت ہوگی۔ جیسا کہ کنز الدقائق، ص ۶۴ پر ہے: "فَيُعْطِيهِ الْإِمَامُ وَإِنْ كَانَ غَنِيًّا لِأَنَّ مَا يَأْخُذُهُ لَيْسَ زَكَاةً وَإِنَّمَا هُوَ بِمُقَابَلَةِ عَمَلِهِ" امام وقت مال زکوٰۃ میں سے عامل کو دے گا اگرچہ وہ غنی ہو کیونکہ جو کچھ وہ وصول کرے گا وہ زکوٰۃ نہیں ہوگی بلکہ اس کے عمل اور محنت کا معاوضہ ہوگا۔

نمبر ۴: موجودہ دور میں سرکاری ملازمین اور پرائیویٹ اداروں میں کام کرنے والوں کی تنخواہیں بھی مذکورہ اصول کے زمرہ میں ہی آتی ہیں چونکہ سرکاری یا غیر سرکاری ملازمین اپنے آپ کو اپنے اپنے اداروں کے سپرد کر دیتے ہیں اور ہر ادارے کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنے مخصوص اوقات میں اپنے ملازمین سے پیشہ وارانہ مشقت لے سکتا ہے لہذا یہ مشقت اور ادارہ کی جانب سے عائد ہونے والے فرائض کی ادائیگی تقاضا کرتی ہے کہ ملازمین کو باقاعدہ اتنا معاوضہ دیا جائے جس سے وہ اپنی

دیگر حاجات و ضروریات احسن انداز میں پوری کر سکیں تاکہ ان کی زندگی اطمینان بخش اور پرسکون بسر ہو سکے۔ (فقہ حنفی کے اساسی قواعد)

الغرض! جس شخص کے ذمے مال کا تاوان ہو یعنی تلف ہو جانے کی صورت میں اس شخص کا نقصان ہو تو وہی شخص اس کے نفع کا بھی مستحق ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے بیل خریدا اور اس سے کھیتی باڑی کی اس کے بعد اسے کوئی عیب اور نقص معلوم ہوا اور بیل بائع کو لوٹا دیا گیا تو کھیتی باڑی سے حاصل ہونے والی آمدنی کا پیسہ خریدار کا ہوگا کیونکہ مثلاً اگر بیل مر جائے تو مشتری کا نقصان ہوگا بائع سے کچھ غرض نہ تھی اور نہ ہی اس سے کوئی پوچھتا۔

کِتَابُ الْقَسَامَةِ وَالْقَوَدِ وَالذِّيَّاتِ

(قسم، قصاص اور دیتوں کا بیان)

قسامت کا مطلب قسم ہے جبکہ اصطلاحی قسامت یہ ہے کہ مقتول کی قوم میں سے اس کے پچاس وارث قسم اٹھائیں کہ فلاں شخص نے اس کو قتل کیا ہے اور اگر پچاس سے کم ہوں تو انہی سے پچاس قسمیں لی جائیں یا پھر جن لوگوں پہ قتل کی تہمت لگی ہے وہ قسمیں اٹھائیں کہ ہم نے قتل نہیں کیا۔

☆ دور جاہلیت میں راجح قسامت کے بارے میں طویل حدیث (۴۷۱۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسامت کو اسی حال پہ باقی رکھا جیسے دور

جاہلیت میں تھی۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَأَ الْقَسَامَةَ عَلٰى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ (۴۷۱۱) قسامت میں مقتول کے ورثاء کو پہلے قسم کا موقع دیا جائے گا اگر وہ قسم اٹھائیں تو جن پہ قتل کا گمان ہے وہ دیت ادا کریں گے اور اگر قسم نہ کھائیں تو جن پہ قتل کا گمان ہے وہ قسم اٹھائیں گے اور بری ہو جائیں گے ورنہ دیت ادا کریں گے۔

☆ تین صورتوں کے سوا مسلمان کا قتل حرام ہے۔ (۱) قتل کے بدلے میں قتل
(۲) شادی شدہ بدکار کو (سنگسار کیا جائے گا) (۳) مرتد (جو اسلام سے پھر جائے)
پہلے اس کو سمجھائیں گے نہ مانے گا تو قتل کر دیں گے) (۴۷۲۵)

☆ حضور علیہ السلام کے ایک جملہ نے اتنا اثر کیا کہ قتل کی اجازت کے
باوجود بھائی کے قاتل کو معاف کر دیا گیا۔ (۴۷۳۱)

☆ ذمی کو ناحق قتل کرنے والے پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہو جاتی ہے۔
(۴۷۵۳)

حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔
(۴۷۵۴)

اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے لئے حضور علیہ السلام کی غیرت

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے دور
جاہلیت میں کسی کے باپ دادا کو برا کہا تو سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے
برا جانتے ہوئے اسے تھپڑ مارا۔ اس کے قبیلہ کے لوگ آ کر کہنے لگے کہ وہ حضرت
عباس رضی اللہ عنہ کو اسی طرح طمانچہ ماریں گے جیسے انہوں نے طمانچہ مارا اور ہتھیار
لگا لئے اس بات کی اطلاع حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر پر جلوہ
گر ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ زمین پر رہنے والوں میں سے
اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت کس کی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: حضور آپ کی
عزت اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو
عباس میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔ ہمارے فوت شدہ باپ دادا کو برا نہ کہو کہ اس
سے ہمارے زندوں کو تکلیف پہنچے۔ یہ سن کر وہ قوم حاضر خدمت ہوئی اور عرض کرنے
لگی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ تعالیٰ سے آپ کی ناراضگی اور بے ادبی کی
پناہ مانگتے ہیں آپ ہمارے لئے بخشش کی دعا فرمائیے۔ (۴۷۷۹)

☆ جو شخص طب نہ جانتا ہو اور علاج کرنا شروع کر دے (نیم حکیم یا عطائی ڈاکٹر) وہ نقصان کا ضامن ہوگا (اس کی دوائی سے کوئی مریض مر جائے تو اس کو دیت ادا کرنا ہوگی) (۲۸۳۴)

☆ باپ کی جگہ بیٹا نہیں پکڑا جائے گا اور اگر بیٹا قصور کرے تو باپ ذمہ دار نہ ہوگا۔ (۲۸۳۶) اسی طرح کوئی بھی غیر مجرم کسی مجرم کے بدلے نہ پکڑا جائے گا۔

(۲۸۳۷)

کِتَابُ قَطْعِ السَّارِقِ (چور کا ہاتھ کاٹنے کا بیان)

چوری اگرچہ گناہ کبیرہ ہے مگر اس سے بندہ کافر نہیں ہوتا بشرطیکہ اس کو جائز نہ سمجھے اور جن احادیث میں یہ ہے کہ شراب پینے سے بدکاری کرنے سے اور چوری کرنے سے بندے کا ایمان اس کے ساتھ نہیں رہتا۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کامل مومن نہیں رہتا۔ پھر یہ کہ کتنی چوری پہ ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے۔ یہ تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ ملزم اگر مشکوک ہو لیکن اس کا جرم قانوناً ثابت نہ ہو تو چند دنوں تک اسے قید میں رکھا جاسکتا ہے تاکہ جرم ثابت ہو جائے۔ اگر جرم ثابت ہو جائے تو اس کو سزا دی جائے ورنہ آزاد کر دیا جائے۔ مار مار کر اقرار کروانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس پر ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

ملزم کو مار کر جرم تسلیم کرانا منع ہے

جناب حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بعض کلاعی لوگ آئے اور انہوں نے عرض کیا: بعض جو لاہوں نے ہمارا سامان چوری کر لیا ہے۔ حضرت نعمان نے ان جو لاہوں کو چھوڑ دیا نہ تو ان کا امتحان لیا اور نہ مارا۔ نعمان نے پوچھا: آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں انہیں ماروں؟ لیکن اگر ہمارا سامان ان کے پاس

سے نکلا تو بہتر و گرنہ میں اسی قدر تمہاری پیٹھ پر ماروں گا۔ انہوں نے پوچھا: کیا یہ تمہارا حکم ہے؟ نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اللہ رب العزت کا حکم ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ (۲۸۷۸)

اگلی حدیث میں ہے کہ شک کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو قید کیا پھر چھوڑ دیا۔ (۸۰-۲۸۷۹)

☆ چور نے سزا کے بعد توبہ کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا

فرمائی۔ (۲۸۸۱)

کِتَابُ الْإِيْمَانِ وَشَرَائِعِهِ

(ایمان اور اس کے ارکان کا بیان)

امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے لیکن شرعی احکام کے نفاذ کے لئے بانی اقرار بھی ضروری ہے۔ ایمان میں کمی زیادتی نہیں ہوتی۔ جن احادیث میں کمی زیادتی کا ذکر ہے اس سے قوت و ضعف مراد ہے ورنہ تو آدھا پونا ڈیوڑھا ایماندار بھی ہونا چاہیے حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ ایمان کا درجہ چونکہ اعمال سے زیادہ ہے اس لیے اعمال کے بعد ایمان کا ذکر کیا گیا تاکہ افضل پہ کتاب کو مکمل کیا جائے۔ کوئی نیکی اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ ایمان نہ ہو۔ کافر اور غیر مسلم اگر کوئی نیک کام کرتے ہیں تو انہیں اس کا بدلہ دنیا میں مل جاتا ہے مگر آخرت میں نہیں ملے گا بلکہ اگر کوئی صاحب ایمان بھی کوئی نیک کام اللہ اور یوم آخرت کے تصور کے بغیر کرے تو ثواب نہیں ملے گا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

یعنی اعمال کا ثواب اسی وقت ملے گا جب انسان بہ نیت ثواب اس کام کو کرے

گا۔ مثلاً ایک شخص صرف دکھاوے کے لئے نماز پڑھتا ہے اور دوسرا شخص اپنے معبود اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے عبادت کرتا ہے دونوں نماز ایک ہی طرح کی پڑھیں گے۔ ثناء، حمد، قرأت، تسبیح، تحمید وغیرہ سب یکساں ہوں گے۔ اسی طرح قیام، رکوع و سجود بھی ویسا ہی ہوگا لیکن پہلے نمازی کے لئے قرآن مجید میں ہلاکت ہے اور دوسرے کے لئے کامیابی اور کامرانی کا اعلان ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ پہلا شخص نماز ایمانی تقاضے سے نہیں پڑھ رہا ہے اور دوسرا ایمانی تقاضے کے مطابق پڑھ رہا ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم جو کام بھی کریں ایمانی تقاضوں کے مطابق کریں اور اس میں ثواب کا تصور رکھیں۔ اسی چیز کو حدیث شریف میں ”ایمان و احتساب“ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ایمان کے اصل معنی کسی کے اعتبار و اعتماد پر کسی بات کو سچ ماننے کے ہیں۔ کما فی القرآن:

وما انت بمومن لناولو کنا صادقین (سورہ یوسف: ۲۷)

اصطلاحی ایمان

اصطلاح شرع میں ایمان یہ ہے کہ جو کچھ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لائیں اس کی تصدیق کرنا اور اس کو حق جان کر قبول کرنا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قسم کی کسی بات کو نہ ماننا ہی اس کی تکذیب ہے جو انسان کو کافر کر دیتی ہے۔ لہذا مومن ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کل ماجاء به الرسول من عند اللہ کی تصدیق۔

یعنی ان تمام چیزوں کی تصدیق جو اللہ کے پیغمبر اللہ کی طرف سے لائے لیکن ان سب چیزوں کو پوری تفصیل جانی ضروری نہیں۔ یعنی ایمانیات سے متعلق حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر تشریح خود فرمادی ہے اس کو اسی تشریح کے ساتھ ماننا ضروری ہے اور ایمان کی جن جن باتوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

مجمل رکھا ہے ان کو اسی اجمال کے ساتھ ماننا کافی ہے۔ غرضیکہ جن امور کا ثبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایسے قطعی و بدیہی طریقہ سے ہو جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو۔ دین کی ایسی باتوں کو اصطلاح شرع میں ضروریات دین کہتے ہیں۔ ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا تو مومن نہیں ہے۔ مختصراً ایمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کا دوسرا نام ہے، ہر اس چیز میں جس کا ثبوت آپ سے قطعی اور ضروری طور پر ہوا ہے۔ جو بات حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تواتر کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے، اس کا ثبوت قطعی ہے۔ جیسے قرآن، نمازوں کی تعداد، رکعات کی تعداد، رکوع و سجدہ کی کیفیات، اذان، زکوٰۃ، حج، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر نبوت کا ختم ہونا، بایں معنی کہ آپ آخری نبی ہیں اور ضروری کے معنی یہ ہیں کہ اس بات کی شہرت مسلمانوں میں اس درجہ کی ہو کہ عوام تک اس سے واقف ہوں جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی ہونا، جنت، دوزخ، نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ۔

تین صفات سے ایمان کی حلاوت نصیب ہو جاتی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں تین صفات ہوں گی وہ ایمان سے کما حقہ لطف اندوز ہوگا۔
(۱) وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کرنے والا ہو۔

(۲) وہ (نیک) لوگوں سے اللہ کے لئے دوستی رکھے اور (برے لوگوں سے) اللہ کے لئے دشمنی رکھے۔

(۳) آگ کا بہت بڑا الاؤ روشن کیا جائے تو وہ اس میں گرنا قبول کر لے لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ (۴۹۹۰)

تینوں صفات کا مقصد دراصل ایک ہی ہے کہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے

ساتھ محبت ہوگی تو بندہ باقی صفات بھی اپنالے گا بلکہ پورے دین پہ عمل پیرا ہو جائے گا اور منہیات سے بیزار ہو جائے گا۔

اہل ایمان لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے

سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تمہارے کسی ایک شخص کا دنیا میں کسی کے لئے جھگڑا اس سے زیادہ نہیں ہے جو مسلمان اپنے پروردگار سے اپنے ان بھائیوں کے لئے کریں گے جو جہنم میں جائیں گے۔ یہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمارے بھائیوں کو جو ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے حج کرتے تھے انہیں دوزخ میں ڈال دیا۔ اللہ رب العزت فرمائے گا: اچھا جا کر جہنم تم پہچانتے ہو انہیں دوزخ سے نکالو۔ وہ جہنم میں ان کے پاس جائیں گے اور ان کی شکلیں دیکھ کر ان کو پہچان لیں گے ان میں سے بعض کو تو آگ نے پنڈلیوں کے نصف تک پکڑا ہوگا اور بعض کو ٹخنوں تک پھر: وہ انہیں نکالیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں جن کے نکالنے کا حکم فرمایا ہم نے انہیں نکالا پھر اللہ رب العزت فرمائے گا انہیں بھی نکالو جن کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی ایمان ہو۔ پھر فرمائے گا انہیں بھی نکالو جن کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہو حتیٰ کہ فرمائے گا انہیں بھی نکالو جن کے دل میں رتی برابر ایمان ہو۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب جس شخص کا یقین نہ ہو تو وہ یہ آیت پڑھے: ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ آخر تک اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرک کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔ (۵۰۱۳)

کِتَابُ الزَّيْنَةِ (آرائش و زیبائش کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام نے ارفاقہ (روزانہ کنگھی کرنے) سے منع فرمایا۔

(۵۰۶۱) یہ اگرچہ ممانعت تزیئہ کی ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمان کو یہ کام

ہرگز زیب نہیں دیتا کہ عورتوں کی طرح بناؤ سنگھار میں مصروف رہے بلکہ جو ضروری کام ہیں انہیں سرانجام دیا کرے۔

تسکنگھی یا اس قسم کی دوسری آرائش و زیبائش کی باتیں جن کی وجہ سے انسان عیش و عشرت کا عادی ہو جائے۔ جو شخص دن رات عیش و عشرت میں پڑ جاتا ہے وہ سست اور کاہل ہو جاتا ہے اس سے دین و دنیا کے کام نہیں ہوتے لہذا ہر مسلمان کو محنت، جہد مسلسل اور جفاکشی کی عادت ڈالنی چاہیے۔ زمانہ یکساں نہیں رہتا جو قوم زیادہ عیش میں پڑ جاتی ہے وہ آہستہ آہستہ خراب و برباد ہو جاتی ہے اور محنتی اور جفاکش قوم اسے مغلوب کر لیتی ہے اسی لیے محنت میں عظمت ہے اور محنتی قوم کے افراد ہاتھ پاؤں جسمانی محنت اور کام سے عقلی کاموں میں بے پناہ ترقی کرتے ہیں اور عیش و عشرت کے دلدادہ ہاتھ پاؤں سے کام نہ کرنے والے ناکام اور برباد ہوتے ہیں۔

☆ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو (یعنی بالوں کو رنگا کرو مگر کالے سیاہ کرنے سے منع فرمایا) (۵۰۷۹-۷۵)

☆ حضرت عائشہ نے فرمایا: میں مہندی کو ناپسند کرتی ہوں (کہ ہاتھوں پہ لگاؤں) کیونکہ حضور علیہ السلام کو اس کی بو ناپسند تھی۔ (۵۰۹۳)

☆ انگٹھی میں چاندی چار ماشے سے کم ہو۔ لَا تُثَبِّتْهُ مِثْقَالًا۔ (۵۱۹۸)

☆ انگٹھی میں عربی عبارت لکھوانے (کنڈہ کروانے) سے منع کیا گیا۔

(۵۲۱۲)

نعمت کا اظہار کیا جائے یہی حکم خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

حضرت ابوالاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بوسیدہ کپڑے پہن کر حاضر ہوئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا: أَلَيْكَ مَالٌ۔ کیا تیرے پاس مال ہے؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: فَإِذَا اتَّكَ اللَّهُ مَا لَاقَ فَبِئْرَ آثَرُهُ عَلَيْكَ۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے

تمہیں مال سے نوازا ہے تو اس کا اثر تم پہ ظاہر ہونا چاہیے (یعنی اچھے کپڑے پہننے چاہئیں) (۲۶-۵۳۲۵) یہی حکم خدا بھی ہے: واما بنعمة ربك فحدث۔ اور اپنے رب کی نعمت کا ثوب چرچا کرو۔ عیسائیت نے چرچ اور سٹیٹ کو الگ الگ کر دیا ہے جبکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ پہلے فی الدنيا حسنه اور پھر وفي الاخرة حسنة۔ اسلام میں دین و دنیا کا ملاپ ہے۔ لارهبانية في الاسلام۔

☆ حضور علیہ السلام کے بال مبارک کندھوں کے قریب تھے۔ (۵۲۳۵) نصف کانوں تک تھے۔ (۵۲۳۶) کندھوں کو چھوتے تھے۔ (۵۲۳۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی کڑھائی والابجہ زیب تن فرمایا

جناب حضرت واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں جناب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا تو انہوں نے دریافت کیا: آپ کون ہیں؟ میں نے کہا: میں عمرو کا بیٹا واقد ہوں اور حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ جو بہت بڑے صحابی تھے کا پوتا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تو بہت بڑے عظیم اور طویل القامت شخص تھے۔ یہ فرمانے کے بعد وہ بہت زیادہ روئے۔ بعد ازاں فرمایا: سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیدر بادشاہ کے پاس ایک لشکر بھیجا جو رومہ کا سردار تھا اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ریشم اور سونے کا بنا ہوا ایک جبہ بھیجا، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہنا بعد ازاں آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپ پھر بیٹھ گئے اور بات تک نہ فرمائی اور پھر منبر سے نیچے تشریف لائے۔ لوگ اس جپے کو اپنے ہاتھوں سے چھونے لگے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اسے دیکھ کر حیران ہوتے ہو؟ جنت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بہتر اور افضل ہیں۔ (۵۳۰۴)

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس حسین تر لباس میں کتنے حسین ترین لگتے ہوں گے۔

مصطفیٰ کی نوری صورت کو سلام مصطفیٰ کی نوری سیرت کو سلام
اے حبیب کبریا شاہِ جہاں آپ کی ختم رسالت کو سلام
جس قدر ہیں انبیاء و اولیاء ان کی عظمت اور نبوت کو سلام

ضروری وضاحت

(۱) سیدنا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بہت بڑے جلیل القدر صحابی تھے نیز آپ قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ آپ کو جنگ احد میں ایک تیر لگا جس سے آپ شہید ہو گئے۔

(۲) دومہ مدینہ منورہ سے تیرہ منزلوں کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔

(۳) لوگ اس جتے کو چھونے لگے اور اس طرح اس کی چمک دمک سے حیران ہونے لگے۔

(۴) سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال جنت میں اس جتے سے کہیں زیادہ بہترین ہیں تو دوسرے لباس اور کپڑوں کا کیا حال ہوگا؟ تاہم یہ حدیث مبارکہ اگلی حدیث پاک سے منسوخ ہے۔

☆ حضور علیہ السلام نے دو سبز چادریں زیب تن فرمائیں۔ (۵۳۲۱)

☆ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ اگر تصویر کپڑے پہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (۵۳۵۲)

حالانکہ حضور علیہ السلام نے تصویر والے کپڑے کو دیکھا تو چہرہ انور کا رنگ بدل گیا، کپڑے کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُشْبَهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ بے شک قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں یعنی اللہ کی مخلوق کی تصاویر

بناتے ہیں۔ (ظاہر ہے کپڑے پر بُت وغیرہ تو نہیں بنے ہونے تھے) (۵۳۵۹)

مسک سے بہتر پسینہ

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھال پر آرام فرما ہوئے، جب آپ کو پسینہ آیا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اٹھیں اور آپ کے پسینہ کو جمع کر کے ایک شیشی میں بھرا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا: ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کا پسینہ اپنی خوشبو میں ملاؤں گا۔ یہ سن کر سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔ (۵۳۷۳)

نور سے معمور سینہ
یا شہنشاہ مدینہ
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

آپ سلطان مدینہ
مسک سے بہتر پسینہ
یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک

دولت کے آنے پہ آنسو بہانا

جناب حضرت سمرہ بن سہم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں حضرت ابو ہاشم بن عتبہ کے پاس حاضر خدمت ہوا اور آپ بیماری میں مبتلا تھے اسی دوران حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھنے کے لئے آئے، حضرت ابو ہاشم رونے لگے! تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آپ روتے کیوں ہیں؟ کوئی تکلیف ہے یا دنیا کے لئے روتے ہو؟ وہ تو تمہاری بہت اچھی گزری۔ آپ نے جواب دیا: ایسی تو کوئی بات نہیں، سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک نصیحت فرمائی تھی۔ میں اس کی پیروی کرنا چاہتا ہوں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مال غنیمت کو لوگوں کے درمیان تقسیم ہوتے دیکھو تو تمہیں خدمت اور ضرورت کے لئے ایک خادم اور ایک سواری فی سبیل اللہ کافی ہے مگر جب مجھے مال ملا اور میں نے اسے جمع کیا۔

(یعنی میں نے ضرورت سے زیادہ مال اکٹھا کیا، اس لئے روتا ہوں۔ ایک حدیث شریفہ کے مطابق دنیا اس قدر کافی ہے کہ سکونت کے لئے ایک مکان ہو خدمت کے لئے خادم ہو اور ضرورت کے لئے ایک سواری ہو تا کہ خدا کی راہ میں جہاد کیا جاسکے تاہم! جب مجھے مال و دولت ملا تو میں نے اسے جمع کیا) (۵۳۷۴)

دنیا کی محبت کو جو رخصت نہ کریں گے
ہم پر وہ کبھی چشم عنایت نہ کریں گے
اللہ کا یہ دین ہے اللہ کی امانت
جو لوگ امیں ہیں وہ خیانت نہ کریں گے

کِتَابُ آدَابِ الْقُضَاةِ (قاضیوں کے آداب کا بیان)

☆ عدل و انصاف کرنے والے (حاکم) اللہ تعالیٰ کے ہاں نور کے منبروں پہ

خدا کی دائیں جانب ہوں گے۔ (۵۳۸۱)

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس روز سات شخصوں کو اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ ایک تو امام عادل اور دوسرا وہ نوجوان جو اللہ رب العزت کی عبادت میں بڑھتا چلا جائے۔ تیسرا وہ شخص جس نے علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں میں سے آنسو چھلک پڑے۔ چوتھا وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے۔ پانچویں وہ دو (۲) شخص جو محض اللہ کے لئے آپس میں دوست ہیں۔ چھٹا وہ شخص جسے صاحب جمال اور رتبے والی عورت بلائے اور وہ خدا سے ڈر کر اس سے باز رہے۔ ساتواں وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور ایسے چھپا کر دیا کہ بائیں ہاتھ کو علم نہ ہوا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔

(۵۳۸۲)

نور کے منبروں پر بیٹھنے والے سرت اشخاص

مندرجہ بالا حدیث میں جن سرت اشخاص کا ذکر جو اس برس میں ایک
وضاحت بھی ذہن میں رکھو۔

(۱) وہ شخص جس کی آنکھوں میں سے آنسو چھک پڑے اور نوید آئے اور
پنے گناہوں کو یاد کرنے کے خوف سے۔

(۲) وہ شخص جس کا دل مسجد کی طرف گام بوسے کہ جب وہ اس وقت نزدیک
دشت ہوتا ہے اور اس پر گونہ پڑھوں۔ حضور نور ہا ایک اور شہداء کی ہے
مسکن مسجد میں اس طرف سے جیسے کچھ بھی پڑی میں اور منفق مسجد میں اس طرف سے
جیسے پندرہ چھترے میں قیام ہو۔

(۳) وہ شخص جو اللہ کے لئے دوست ہیں جن کی میں کوئی ذلتوں اور
خوشی اور غم نہیں۔

(۴) پھر وہ شخص جس کو اللہ نے ان عبادت اپنے ساتھ لیا ہے اور اللہ کے عبادت
اور ان کی عبادت و چونکہ اللہ کے خوف سے اللہ کے خوف سے باز رہتے۔
ان میں ہاتھ کو پتہ نہ چلا کہ اللہ ہاتھ کے یہ نہیں ہیں اور اللہ کے
ان کی اللہ شریعت کرنے کی خواہ اور اطلاع نہ ہو۔

حدیث شریف میں مندرجہ بالا سب حدیث تک نہیں ہے اور جو سرے جب تک اس
میں ہے اور اللہ اور ایمان نہ ہو۔ حدیث مذکور سے معلوم ہوا جو شخص اللہ کو نہ مانے اور
اسے اللہ مانے نہیں جو سرے جب بھی موقع ملے وہ اللہ کی عبادت اور اللہ کے
تعمیر سے ہے جو ایمان آئے کہ اس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ ان کے
اس لحاظ سے معاہدہ اللہ کی عبادت اور اللہ کے خوف سے یہ اللہ کے
نیکوں کی عبادت اور اللہ کے عبادت سے بھی ہیں جو اللہ کی عبادت سے
یونہی ہے اور اللہ کے عبادت اور اللہ کے عبادت سے بھی ہیں۔

کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمین دل کو
کہ خورشیدِ قیامت بھی ہوترے خوشہ چینیوں میں

درست فیصلہ کرنے والے کو دو ہر اٹھاب

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی منصف سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے اور پھر وہ فیصلہ درست ہو تو اس کو دگنا ثواب ہے اور جو شخص غور و فکر کرے لیکن وہ ٹھیک نہ فیصلہ کر سکے تو اسے اکہرا ثواب ہے۔ (۵۳۸۳)

یہ اس لئے ہے کہ اس شخص نے اپنا فرض ادا کیا اور ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ جس چیز کو صداقت اور سچائی سے درست اور ٹھیک سمجھے اسے اختیار کرے۔ اگر اس کی سمجھ میں کوئی غلطی ہوئی تو اس پر کوئی گناہ نہیں باز پرس اس شخص سے ہوگی جو ایک بات کو اپنی قوت ایمانی سے غلط سمجھے پھر دنیا داری کے خیال یا مال وغیرہ کے لالچ اور منصب و عہدہ وغیرہ کے لئے اس میں تامل کرے۔ ایسے شخص کی زندگی قابل افسوس ہے جو چند روزہ زندگی کیلئے اپنی حقیقی اور دائمی خوشی اور فرحت بھول جائے اور دنیا کی گھڑی بھر کے لطف اور مزے کے لئے اپنی زندگی کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تلخ بنا لے۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ میں حق کو ناحق اور ناحق کو حق کہہ کر دنیا اور دولت کی ہمیشہ ہمیشہ کی خوشی میں رہوں گا وہ کوتاہ اندیش اور بے وقوف ہے۔ خوشی درحقیقت وہ ہے جو ہمیشہ قائم رہے اور وہ خوشی اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک انسان اپنی قوت ایمانی سے حق کو حق نہ کہے اور غلط کو غلط نہ کہے۔ اب جو خوشی دل میں پیدا ہوتی ہے کہ میں نے اچھا کام کیا میرا خدا مجھ سے خوش ہے۔ یہی حقیقی اور اصلی خوشی ہے جو نہ کبھی مٹی ہے اور نہ ہی کم ہوتی ہے۔

یونہی پتھر نہیں ہوتا کسی قطرے کا مزاج

وہی جانے ہے کیا سیپ کے اندر گزری

☆ قرآن و سنت میں اگر کسی بات کا حکم نہ ملے تو نیک لوگوں کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ (حضرت ابن مسعودؓ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) (۵۳۹۹-۵۴۰۰)

کِتَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ

(اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا باب)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان احترام کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی سواری پہ سوار نہ ہوتے تھے۔ جب حضور علیہ السلام نے پوچھا: اے عقبہ سوار کیوں نہیں ہوتے ہو؟ تو عرض کیا: اَنْ اَرْكَبَ مَرْكَبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بھلا میں حضور کی سواری پہ کس طرح سوار ہو جاؤں۔ (۵۳۳۹)

حضور کی سواری کا اتنا احترام کرنے والے خود حضور علیہ السلام کا کس قدر احترام کرتے ہوں گے

نبی کے در کا رستہ ہے
ہمارا گھر مہکتا ہے
عجب جھونکا ہوا کا ہے
مقدر سے چمکتا ہے
محمد مصطفیٰ کا ہے
مجھے تو ایسا لگتا ہے
مدینہ میں نے دیکھا ہے
کرم اس نقش پا کا ہے
کہ میرے سر پہ سایہ ہے

نرالے رنگ رکھتا ہے
لکھو جب نعت لگتا ہے
ثنائے سرورِ عالم
ستارہ بھی سرّ مژگاں
نہ پوچھو جو کرم مجھ پر
بلانے والے ہیں آقا
مجھے بھی ناز ہے اس پر
یہ جتنے بھی اجالے ہیں
مری مسرور یہ قسمت

کن کن چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے

کتاب الاستعاذہ میں مندرجہ ذیل چیزوں سے پناہ مانگنے کے ابواب کا ذکر بھی ہے۔ اس دل سے جس میں خوف خدا نہ ہو، سینے کے فتنے سے، کان اور آنکھ کے فتنے سے، نامردی اور بزدلی سے، بخل سے، رنج سے، غم سے، جرمانے اور گناہ سے، سستی سے، عجز سے، ذلت سے، غربت سے، قبر کے فتنے سے، سیر نہ ہونے والے نفس سے، بھوک سے، خیانت سے، دشمنی نفاق اور برے اخلاق سے، قرض سے، امارت کے فتنے سے، دنیا کے فتنے سے، ذکر کی برائی سے، کفر کی برائی سے، گمراہی سے، دشمن کے غلبے اور اس کی ملامت سے، بڑھاپے سے، بری قضا سے، بد بختی اور جنون سے، جنوں کی نظر سے، فخر و غرور کی برائی سے، بری عمر سے، نفع کے بعد نقصان سے، مظلوم کی بددعا سے، سفر سے واپسی پر اللہ کی پناہ طلب کرنا، برے پڑوسی سے، لوگوں کے بلوے سے، فتنہ، دجال سے، عذاب جہنم سے، انسانی شیطان سے، زندگی کے فتنے سے، موت کے فتنے سے، جو کام ابھی نہیں کیا اس کی برائی سے، زمین میں دھنس جانے سے، گر پڑنے سے، مکان کے نیچے دب جانے سے، خدا کے غضب سے، قیامت کے دن جگہ کی تنگی سے، وہ دعا جو قبول نہ ہو اس سے۔

كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ

(شراب اور دیگر پی جانے والی چیزوں کا بیان)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعا پے شراب کے متعلق واضح حکم (سورۃ

مائدہ کی آیت میں) نازل ہوا۔ (۵۵۴۲)

☆ شراب کی حرمت کا حکم سن کر اہل اسلام نے شراب کے برتن الٹا دیئے۔

(۵۵۴۳)

اس کتاب میں کئی اشیاء کو ملا کر نبیذ (ایسا پانی بنانا کہ جس میں جوش اور تیزی آ جائے اور اس میں نشہ پیدا ہو جائے) سے منع فرمایا گیا مثلاً گدر اور خشک کھجور کی نبیذ (خلیطین) سے، پکی اور کچی کھجور، کچی اور تر کھجور، کچی اور گدر کھجور، گدر اور تر کھجور، گدر اور خشک کھجور، کھجور اور انگور، تر کھجور اور انگور، گدر کھجور اور انگور کی نبیذ سے منع کیا گیا اور اس کی وجہ بھی بیان فرمادی گئی۔ وَهِيَ لِيَقْوَى أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ كَمَا أَنَّهُ مِنْ شَيْءٍ فِي طَاقَتِهَا آ جاتی ہے یعنی نشہ۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ احتیاط کے پیش نظر اس کھجور کو ایک طرف سے کاٹ دیتے تھے جو آدھی کچی اور آدھی پکی ہوتی تھی۔ (۵۵۶۶-۶۷)

☆ صرف انگور یا صرف کھجور بگو کر نبیذ بنانے کی اجازت ہے۔ (جبکہ اس میں نشہ نہ آئے) (۵۵۷۲-۷۳)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو دما اتکم الرسول فخذوه..... اور وما كان لہومن ولا مومنة اذا قضی اللہ ورسولہ امر..... کی روشنی میں دیکھا کرتے تھے۔ (۵۶۳۶-۳۷)

☆ پہلے تین چیزوں سے منع فرمایا گیا۔ پھر اجازت دے دی۔ (۱) زیارت قبور سے (۲) قربانی کا گوشت تین دن سے زائد رکھنا (۳) نبیذ بنانے سے۔ (۵۶۵۳)

☆ کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر شراب پئیں گے۔ غیبی خبر (۵۶۶۱)

☆ شرابی کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۵۶۶۷)

شراب تمام برائیوں کی جڑ (ام الخبائث) ہے

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شراب سے بچو کیونکہ وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ پہلے زمانے میں ایک عابد شخص تھا، اسے ایک بدکارہ عورت نے اپنے دام فریب میں گرفتار کرنا چاہا اور ایک

لوٹڈی کو اس شخص کے پاس اس بہانہ سے بھیجا کہ میں تجھے گواہی دینے کے لئے بلا رہی ہوں (گواہی دینے جانا ضروری ہے) وہ شخص اس لوٹڈی کے ساتھ چلا آیا۔ اس لوٹڈی نے جب مکان کے ہر دروازے کو بند کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ وہ ایک عورت کے پاس پہنچا جو نہایت حسین و جمیل تھی اور اس عورت کے پاس ایک لڑکا تھا اور شراب کا ایک برتن تھا اس عورت نے کہا: خدا کی قسم! میں نے تجھ کو گواہی کے لئے نہیں بلایا بلکہ اس لئے بلایا ہے تاکہ تو مجھ سے صحبت کر لے یا اس شراب میں سے ایک گلاس پئے یا اس لڑکے کو قتل کر ڈالے۔ وہ شخص بولا: مجھے اس شراب کا ایک گلاس پلا دو! اس عورت نے ایک گلاس اسے پلا دیا، جب اسے لطف آیا تو وہ بولا اور دو۔ اور وہ پھر وہاں سے نہ ہٹا جب تک کہ اس عورت سے صحبت نہ کر لی اور اس لڑکے کا ناحق خون نہیں کیا۔ تو تم شراب سے بچو کیونکہ اللہ کی قسم شراب اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ ایک دوسرے کو نکال دیتا ہے۔ (۵۶۶۹)

یعنی اگر ایمان غالب ہو تو شراب چھوٹ جائے گی اور اگر شراب نہ چھوٹی تو ایمان نثارو (معاذ اللہ)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت ایمانی

۔ پھر مجھے کہتا ہے میرا چاہنے والا

میں موم ہوں اس نے مجھے چھو کر نہیں دیکھا

سیدنا حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت سعد کے باغ میں انگور کی بہت زیادہ بلیں اور انگور تھے اور آپ کی جانب سے باغ میں ایک شخص داروغہ مقرر تھا۔ ایک دفعہ جب انگور بہت زیادہ لگے تو داروغے نے حضرت سعد کو لکھا: مجھے انگوروں کے تلف ہونے کا خدشہ ہے، اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کا شیرہ نکال لوں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لکھا: جب ہی تمہیں میرا یہ خط پہنچے تو باغ چھوڑ دو، خدا کی قسم! آج کے بعد میں تمہاری کسی بات کا یقین نہیں کروں

گا۔ پھر آپ نے اس کو باغ کی ملازمت سے معزول کر دیا۔ (۵۷۱۶)
یہ اس لئے تھا کہ لوگ عبرت حاصل کریں نیز شیرہ نکالنا شراب تیار کرنے کا ذریعہ ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تقویٰ

مجھ سے مت پوچھ تیرے عشق میں کیا رکھا ہے

میں نے اس درد میں دنیا کو بھلا رکھا ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے انواع و اقسام کے مشروب ایجاد کر رکھے ہیں لیکن میں نے بیس یا چالیس برس سے پانی اور ستو کے سوا کچھ نہیں پیا اور انہوں نے نبیذ کا ذکر بھی نہ فرمایا (۵۷۵۸) حالانکہ نبیذ جس میں تیزی نہ آئی ہو اور نشہ کا خدشہ نہ ہو وہ شربت کی طرح شیریں اور لذیذ ہونے کے ساتھ حلال بھی ہے اور اس کے پینے میں کوئی حرج بھی نہیں لیکن یہ آپ کا تقویٰ تھا کہ آپ اس سے بھی بچا کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت شبرمہ فرماتے ہیں: حضرت ابو طلحہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل کوفہ نبیذ کے متعلق آزمائش میں مبتلا ہو گئے جس میں چھوٹا بڑا ہوتا ہے اور بڑا ضعیف العمر ہوتا ہے یعنی سب لوگ اس فتنے میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت شبرمہ کہتے ہیں: جب کوئی شادی ہوتی تو حضرت طلحہ اور زید رضی اللہ عنہما لوگوں کو دودھ اور شہد پلایا کرتے تھے۔ کسی نے حضرت طلحہ سے پوچھا: آپ لوگوں کو نبیذ کیوں نہیں پلاتے؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے یہ بات ناگوار گزرتی ہے کہ میری وجہ سے کسی مسلمان کو نشہ آئے۔ (۵۷۶۰) حضرت جریر فرماتے ہیں: حضرت شبرمہ (اسی وجہ سے) صرف پانی اور دودھ ہی پیا کرتے تھے۔ (۵۷۶۱)

ان حضرات کے دل میں ایک ہی آرزو ہوتی تھی کہ کہیں سرکار کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو جائے تاکہ ہمارا دل جلوہ گاہِ یار رہے

مجھ کو بھی ہے حضور: خزانے کی آرزو
 نعت نبی کے پھول کھلانے کی آرزو
 نامِ نبی پہ جان لٹانے کی آرزو
 ہر آرزو ہے اپنی جگہ خوب تر مگر
 رہتا ہوں فرشِ خاک پہ لیکن حضور میں
 مشتاق دید سارا زمانہ ہے اے حضور
 میرے حضور آپ کے قدموں کے سامنے
 پھر سوچتا ہوں بار نہ گزرے مزاج پر
 دل کو دیارِ شوق بنانے کی آرزو
 اللہ رے: یہ موج میں آنے کی آرزو
 دل میں وہی ہے خود کو مٹانے کی آرزو
 قدموں میں آ کے اشک بہانے کی آرزو
 رکھتا ہوں دل کو عرش بنانے کی آرزو
 پوری ہو کاش سارے زمانے کی آرزو
 کس کو نہیں نصیب جگانے کی آرزو
 ورنہ ہے دل میں نعت سنانے کی آرزو

مسرور کیا بتاؤں کسی کو جو دل میں ہے

شہر نبی میں جھوم کے جانے کی آرزو

آخر کتاب الاشرۃ وهو اخر کتاب المجتہی من النسائی والحمد
 لله رب العالمین و صلی الله علی سیدنا محمد خاتم النبیین و علی اله
 الطیبین الطاہرین و رضی الله عن کل الصخابة اجمعین و عن التابعین
 لهم باحسان الی یوم الدین۔ نسائی شریف کی منتخب احادیث یہاں پہ مکمل ہوئیں
 اس کے بعد ابن ماجہ شریف کی منتخب احادیث کا آغاز ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔



سنن ابن ماجہ کی منتخب احادیث

امام ابن ماجہ کے حالاتِ زندگی

فنِ حدیث کے آئمہ ستہ میں امام ابن ماجہ کا نام سب سے آخر میں آتا ہے، دوسرے آئمہ حدیث کی طرح امام ابن ماجہ نے بھی خدمتِ حدیث میں بڑا نام کمایا اور اپنے بے شمار مداحین پیدا کیے۔ امام ابوالقاسم تاریخِ قزوین میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ آئمہ مسلمین کے ایک عظیم امام ثقہ شخصیت کے مالک اور اہل علم میں بے حد مقبول تھے۔ محدثِ خلیلی کہتے ہیں: وہ تفسیرِ حدیث اور تاریخ کے بہت بڑے عالم تھے، خصوصاً علمِ حدیث میں تو وہ بڑے ماہر اور حافظ گردانے جاتے تھے اور ان کے اقوال لوگوں کے لئے سند کا درجہ رکھتے تھے۔ علامہ یاقوت حموی معجم البلدان میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ کا قزوین کے ممتاز آئمہ میں شمار ہوتا تھا۔ اسی طرح شمس الدین ذہبی، شہاب الدین ابن حجر عسقلانی، ابن خلکان، ابن ناصر الدین اور دیگر مورخین اور ناقدین فن نے امام ابن ماجہ کی علمِ حدیث میں امامِ رفعتِ شان، وسعتِ نظر، حفظِ حدیث اور ثقاہت کا اعتراف و اقرار کیا ہے، ان کی علمی اور فنی خدمات کو سراہا ہے اور شاندار طریقہ سے ان کے فضائل اور مناقب بیان کیے ہیں۔

نام و نسب

امام ابن ماجہ کا پورا نام اس طرح ہے: حافظ ابو عبد اللہ بن یزید الربیع ابن ماجہ لقب ہے۔^۱..... ابو عبد اللہ کنیت، محمد نام، یزید آپ کے والد کا نام ہے اور ربیعہ بن نزار کی طرف نسبت ہے۔ قبیلہ ربیعہ سے نسبت ولاء کی بنا پر ان کو ربیعہ کہا جاتا ہے

۱..... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب المعجم جلد ۹، ص ۵۳۱

جس طرح امام بخاری کو ولاء کی وجہ سے جھٹی کہتے ہیں اور قزوینی قزوین کی طرف نسبت ہے جو عراق و عجم کا مشہور شہر ہے، یہ ایران کے صوبہ آذر بائجان میں واقع ہے اور امام ابن ماجہ کا وطن ہے۔

ابن ماجہ میں ماجہ فارسی لفظ ہے اور غالباً یہ لفظ مانچہ کا معرب ہے۔ ماجہ کے مصداق میں مورخین کا اختلاف ہے اور ان کی عبارات اس باب میں کافی مضطرب ہیں۔ شاہ عبدالعزیز نے ”بستان المحدثین“ میں لکھا کہ ماجہ آپ کی والدہ کا نام تھا اور عجالہ نافعہ میں لکھا ہے کہ یہ آپ کے والد کا لقب ہے۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ آپ کے دادا کا نام ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ماجہ آپ کے والد یزید کا لقب ہے اور یہی اکثر علماء اور قزوین کے مورخین کا مختار ہے اس لیے قواعد املاء کے مطابق اس لفظ کو اثبات الف کے ساتھ لکھنا چاہیے۔ یعنی یوں محمد بن یزید ابن ماجہ تا کہ معلوم ہو کہ ابن ماجہ محمد کی صفت ہے اور یزید کی صفت نہیں ہے۔ اس لفظ کی املاء میں ملا علی قاری سے ایک تسامح واقع ہوا ہے کیونکہ انہوں نے ابن ماجہ کو یزید کا لقب اور محمد کی صفت قرار دینے کے باوجود یہ کہا ہے کہ اس لفظ کو بغیر الف کے لکھنا چاہیے حالانکہ اس صورت میں ابن کو الف کے ساتھ ہی لکھنا چاہیے۔

ملا علی قاری کہتے ہیں:

وابو عبدالله محمد بن یزید ابن ماجہ باثبات الف ابن
خطاء فانه بدل من ابن یزید ففي القاموس ماجہ لقب والد
محمد بن یزید صاحب السنن لاجده۔^۱

اور ابو عبدالله محمد بن یزید ابن ماجہ کو اثبات الف کے ساتھ ابن ماجہ لکھنا خطا ہے کیونکہ یہ ابن یزید سے بدل ہے (یعنی محمد کی صفت ہے) قاموس میں ہے کہ ”ماجہ“ محمد بن یزید صاحب سنن کے والد کا لقب ہے نہ کہ دادا کا۔

۱..... ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۳ھ مرقاۃ الفاتیح، جلد ۱ ص ۶۸

امام نووی نے لفظ ابن لکھنے کا قاعدہ یہ بیان کیا ہے کہ اگر دو متناسل ناموں کے درمیان ابن آئے تو بغیر الف کے لکھا جاتا ہے۔ جیسے عبد اللہ بن عمر یا عبد اللہ بن عباس اور اگر ابن دو متناسل ناموں کے درمیان نہ ہو بلکہ پہلے نام کی صفت ہو تو الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے جیسے عبد اللہ بن عمرو ابن ام مکتوم میں ابن ام مکتوم یا عبد اللہ بن ابی ابن سلول میں ابن سلول کیونکہ پہلی مثال میں ام مکتوم عبد اللہ بن عمرو کی اور دوسری مثال میں سلول عبد اللہ بن ابی کی والدہ کا نام ہے اور ابن ام مکتوم عبد اللہ بن عمرو کی اور ابن سلول عبد اللہ بن ابی کی صفت ہے۔

ولادت اور حالات زندگی

امام ابن ماجہ ۲۰۹ھ کو عراق عجم کے مشہور شہر قزوین میں پیدا ہوئے۔ عام دستور کے مطابق ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد علم حدیث کی طرف رجوع کیا۔ وطن اور بیرون وطن ہر جگہ روایت حدیث کو تلاش کیا اور درواز علاقوں میں جا کر علم حدیث حاصل کیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے خراسان، عراق، حجاز، مصر اور شام کے متعدد شہروں کا سفر کیا۔ جن میں مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، کوفہ، بصرہ، بغداد اور طہران کے نام قابل ذکر ہیں۔ امام ابن ماجہ کے اساتذہ اور شیوخ کے اوطان پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے ان اساتذہ سے حصول علم کی خاطر اور شہروں کا بھی سفر کیا ہوگا جن میں اصفہان، رہواز، ایلہ، بلخ، بیت المقدس، حران، دمشق، فلسطین، عسقلان، مرو اور نیشاپور کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے۔

اساتذہ

امام ابن ماجہ کے اساتذہ کی بھی ایک کثیر تعداد ہے جن میں چند حضرات کے اسماء یہ ہیں: محمد بن عبد اللہ بن نمیر، جبارہ بن المغلس، ابراہیم بن المنذر الخرمی،

۱۔ امام ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۸ھ شرح مسلم علی حاشیٰ مسلم جلد ۱ ص ۶۸

۲۔ امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرہ جلد ۲ ص ۳۰

عبداللہ بن معاویہ ہشام بن عمار محمد بن ریح اور داؤد رشید^۱ ان کے علاوہ ابوبکر بن ابی شیبہ نصر بن علی^۲ ابومروان محمد بن عثمان محمد بن یحییٰ نیشاپوری احمد بن ثابت الحجدری ابوبکر بن خلاد باہلی محمد بن بشار علی بن منذر محمد بن عباد بن آدم عباس بن عبدالعظیم احمد بن عبدہ عبداللہ بن عامر بن زرارة ابو خثیمہ زہیر بن حرب عثمان بن ابی شیبہ عبداللہ بن احمد بن بشر بن ذکوان دمشقی اسماعیل بن بشر بن مصور اور یحییٰ بن حکیم بھی ابن ماجہ کے مشہور اساتذہ میں شامل ہیں۔

تلامذہ

امام ابن ماجہ سے فیض حاصل کرنے والے اور ان سے احادیث کی روایت کرنے والوں کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔ چند حضرات کے اسماء یہ ہیں۔ علی بن سعید بن عبداللہ الفلانی ابراہیم بن دینار الجرشى الصمدانی احمد بن ابراہیم القزوینی ابوالطیب احمد بن روح الشعرانی اسحاق بن محمد القزوینی جعفر بن اوریس حسین بن علی بن برایناد سلیمان بن یزید القزوینی محمد بن عیسیٰ الصغار حافظ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سلمہ قزوینی ابو عمرو احمد بن محمد حکیم المدنی الاصبہانی^۳۔

تصانیف

امام ابن ماجہ سے تین کتابیں یادگار ہیں۔ (۱) سنن ابن ماجہ اس کا تعارف بالتفصیل آتا ہے۔ (۲) تفسیر ابن ماجہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: ولابن ماجہ تفسیر حافل اور امام سیوطی نے بھی الاتقان میں تیسرے طبقہ کی تفسیروں میں ابن ماجہ کی تفسیر کا شمار کیا ہے۔^۴ لیکن اب یہ کتاب نایاب ہو چکی ہے۔ (۳) التاریخ یہ صحابہ سے لے کر مصنف کے عہد تک کی تاریخ ہے۔ حافظ ابن طاہر مقدسی متوفی

۱..... امام ابو عبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۴۸۷ھ تذکرہ جلد ۲ ص ۶۳۰

۲..... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۵۳۱

۳..... حافظ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ الاتقان جلد ۲ ص ۱۹۰

۵۰۷ھ فرماتے ہیں: میں نے قزوین میں اس کا ایک نسخہ دیکھا تھا لیکن اب یہ کتاب ناپید ہو چکی ہے۔

وصال

چونٹھ سال زندگی گزار کر ۲۲ رمضان المبارک ۲۷۳ھ پیر کے دن ابن ماجہ کا انتقال ہو گیا اور منگل کے دن آپ کو دفن کیا گیا۔^۱..... حافظ ابوالفضل مقدسی شروط الائمه السنہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کے بھائی ابوبکر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے صاحبزادے عبداللہ اور دو بھائیوں نے مل کر آپ کو قبر میں اتارا۔ متعدد شعراء نے آپ کی وفات پر دردناک مرثیے لکھے۔ محمد بن الاسود قزوینی کے مرثیہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

لقد اوهى دعائم علم وضع ركنه فضوا ابن ماجه
ابن ماجہ کے وصال نے سریر علم کے ارکان اور ستون توڑ ڈالے ہیں۔
الا لله ما جنت البنایا علینا من تحفظها ابن ماجه
موت نے ابن ماجہ کو ہم سے چھین کر جو زیادتی کی ہے اس کی فریاد بس اللہ ہی سے ہے۔

فمن یرجى لعلم او لحفظ بشرح بین مثل ابن ماجه
اب علم اور حفظ کے باب میں کس سے توقع کی جائے کہ وہ ابن ماجہ کی سی شرح کر سکے۔

ابا عبد الله مضیت فردا وما خلفت مثلك یا ابن ماجه^۲
اے ابو عبداللہ! تم اپنے دور میں یگانہ اور منفرد تھے اور تم نے اپنے بعد اپنی نظیر نہیں چھوڑی۔

۱..... شاہ عبدالعزیز دہلوی 'متوفی ۱۲۲۹ھ' بستان الحدیث ص ۲۹۹

۲..... شیخ علی بن سلیمان نور مصباح الرجاۃ علی سنن ابن ماجہ ص ۳

بعض مرثیوں کے اشعار حافظ ابن حجر نے بھی تہذیب التہذیب میں نقل فرمائے ہیں۔ بہر حال ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ امام ابن ماجہ اپنے دور کی محبوب اور ہر دل عزیز شخصیت تھے اور قزوین میں ان کے لئے بے حد خلوص اور احترام پایا جاتا تھا۔



سنن ابن ماجہ

کتاب صحیح ستہ مک جس کتاب کو سب سے آخر میں شمار کیا جاتا ہے وہ سنن ابن ماجہ ہے۔ اس کتاب کو پانچویں صدی کے اخیر میں صحیح ستہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہر دور میں یہ کتاب اپنی اہمیت منوانی گئی۔ عکت اور قوت کے لحاظ سے صحیح ابن ماجہ، سنن دارمی، دارقطنی اور دوسری کئی کتاب ابن ماجہ سے برتر تھیں لیکن ان کتاب کو وہ قیوں عام اور فروغ حاصل نہ ہو سکا جو سنن ابن ماجہ کو نصیب ہوا۔ سنن سنن کو قوت اور عکت اس کے لحاظ سے بعض مغرب نے بخاری و مسلم پر بھی ترجیح دی لیکن اس کے باوجود سنن سنن پر حواشی اور شروحات کے سلسلہ میں ان قدر کام نہیں ہو جس قدر کام سنن ابن ماجہ کے حواشی اور شروحات کے سلسلہ میں ہو ہے۔

سنن ابن ماجہ کی افادیت اور مقبولیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ جب امام ابن ماجہ نے یہ کتاب تصنیف کر کے حافظ بوزرغہ کی خدمت میں پیش کیا تو وہ ان کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھے۔ اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچی گئی تو ان روزوں کا جو مجمع اور مصنفات بیکار اور معطل ہو کر رہ جائیں گی۔ حافظ بوزرغہ کا یہ قول حرف بحرف صادق ہو چکا۔ سنن ابن ماجہ کے فوائد کے لئے متعدد جمع اور مصنفات کے چرچا ہند گئے۔

سجوب

سنن ابن ماجہ کو جس چیز نے عوام و خواص میں پھیلانے اور قبولیت حاصل کی وہ

ہو کہ اس نے عین دیکھ کر اسے سیکھنا شروع کیا اور اس میں سے

اس کا شاندار اسلوب اور روایت کا حسن انتخاب ہے۔ ابواب کی فقہی رعایت سے ترتیب احادیث سے مسائل کے واضح استنباط اور تراجم ابواب کی احادیث سے بغیر کسی پیچیدگی اور الجھن کی مطابقت نے بھی سنن ابن ماجہ کے حسن کو نکھارا ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم سنن ابن ماجہ کے اسلوب کی چند خوبیاں اور خصوصیات پیش کر رہے ہیں۔

(۱) امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں زیادہ تر ان احادیث کو روایت کیا ہے جو کتب خمسہ میں موجود نہیں ہیں۔ علامہ ابوالحسن سندھی لکھتے ہیں: امام ابن ماجہ اپنے اس اسلوب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے تابع ہیں کیونکہ وہ بھی انہی احادیث کی روایت کرتے تھے جو دوسرے صحابہ کے پاس نہیں ہوتی تھیں اور جس طرح حضرت معاذ کا یہ طریقہ کثرت افادہ کے لئے تھا اسی طرح امام ابن ماجہ نے بھی زیادتی افادہ کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا اور اپنے اس اسلوب کو قائم رکھنے کے لئے انہوں نے اسانید کی صحت اور قوت کی طرف بھی چنداں التفات نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ سنن ابن ماجہ میں ضعیف الاسناد روایات بکثرت موجود ہیں۔

(۲) سنن ابن ماجہ کی ایک اہم انفرادیت اور خصوصیت یہ ہے کہ امام ابن ماجہ اپنی سنن میں کوئی حدیث مکرر نہیں لائے اور یہ وہ خوبی ہے جو بقیہ کتب اصول میں سے کسی کتاب میں موجود نہیں۔

(۳) سنن ابن ماجہ میں باقی کتب سنن کی بنسبت بہت زیادہ اختصار سے کام کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود یہ کتاب تمام ضروری مسائل اور احکام کی جامع ہے۔ (۴) زیادہ تر اس کتاب میں مسائل اور احکام کے متعلق احادیث ہیں یعنی فضائل اور مناقب سے متعلق احادیث اس کتاب میں نہیں لائی گئیں۔

(اس کے باوجود آپ اس فقیر (غلام حسن قادری) کے مجموعہ احادیث ابن ماجہ کا مطالعہ فرمائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ انہی احادیث سے فضائل کا ٹھائیں مارتا

ہوا ایک سمندر بہہ رہا ہے)

(۵) بعض مقامات پر امام ابن ماجہ حدیث کی فنی حیثیت پر بھی گفتگو کرتے ہیں۔ مثلاً وہ ایک روایت ذکر کرتے ہیں: حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ ثنا ابن ابی غنیة عن الاعمش عن ابراهیم عن علقمہ عن عبداللہ انہ سئل اکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب قائماً او قاعدا قال او ما تقرأ وترکوک قائماً: اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد ابن ماجہ لکھتے ہیں: ابو عبداللہ غریب لا یحدث بہ الا ابن ابی شیبہ وحده۔^۱

(۶) اگر کسی حدیث کے بارے میں لوگوں میں تشویش اور اضطراب رہا ہو تو امام ابن ماجہ اس حدیث کے ثبوت ملنے کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی ایک واقعہ کا انہوں نے اس روایت کے بعد ذکر کیا ہے۔ حدثنا محمد بن یحیی ثنی ابراهیم بن موسیٰ انبأنا عباد بن العوام عن عمرو بن ابراهیم عن قاده عن الحسن عن الاحنف بن قیس عن العباس بن عبدالمطلب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال امتی علی الفطرة ما لم یؤخروا المغرب حتی تشتبک النجوم۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ابن ماجہ لکھتے ہیں: قال ابو عبداللہ ابن ماجہ سمعت محمد بن یحیی یقول اضطر بوا الناس فی هذا الحدیث ببغداد فذهبت انا و ابوبکر الاعین الی العوام بن عباد بن العوام اخرج الینا اصل ابیہ فاذا الحدیث فیہ۔^۲..... خلاصہ یہ ہے کہ میں نے محمد یحییٰ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ بغداد کے لوگوں میں اس حدیث کے بارے میں کچھ اضطراب تھا۔ پس میں اور ابوبکر اعین دونوں اس حدیث کی تحقیق کی خاطر عباد بن عوام کے صاحبزادے عوام کے پاس گئے انہوں نے

۱..... امام ابو عبداللہ ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۷۷

۲..... امام ابو عبداللہ ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۵۰

ہمیں اپنے والد عباد بن عوام کا اصل نسخہ لا کر دکھایا تو اس میں یہ حدیث موجود تھی۔
 (۷) بعض روایات بعض شہروں کے محدثین کے ساتھ خاص ہوتی تھیں اور
 دوسرے شہروں میں اس کے راوی نہیں ہوتے تھے۔ امام ابن ماجہ جب اس قسم کی
 روایات ذکر کرتے ہیں تو بتلا دیتے ہیں کہ یہ فلاں شہر والوں کی روایت ہے۔ مثلاً
 ایک روایت ذکر کرتے ہیں: حدثنا ابو عبید عیسیٰ بن محمد النحاس
 وعیسیٰ بن یونس والحسین بن ابی اسری العسقلانی قالوا ثنا حمزہ بن
 ربیعۃ عن ابن شوذب عن ثابت البنانی عن انس بن مالک قال اتی رجل
 یقاتل ولیہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث بطولہ.....
 اس کے بعد ابن ماجہ لکھتے ہیں: هذا حدیث الرملیین لیس الا عنده۔ یعنی یہ
 حدیث سوا اہل فلسطین کے اور کسی کے پاس موجود نہیں ہے۔

ثلاثیات ابن ماجہ

کتب صحاح ستہ کے مصنفین میں سے صرف چار کو اپنی اپنی تصانیف میں
 ثلاثیات روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں مع
 مکررات کے بائیس ثلاثیات روایت کی ہیں۔ امام ترمذی اور امام ابو داؤد نے اپنی
 اپنی سنن میں صرف ایک ایک ثلاثی حدیث کو روایت کیا ہے اور امام ابن ماجہ نے اپنی
 سنن میں پانچ ثلاثیات کو روایت کیا ہے اور یہ پانچوں روایات سند واحد سے مروی
 ہیں اور وہ سند یہ ہے: حدثنا جبارۃ بن المغلس ثنا کثیر بن سلیم عن انس
 بن مالک۔ اس سند کے ایک راوی جبارۃ بن مغلس ہیں جو امام ابن ماجہ کے شیخ
 ہیں۔ حافظ ابو زرعہ ابن معین ابن سعد اور بزاز وغیرہ محدثین نے ان کی سخت تضعیف
 کی ہے اور ان کی روایات کو منکر اور مضطرب قرار دیا ہے۔ امام احمد بن حنبل کے
 سامنے جب ان کے صاحبزادے نے جبارہ کی روایات کو پڑھا تو انہوں نے بعض

۱..... امام ابو عبد اللہ ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۱۹۳

روایت کو موضوع اور بعض کو کذب قرار دیا۔ تاہم بعض محدثین نے ان کی تعدیل اور تقویت بھی کی ہے۔ ابن نمیر کہتے ہیں: وہ صدوق تھے اور انہوں نے عمداً کسی روایت میں جھوٹ نہیں بولا۔ ابن عدی بھی کہتے ہیں: وہ عمداً روایات میں دروغ بیانی نہیں کرتے تھے۔ البتہ وہ روایات میں غفلت سے کام لیتے تھے۔ عثمان بن ابی شیبہ نے کہا کہ وہ احفظ تھے اور روایت حدیث میں ہمیں سب سے زیادہ مطلوب تھے۔ وہ مزید کہتے ہیں: اثرم نے ہمیں ان سے احادیث لکھنے کا امر کیا تھا۔^۱

اور دوسرے راوی ہیں کثیر بن سلیم یہ جبارہ کے شیخ ہیں اور افسوس یہ ہے کہ یہ ضعف میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں۔ جبارہ کی تو بعض حضرات نے تعدیل اور تقویت بھی کی ہے لیکن کثیر کی روایت کو کسی کا سہارا نہیں ملا۔ عبداللہ بن علی بن مدینی کہتے ہیں: کثیر بن سلیم جو صاحب انس ہیں انتہائی ضعیف راوی ہیں۔ اس نے حضرت انس سے پانچ حدیثیں روایت کی تھیں جو بعد میں سو بن گئیں۔ یحییٰ بن معین ان کی احادیث لکھنے سے منع کرتے تھے۔ نسائی اور ازودی نے انہیں متروک الحدیث ابو زرہ نے داہی الحدیث اور ابو حاتم نے انہیں ضعیف اور منکر الحدیث قرار دیا۔ ابن حبان نے کہا کہ کثیر حضرت انس کی طرف نسبت کر کے احادیث وضع کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ابن عدی اور امام بخاری وغیرہ۔ دیگر محدثین نے بھی ان پر سخت جرح کی ہے اور ان کی تائید اور تقویت میں سب خاموش ہیں۔^۲

بہر حال امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں پانچ ثلاثیات روایت کر کے اپنی اہمیت تو منوانی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ یہ روایات جبارہ اور کثیر کے ضعف کا شکار ہو گئیں اور یوں ان ثلاثیات کا کچھ وزن باقی نہیں رہا۔

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی 'متون' ۸۵۲، تہذیب الحدیث، ص ۵۸ تا ۵۹

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی 'متون' ۸۵۲، تہذیب الحدیث، جلد ۸، ص ۳۱۶ تا ۳۱۷

شرائط

امام ابن ماجہ رواۃ کے انتخاب میں وسیع المشرب ہیں اور ہر قسم کے راویوں کی روایت قبول کر لیتے ہیں اور اس کی وجہ غالباً یہی ہے کہ وہ اپنی سنن میں ایسی روایات لانا چاہتے تھے جو دوسری کتب اصول میں موجود نہیں ہیں۔ اسی شوق کی خاطر انہوں نے راویوں کے شدید ضعف کو بھی برداشت کر لیا ہے۔

روایات ابن ماجہ کی فنی حیثیت

سنن ابن ماجہ میں بکثرت ضعیف احادیث ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ ففیہ احادیث کثیرة منكرة^۱۔

اس کتاب میں منکر روایات بکثرت ہیں اور حافظ شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں: سنن ابن ماجہ عمدہ اور صاف کتاب تھی، کاش اس کو چند ضعیف احادیث مکرر اور خراب نہ کرتیں اور جن ضعیف احادیث نے ابن ماجہ کی سقائی کو مکرر کر دیا ہے ان کی تعداد کے بارے میں حافظ شمس الدین ذہبی نے حافظ ابوزرعہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ شاید اس پوری کتاب میں تیس حدیثیں بھی ایسی نہیں ہوں گی جن کی اسناد میں ضعف ہو۔^۲

..... حافظ ذہبی سیر النبلاء میں حافظ ابوزرعہ کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اور ابوزرعہ کا یہ بیان کہ اس میں پوری تیس حدیثیں بھی شاید ضعیف الاستاد نہ ہوں، اگر صحیح ہو تو ان تیس حدیثوں سے ان کی مراد انتہائی کمزور اور ساقط روایتیں ہیں ورنہ ابن ماجہ کی جو احادیث قابل استدلال نہیں ہیں ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔^۳

یہ صحیح ہے کہ ابن ماجہ میں ایک ہزار کے قریب ضعیف روایتیں موجود ہیں لیکن

۱..... حافظ ابن حجر عسقلانی، متون، ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب، جلد ۹، ص ۵۳۱

۲..... امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی، متون، ۷۲۸ھ، تذکرۃ الحفاظ، جلد ۲، ص ۶۳۶

۳..... علامہ محمد بن اسماعیل امیریمانی، توضیح الافکار، جلد ۱، ص ۲۳۳

سنن ابن ماجہ میں صحیح روایات بھی بکثرت موجود ہیں بلکہ ناقدین فن نے تو سنن ابن ماجہ کی بعض روایات کو صحیح بخاری کی بعض روایات سے بھی راجح قرار دیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کے باب میں ہم تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں کہ امام بخاری نے باب ما جاء اذا قیمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة کے تحت شعبہ کی اسناد سے ایک روایت ذکر کی ہے جس میں دو غلطیاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس میں یہ روایت مالک سے بیان کی ہے حالانکہ یہ روایت عبداللہ بن مالک سے ہے۔ دوسرے یہ کہ اس روایت کی سند میں نحسینہ کو مالک کی والدہ قرار دیا ہے حالانکہ وہ عبداللہ کی والدہ ہیں مالک کی نہیں اور ابن ماجہ نے جس اسناد کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے اس میں یہ غلطیاں نہیں ہیں۔ اسی طرح صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابوسفیان کی موت کی خبر شام سے آئی حالانکہ ان کا انتقال مکہ میں ہوا تھا۔ اس کے برخلاف سنن ابن ماجہ میں اس مضمون کی کسی روایت میں یہ بات نہیں ہے۔ نیز صحیح بخاری میں ولید بن عقبہ پر شراب کی حد لگانے میں اسی کوڑوں کا ذکر ہے جبکہ فی الواقع ان کو چالیس کوڑے لگائے گئے تھے۔ اس کے برعکس ابن ماجہ پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ ان کی روایات میں کوڑوں کی تعداد کا ذکر نہیں ہے۔ اس طرح کی اور مثالیں بھی ہیں جن پر تمام تفصیلی گفتگو صحیح بخاری کے باب میں کی جا چکی ہے۔

تعداد مرویات

حافظ شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ میں بتیس کتب ہیں اور ابوالحسن القطان بیان کرتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ میں ایک ہزار پانچ سو ابواب ہیں اور کل احادیث کی تعداد چار ہزار ہے۔^۱

محمد بن طاہر مقدسی متوفی ۵۰۷ھ نے اپنی کتاب شروط الائمہ السنہ میں ابن ماجہ کی شروط سے بھی بحث کی اور اس کو بھی بنیادی کتابوں کے ساتھ لاحق کر کے صحاح

۱۔ ابو عبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۴۸۷ھ تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ص ۶۳۶

کی اصل چھ کتابوں کو قرار دیا۔ اس دور میں حافظ ابن طاہر کے معاصر محدث رزین بن معاویہ مالکی متوفی ۵۲۵ھ نے اپنی کتاب التجرید للصحاح والسنن میں کتب خمسہ کے ساتھ سنن ابن ماجہ کی جگہ موطا امام مالک کو لاحق کر دیا۔ اس کے بعد سے یہ اختلاف رہا کہ صحاح ستہ کی چھٹی کتاب موطا امام مالک ہے یا سنن ابن ماجہ عام مغاربہ موطاء کو ترجیح دیتے تھے اور مشارق سنن ابن ماجہ کو فوقیت دیتے تھے لیکن متاخرین نے بہر حال سنن ابن ماجہ کے حق میں اتفاق کر لیا اور اب غالب اکثریت اسی طرف ہے۔ صحاح ستہ کی چھٹی کتاب سنن ابن ماجہ ہی ہے۔ علامہ ابوالحسن سندھی مقدمہ شرح ابن ماجہ میں لکھتے ہیں: وغالب المتأخرین علی انه سادس الستة۔ آٹھویں صدی ہجری میں یہ آواز بھی سنائی دی کہ صحاح ستہ میں سنن ابن ماجہ کی جگہ سنن دارمی کا اعتبار ہونا چاہیے۔ چنانچہ حافظ صلاح الدین خلیل متوفی ۷۱۱ھ فرماتے ہیں۔ سنن ابن ماجہ کی جگہ سنن دارمی کو رکھنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس کتاب میں سنن ابن ماجہ کی نسبت ضعیف، منکر اور خراب روایتیں کم ہیں اور مجموعی طور پر یہ کتاب سنن ابن ماجہ سے بہتر ہے۔..... لیکن جمہور نے اس ترمیم میں ان کا ساتھ نہیں دیا اور آج مشرق و مغرب میں ہر جگہ اصول ستہ میں سنن ابن ماجہ ہی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

شروح و حواشی

سنن ابن ماجہ کی شروح و حواشی کے سلسلہ میں کافی قابل قدر کام ہوا ہے جس سے اس کتاب کی افادیت، شہرت اور مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم چند شروح و حواشی کا ذکر کر رہے ہیں:

(۱) شرح سنن ابن ماجہ: یہ سنن ابن ماجہ کے ایک حصہ کی شرح ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کو حافظ علاؤ الدین مغلطای حنفی متوفی ۷۲۲ھ نے تالیف

نے..... سنن الدین بخاری فتح المغیب، جلد ۱ ص ۳۰۰

کیا ہے۔

(۲) ماتمس الیہ الحاجۃ علی سنن ابن ماجہ: شیخ سراج الدین عمر بن علی متوفی ۸۰۴ھ کی شرح ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اس میں صرف ان احادیث کی شرح کی گئی ہے جو کتب خمسہ پر زائد ہیں۔

(۳) الدیبا جہ علی سنن ابن ماجہ: یہ شرح شیخ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری متوفی ۸۰۸ھ کی تالیف ہے۔ مصنف اس کتاب کی تحریر اور تہیض سے پہلے ہی وصال کر گئے تھے۔

(۴) شرح ابن ماجہ: یہ کتاب حافظ برہان الدین حلبی متوفی ۸۳۱ھ کی تالیف ہے۔

(۵) مصباح الزجاجة: یہ حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کا سنن ابن ماجہ پر ایک مختصر حاشیہ ہے۔^۱

(۶) شرح سنن ابن ماجہ: یہ شرح حافظ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ کی تالیف ہے۔

(۷) انجاء الحاجۃ: یہ شرح عبدالغنی بن ابی سعید حنفی دہلوی متوفی ۱۲۹۵ھ کی تالیف ہے۔

سنن ابن ماجہ کے رواۃ: حافظ عسقلانی نے سنن ابن ماجہ کے چھ راوی بیان کیے ہیں۔ (۱) ابوالحسن بن القطان (۲) سلیمان بن یزید (۳) ابو جعفر محمد بن عیسیٰ (۴) ابوبکر حامد الابہری (۵) سعود بن (۶) ابراہیم بن دینار۔^۲

(ماخوذ از تذکرۃ الحدیثین)



۱۔۔۔ حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف القنون، جلد ۲، ص ۱۰۰۴

۲۔۔۔ حافظ ابن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التجزیب، جلد ۹، ص ۵۳۲

کِتَابُ السُّنَّةِ (سُنَّتِ رَسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَابِيَانِ)

☆ ابو بکر بن ابی شیبہ، شریک، اعمش، ابوصالح، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

جس کام کا میں تمہیں حکم دوں اسے لازم پکڑو اور جس کام سے میں تمہیں

منع کروں اس سے رک جاؤ۔ (حدیث ۱)

فرمایا: جب تک میں تمہیں کسی امر کے بارے میں چھوڑے رکھوں تم مجھے چھوڑے رکھو یعنی مجھ سے سوال نہ کیا کرو کیونکہ تم سے پہلی امتیں اپنے نبیوں پہ کثرت سوال اور اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئیں لہذا جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اسے کر گزرو جہاں تک تم میں طاقت ہو اور جب تمہیں کسی کام سے روکوں تو باز آ جاؤ۔ (حدیث ۲)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ۔ جس نے میرا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (حدیث ۳) پہلی دو احادیث میں سورہ حشر کی آیت وما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنہ فانتہوا (آیت ۷) اور تیسری حدیث میں سورہ نساء کی آیت کی طرف اشارہ ہے جو یہ ہے مَنْ يَطْعَمْكَ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاع اللَّهَ (آیت ۸۰) چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سن لیتے لَمْ يَعْذُوهُ وَلَمْ يَقْصُرْ ذُوْنَهُ نہ اس میں کچھ بڑھاتے اور نہ کچھ گھٹاتے۔ (حدیث ۴)

غیبی خبر جو سو فیصد درست ہوئی

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم فقیری کے موضوع پہ گفتگو کر رہے تھے اور اس سے خوف زدہ تھے۔ آپ نے فرمایا:

الْفَقْرَ تَخَافُونَ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ.....

غربی سے خوفزدہ ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم پر دنیا اس طرح بہا دی جائے گی کہ دنیا کی طرف کسی کا دل ذرا بھی متوجہ نہ ہوگا۔ خدا کی قسم میں تمہیں اس حال میں چھوڑ کر جاؤں گا جس کے شب و روز سفیدی میں برابر ہوں گے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَدَقَ وَاللَّهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَنَا وَاللَّهِ

عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلَهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ

خدا کی قسم! حضور علیہ السلام نے سچ فرمایا: خدا کی قسم! آپ ہمیں اس

حال میں چھوڑ کر گئے جس کی سفیدی (مالداری) میں شب و روز برابر

ہیں۔ (حدیث ۵)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بھی غیبی خبر ارشاد فرمائی:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي مُنْصُورِينَ لَا يُضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّىٰ

تَقُومَ السَّاعَةُ (حدیث ۶)

میری امت میں ایک جماعت قیامت تک غالب رہے گی اسے کوئی

ذلیل کرنے والا نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ (اس سے اگلی چند احادیث کے

اندر بھی یہی موضوع بیان ہوا ہے)

یعنی حضور علیہ السلام کی نگاہ کرم اور آپ کی توجہات و لطف و شفقت سے

ایک جماعت حق پر ہمیشہ غالب رہی ہے اور رہے گی۔

آپ کے لطف و کرم کو دیکھ کر
بخش دے گا اور محشر ہمیں
کیسے کیسے رنگ سٹے آنکھ میں
عاصیوں کی جان میں جاں آگئی
احتراماً میری آنکھیں جھک گئیں
اللہ اللہ آپ کا حسن و جمال
آپ کی رحمت کا اندازہ کیا
چاہتے ہیں آپ کو کس درجہ ہم
نعت جب سرور لکھ لیتا ہوں میں

غمزدہ ہوں گے نہ غم کو دیکھ کر
آپ کے قدموں میں ہم کو دیکھ کر
آپ کے نقش قدم کو دیکھ کر
ان کے دامانِ کرم کو دیکھ کر
خواب میں آقا کو یکدم دیکھ کر
ہم نے دیکھا ہے حرم کو دیکھ کر
ہم نے اپنی چشم نم کو دیکھ کر
آپ بھی خوش ہوں گے ہم کو دیکھ کر
ناز کرتا ہوں قلم کو دیکھ کر

حضور علیہ السلام کا حرام فرمایا ہوا.....

☆ حضور علیہ السلام کا حرام فرمایا ہوا ایسا ہی ہے جیسے اللہ کا حرام فرمایا ہوا اور
یہ آپ کا اپنا فرمایا ہوا ہے: **أَلَا وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ** (حدیث ۱۲) اس حدیث کے پہلے حصے میں بھی غیبی خبر ہے کیونکہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہت جلد ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ ایک بندہ اپنے
تخت پہ تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اور اس کے سامنے میری حدیث بیان کی جائے گی تو وہ
کہے گا ہم تو صرف اللہ کی کتاب کو مانیں گے جو اس میں حلال پائیں گے اس کو حلال
سمجھیں گے اور جو اس میں حرام پائیں گے اسے حرام جانیں گے۔ حدیث ۱۳ کا بھی
یہی مفہوم ہے۔

حضور علیہ السلام کے انہی اختیارات کے پیش نظر مولانا حسن رضا خان علیہ
الرحمۃ فرماتے ہیں:

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو اللہ کو معلوم ہے کیا جانے کیا ہو
یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو

جس بات میں مشہور جہاں ہے لبِ عیسیٰ اے جانِ جہاں وہ تری ٹھوکر سے ادا ہو
یوں جھک کے ملے ہم سے کینوں سے وہ جسکو اللہ نے اپنے ہی لیے خاص کیا ہو
مٹی نہ ہو برباد پس مرگ ' الہی جب خاک اڑے میری مدینہ کی ہوا ہو
منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھادے جس کو مرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو
اللہ یوں ہی عمر گزر جائے گدا کی سرخم ہو درِ پاک پر اور ہاتھ اٹھ ہو
شاباش حسن اور چمکتی سی غزل پڑھ
دل کھول کہ آئینہ ایمان کی جلا ہو

جو چیز دین میں نہیں اس کو دین سمجھنا "مردود" ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد

فرمایا:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

جو ہمارے اس امر (دین) میں نئی بات پیدا کرے جو کہ اس میں نہیں

ہے تو وہ بات مردود ہے۔ (۱۳)

بدعت سے نفرت دلاتے ہوئے سنت کی پیروی کی ترغیب دیتے ہوئے
حضرت محمد زلف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے فرزند جو چیز کل کام آنے والی
ہے وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ باقی احوال و کیفیت اور رسوم
و معروف و اشادات اگر اسی پیروی کے ساتھ ہوں تو خیر ورنہ خوب ورنہ سونے خرابی
اور تھوڑن کے کچھ نہیں۔ بر فضیلت سنت کی پیروی میں ہے ورنہ تم آپ کی
شریعت کے جوش سے وابستہ ہے۔ مشرکت نبوی کے جوش کے محور پر زوہد کا سونہ
کر دوڑوں رت چاگنے سے بچو ورنہ نفس سے جبکہ یہ شب بیداری سنت کے مطابق نہ
ہوں۔ محبتِ ناپ

حدیث پہ عمل نہ کرنیوالے بھتیجے سے صحابی نے ہمیشہ کے لئے بول چال بند کر دیا

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ان کا بھتیجا بیٹھا ہوا تھا جو کہ کنکریاں پھینک رہا تھا۔ آپ نے اس کو حضور علیہ السلام کا فرمان سنایا کہ حضور علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ نہ اس سے شکار کیا جاسکتا ہے اور نہ دشمن کو زخمی کیا جاسکتا ہے۔ ہاں اس سے کسی راہ چلتے کی آنکھ ضائع ہو سکتی ہے یا دانت ٹوٹ سکتا ہے اور جب اس نے دوبارہ یہی حرکت کی تو حضرت عبداللہ نے فرمایا:

أَحَدِيكَ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا ثُمَّ عُدَّتْ
تَعْدِفُ لَا أَكَلِمَكَ أَبَدًا (۱۷)

میں نے تجھے حضور علیہ السلام کا فرمان سنایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے تو نے پھر وہی کام شروع کر دیا ہے۔ آئندہ میں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔

معلوم ہوا! صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی دین تھا اور رشتہ داریاں بعد میں تھیں اور صرف زبانی کلامی ”غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے“ کی بات نہ تھی بلکہ اس پر عمل بھی کر کے دکھاتے تھے۔ ان کے دین و ایمان اور رشتے ناٹے کا مدار ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔

لب حرف مدحت ہے لطف و کرم ہے رحمت ہے
وہ صاحب عظمت ہے آپ سے جس کو نسبت ہے
آپ کے در کا ذرہ خاک دل والوں کی دولت ہے
لوگوں کو معلوم نہیں اشکوں کی کیا قیمت ہے
جب چاہوں دیدار کروں مجھ کو اس کی سہولت ہے
ٹھنڈک، خوشبو رنگ ہوا اور کہیں یہ راحت ہے؟

نام و نمود عز و شرف سب کچھ ان کی بدولت ہے
 کون سنے گا کس سے کہوں دل میں کیا کیا حسرت ہے
 پہلے تو مسرور نہ تھی چاہت میں جوشدت ہے

حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے؟

حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقیب تھے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روم کی جنگ میں شریک ہوئے تو وہاں لوگوں کو دیکھا کہ وہ سونے کے بدلے اشرفیوں اور چاندی کے بدلے درہموں کا لین دین کر رہے تھے۔ عبادہ نے فرمایا: اے لوگو! تم تو سود کھا رہے ہو، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر نہ تو اس میں کوئی زیادتی ہو اور نہ قرض ہو۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو بغیر قرض کے اس میں کوئی سود نہیں سمجھتا۔ عبادہ نے فرمایا: میں آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تم اپنی رائے بیان کر رہے ہو۔ خدا کی قسم! میں جب اس جنگ سے واپس لوٹوں گا تو اس زمین پر ہرگز نہ رہوں گا جہاں آپ کی حکومت ہو جب واپس آئے تو مدینہ تشریف لے گئے۔ حضرت عمر نے دریافت کیا: اے ابوالولید! تم واپس کیوں آ گئے؟ عبادہ نے ان سے تمام قصہ بیان کیا اور یہ بات بھی بتائی کہ میں نے وہاں نہ رہنے کی قسم کھائی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: اے ابوالولید! تم وہاں واپس جاؤ کیونکہ جس زمین میں تم یا تمہارے مانند آدمی نہ ہوں گے اللہ تعالیٰ اس میں مصیبت نازل فرمادے گا اور امیر معاویہ کو تحریر فرمایا: عبادہ کو تم کوئی حکم نہ دو گے اور جو کچھ عبادہ نے کہا ہے لوگوں سے اسی کی پیروی کراؤ کیونکہ یہی حکم ہے۔ (حدیث ۱۸)

نہ منزل نہ رستے کا مجھ کو پتہ ہے مگر ایک خوشبو میری رہنما ملے
 یہ کیسا کرشمہ یہ کیسی ادا ہے دیا اک جگہ روشنی جا بجا ہے

محبت کا بیمار یہ جانتا ہے کہ مدینہ ووا ہے مدینہ دعا ہے
جہاں سے بھی گزرے تھے سرکار میرے مہکتا مہکتا ہوا راستہ ہے

حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت ابن مسعود کی حالت غیر ہو گئی

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں عمرو بن میمون کہتے ہیں:
میں ان کی خدمت میں جمعرات کی شام کو جایا کرتا تھا اور میں نے کبھی انہیں یہ کہتے
ہوئے نہ سنا کہ کسی کام کے بارے میں کہیں: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم۔ ایک شام انہوں نے یوں کہا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
اس کے بعد انہوں نے سر جھکا لیا۔ (میں نے دیکھا تو) ان کی قمیص کے بٹن کھلے
ہوئے تھے آنکھیں پھٹی ہوئیں اور رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد انہوں نے
فرمایا: أَوْ دُونَ ذَلِكَ أَوْ فَوْقَ ذَلِكَ أَوْ قَرِيبًا مِّنْ ذَلِكَ أَوْ شَبِيهَا بِذَلِكَ۔ آپ
(صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہی ارشاد فرمایا یا کم و بیش یا اس کے قریب یا اس کی طرح

(حدیث ۲۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی
حدیث بیان کرتے تو گھبرا جاتے اور فرماتے: أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۲۴)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے حدیث بیان کرنے کو کہا تو
انہوں نے فرمایا: كَبِرْنَا وَنَسِينَا وَالْحَدِيثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ شَدِيدٌ۔ ہم بوڑھے ہو گئے اور بھولنے لگے جبکہ حضور علیہ السلام کی طرف سے

حدیث بیان کرنا بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ (۲۵)

حضرت شعبہ فرماتے ہیں: میں پورا ایک سال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی
خدمت میں بیٹھتا رہا میں انہیں کبھی بھی حضور علیہ السلام کی طرف نسبت کر کے حدیث
بیان کرتے نہیں سنا۔ (۲۶)

آپ کی شان ہے کیا شانِ رسولِ عربی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو احادیث کم بیان کرنے کی نصیحت فرماتے۔ (۲۸) اس کی وجہ اگلے باب میں بیان ہو رہی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ کی نسبت کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ (۳۰ تا ۳۷) کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کی یہ شان نہیں کہ اس کی طرف غلط بات منسوب کرنے سے اس قدر وبال ہو اور یہ صرف آپ ہی کی شان کیوں نہ ہو کہ

آپ کی شان ہے کیا شانِ رسولِ عربی
 آپ پر جان ہے قربانِ رسولِ عربی
 کس نے یہ مرتبہ پایا یہ ہوا کس کو عروج
 ہوئے اللہ کے مہمانِ رسولِ عربی
 ہے وہی حکم خداوند تعالیٰ بے شک
 جو ہوا آپ کا فرمانِ رسولِ عربی
 آپ کا رتبہ ہوا ایسا کہ جنابِ جبریل
 آپ کے در کے ہیں دربانِ رسولِ عربی

(داغ دہلوی)

☆ خلفاء راشدین مہدیین کی پیروی کا حکم اور حضور علیہ السلام کا رقت انگیز
 خطبہ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ..... (۲۲-۲۳)
 ☆ خطبہ ارشاد فرماتے وقت حضور علیہ السلام کی پشیمان مقدس سرخ ہو جاتیں
 آواز بلند ہو جاتی اور غصہ تیز ہو جاتا۔ (۲۵)

ایک جامع ترین نصیحت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: یہی دو باتیں ہیں کلام اور ہدایت۔ تو سب سے عمدہ کلام اللہ کا کلام ہے اور سب سے عمدہ ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے۔ خبردار! تم بدعتوں سے احتراز کرنا کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ دیکھو تم لوگوں میں لمبی عمروں کا خیال پیدا نہ ہو جائے ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ جو چیز آنے والی ہے (موت) اسے بہت قریب سمجھو اور جو گزر گئی اسے بہت دور سمجھو۔ بدنصیب تو وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے ہی بدنصیب ہوا اور خوش بخت وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔ خبردار! مومن سے لڑنا کفر اور اسے گالی دینا گناہ ہے اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق منقطع کرے۔ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ سے نہ تو کوئی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے اور نہ کوئی بات دور ہو سکتی ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بچے سے وعدہ کرے اور اسے پورا نہ کرے کیونکہ جھوٹ فسق و فجور تک لے جاتا ہے اور فسق و فجور دوزخ تک۔ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف۔ سچ بولنے والے سے کہا جائے گا تو نے سچ کہا اور نیک کام کیا اور جھوٹے سے یہی کہا جائے گا تو نے جھوٹ بولا اور فسق و فجور کیا۔ خبردار! بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (۴۶)

آ نکھیں جو خدا دے تو ہو دیدار محمد

ہوں کان تو سنتے رہیں گفتار محمد

اے کاش میری قسمت خفتہ کبھی جاگے

اے کاش ملے خواب میں دیدار محمد

سودائے محبت کی جنہیں ملتی ہے دولت

سرخ کے ہوتے ہیں خریدار محمد

قید وہ ہے جو عشق محمد سے ہے آزاد

آزاد وہ ہے جو ہے گرفتار محمد

حافظ کی دعا تجھ سے ہے اے شافی مطلق

جیتا رہوں جب تک رہوں بیمار محمد (ﷺ)

(حافظ پبلی بھتی)

ایک عظیم الشان سند والی حدیث

ائمہ اہل بیت میں سے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا اپنے باپ (موسیٰ الرضا) سے وہ جعفر بن محمد سے وہ علی بن حسین (امام زین العابدین) سے وہ حضرت امام حسین سے امام حسین مولائے کائنات علی شیر خدا سے اور حضرت علی المرتضیٰ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

الْإِيمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ وَقَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ

ایمان دل کی پہچان (تصدیق بالقلب) زبان کے قول (اقرار باللسان)

اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے۔

ابو اہصت ہروی (اس حدیث کے راوی) فرماتے ہیں (کہ یہ سند اتنی بابرکت

ہے کہ) لَوْ قُرِئَ هَذَا الْإِسْنَادُ عَلَيَّ مَجْنُونٍ لَبَرَأَ۔ اگر یہ سند کسی پاگل و دیوانے پہ

پڑھی جائے تو وہ تندرست ہو جائے۔ (۶۵) جب حضور علیہ السلام کی اولاد کے

ناموں میں یہ برکت ہے تو سرکار کی بارگاہ عالی نے مرتبے و مقام کا کون اندازہ کر سکتا

ہے۔

آتے تھے یوں ملائکہ حضرت کے سامنے

جیسے فقیر صاحب دولت کے سامنے

چاہیں جسے وہ دولت کونین بخش دیں

یہ بات کیا ہے ان کی سخاوت کے سامنے

ہو سامنا اجل کا تو یثرب میں یا خدا
 مرقد بنے تو شاہ کی تربت کے سامنے
 اندھا کیا ہے شوق نے دریا ہو یا کنواں
 کچھ سوچتا نہیں ہے محبت کے سامنے
 (امیرینالی)

طاقتور مومن کمزور مومن سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا: **الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ (۷۹)**
 طاقتور مومن زیادہ بہتر اور اللہ کو محبوب ہے کمزور مومن سے اور ہر ایک میں بھلائی
 ہے۔ تجھے ہر اچھے کام میں حریص ہونا چاہیے تاکہ تجھے فائدہ پہنچے۔ خدا سے مدد طلب
 کرتا رہ اور معذور نہ بن۔ اگر کسی کام میں تجھے صدمہ پہنچے تو یہ نہ کہہ کہ اگر میں یہ کام
 ایسے کرتا تو ایسا نہ ہوتا بلکہ یہ کہا کر کہ خدا نے ایسے ہی مقدار کر دیا تھا وہ جو چاہے کرتا
 ہے ورنہ تجھ پہ شیطان کا عمل کھل جائے گا یعنی شیطان کا اثر ہو جائے گا۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو تقدیر پہ بحث مباحثہ

کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمادیا۔ (۸۵)

☆ اس امت کے آتش پرست وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلاتے ہیں۔

اگر بیمار ہو جائیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں

شریک نہ ہو اور اگر ان سے تمہاری ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو۔ (۹۲)

أَبْوَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

(حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام کے فضائل کا بیان)

میں اور میرا سارا مال حضور ہی کا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ بات سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا:

يا رسول الله: هل أنا ومالي إلا لك يا رسول الله (۹۴)

میرے آقا! میں بھی آپ کا اور میرا مال بھی آپ کا اور صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

مصطفیٰ آدمیت کی علامت ہے ولای مصطفیٰ

مصطفیٰ دل کے لئے ہے دل برائے مصطفیٰ

ہے رضائے مصطفیٰ میں رب کعبہ کی رضا

رب کعبہ کی رضا میں ہے رضائے مصطفیٰ

کچھ نہیں معلوم کیا ہے قصہ ذات و صفات

تجھ پہ ہم ایمان لائے اے خدائے مصطفیٰ

شکل انسانی میں قرآن مجسم آپ ہیں

شرح فرمان خدا ہے ہر ادائے مصطفیٰ

آرزو دل میں یہ رکھتا ہوں خدا پوری کرے

جب مردوں کوثر زباں پر ہو ثنائے مصطفیٰ (کلمہ)

(کوثر نیازی)

☆ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جنت میں تمام بزرگوں کے سردار ہوں گے۔ (۹۵-۱۰۰)

ابوبکر و عمر عثمان و علی

ان کی لاثانی خلافت کو سلام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خصوصی چار فضائل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

لَمَّا اسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَقَدْ اسْتَبَشَرَ اَهْلُ السَّمَاءِ بِاسْلَامِ عُمَرَ

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آسمان والوں نے خوب خوشیاں منائیں۔ (۱۰۳)

☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

اَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُهُ الْحَقُّ عُمَرُ وَاوَّلُ مَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَاوَّلُ مَنْ يَأْخُذُ بِيَدِهِ فَيَدْخِلُهُ الْجَنَّةَ (۱۰۴)

سب سے پہلے حق تعالیٰ حضرت عمر سے مصافحہ فرمائے گا (اپنی شان کے مطابق) (۳) حضرت عمر کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سلام فرمائے گا (اپنی شان کے مطابق) (۴) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ حضرت عمر کا ہاتھ پکڑ کر ان کو جنت میں داخل فرمائے گا (اپنی شان کے مطابق)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان کے ساتھ حضرت اُمّ کلثوم کا نکاح کیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کے دروازے پر ملاقات کی اور انہیں

فرمایا:

يَا عُمَانُ هَذَا جَبْرِيلُ أَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ قَدْ زَوَّجَكَ أُمَّ كَلْثُومٍ
بِمِثْلِ صَدَاقِ رُقَيْةَ عَلِيٍّ مِثْلِ صُحْبَتِهَا (۱۱۱)

اے عثمان! یہ جبریل ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
(میری بیٹی) ام کلثوم کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا ہے اور حق مہر وہ ہوگا جو
(میری مرحومہ بیٹی حضرت) رقیہ کا تھا اسی طرح اس کے ساتھ بھی زندگی
گزارانی ہے جس طرح کہ رقیہ کے ساتھ (حسن سلوک کی زندگی گزارنی
ہے)

کاش! گستاخان صحابہ کرام بھی حضور علیہ السلام کے یہ فرمان پڑھیں اور
نبی علیہ السلام کے ان یاروں اور خدا کے پیاروں کے بارے میں زبان
طعن دراز کرنے سے باز آجائیں۔

آنکھوں میں رہا دل میں اتر کر نہیں دیکھا

کشتی کے مسافر نے سمندر نہیں دیکھا

جس کا میں مولا، اس کا علی مولا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں ایک جگہ
اترے اور لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا (جب لوگ جمع ہو گئے تو) آپ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اعلان فرمایا:

کیا میں اہل ایمان کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک نہیں ہوں؟۔ سب نے کہا:
کیوں نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: فَهَذَا وَكَيْ مَنْ أَنَا مَوْلَاهُ۔ تو جس کا میں مولا
(محبوب ولی) اس کا علی مولیٰ۔ اے اللہ! اس سے محبت کر جو علی سے محبت رکھے اور
اس سے بغض رکھے جو علی سے بغض رکھے۔ (۱۱۷)

باب فضل علی کی پہلی حدیث جو کہ حضرت علی سے ہی روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے مجھ سے عہد فرمایا: تم سے مومن کے علاوہ کوئی محبت نہ کرے گا اور منافق کے علاوہ کوئی عداوت نہ رکھے گا۔ (۱۱۴)

☆ اسی باب کی آخری حدیث میں وہ مشہور الفاظ ہیں: مَنِ كُنْتُ مَوْلَاہُ

فَعَلَيْ مَوْلَاہُ. (۱۲۱)

علی امام من است و منم غلام علی

ہزار جان گرامی فدا بنام علی

(کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)

حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے حضرت علی المرتضیٰ کو نہ سردی لگتی نہ گرمی

حضرت ابوہیثمی کہتے ہیں: وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ (سردی گرمی میں) سفر کرتے رہے۔ حضرت علی موسم گرما کے کپڑے موسم سرما میں اور موسم سرما کے کپڑے گرمیوں میں پہنتے تھے۔ ہم نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس آدمی بھیجا اور خیبر کے روز مجھے آشوب چشم کی شکایت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں لعاب مہلک لگایا اور فرمایا: اے اللہ! اس سے گرمی اور سردی کو دور فرما دے تو اس روز سے میں گرمی اور سردی محسوس نہیں کرتا اور فرمایا: میں ایسے آدمی کو (فلاح خیبر بنا کر) بھیجوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت رکھتے ہیں اور وہ فرار ہونے والا نہیں ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے پاس آدمی بھیجا اور انہیں علم عطا فرمایا۔ (۱۱۷)

آنکھوں میں نور دل میں بصیرت ہے آپ سے

میں خود تو کچھ نہیں میری نسبت ہے آپ سے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

زمین پہ چلتا پھرتا شہید

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر ارشاد فرمایا:

شَهِيدٌ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ

یہ ایک شہید ہے جو زمین پہ چل رہا ہے۔ (۱۲۵)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور علیہ السلام نے

ارشاد فرمایا:

لَوْ كُنْتُ مُسْتَخْلِفًا أَحَدًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ لَأَسْتَخْلِفْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ
اگر میں کسی کو بغیر مشورہ کے نائب بناتا تو ابن ام عبد (حضرت عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔ (۱۳۷)

انہی کو ارشاد فرمایا: اِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ وَأَنْ تَسْمَعَ سِوَادِي
حَتَّىٰ أَنهَاكَ۔ تمہیں (میرے پاس آنے کی) ہر وقت اجازت ہے۔ تم میری راز کی
باتیں بھی سن سکتے ہو جب تک میں خود تجھے منع نہ کر دوں (۱۳۹)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل
کے ضمن میں ارشاد فرمایا: وَاللَّهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ إِلَّا إِيمَانٌ حَتَّىٰ يُحِبَّهُمْ لِلَّهِ
وَلِقَرَابَتِهِمْ مَنِيٌّ۔ اللہ کی قسم! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں
ہوگا جب تک وہ ان (اہل بیت) سے میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔

(۱۴۰)

نورِ عینِ مصطفیٰ شاہِ حسن

۔۔۔ نورِ عینِ مصطفیٰ شاہِ حسن
مظہر انوارِ وحدت کو سلام

☆ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے اپنے سینے کے ساتھ چمٹا کر فرمایا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ

اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر اور اس کے ساتھ محبت کرنے والے کو بھی اپنا محبوب بنا۔ (۱۴۲)

اگلی حدیث میں امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں کے لئے فرمایا: جس نے ان سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی، اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ (۱۴۳)

جس قدر اصحاب و اہل بیت ہیں
ان کی شوکت اور فضیلت کو سلام

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کی دعوت پر گئے۔ گلی میں حضرت امام حسین کھیل رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور اپنے ہاتھ آگے کی طرف پھیلا دیئے۔ لڑکا (امام حسین) ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہنساتے رہے حتیٰ کہ اسے پکڑ لیا۔ اپنا ایک ہاتھ اس کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا اس کے سر کے اوپر رکھ لیا۔ پھر اسے چوم کر فرمایا: حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ جس نے حسین سے محبت کی، اس نے اللہ سے محبت کی، حسین نواسوں میں سے ایک نواسا ہے۔ (۱۴۴)

خیر البشر کی آنکھ کا تارا حسین ہے زہرا کا دلارام و دلار حسین ہے
اس کے لبو کی روشنی پھیلی افق افق ہے دنیا میں روشنی کا ستارہ حسین ہے
مظلومیت کو شان انا اس نے بخش دی مظلوم آدمی کا سہارا حسین ہے

ہیت سے ہر یزید کا چہرہ اتر گیا جب بھی جہاں بھی کوئی پکارا حسین ہے
 ☆ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا: مِلِّيَّ عَمَّارٌ اِيْمَانًا اِلَى مُشَاشِهٖ۔ عمار ایسا برتن ہے جو کہ حلق تک ایمان سے
 بھر پور ہے۔ (۱۴۷)

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے چار محبوبوں کے ساتھ حضور علیہ السلام کو محبت کرنے کا
 حکم دیا۔ حضرت علی، ابوذر، سلمان اور مقداد رضی اللہ عنہ (۱۴۹)

رسول اللہ کا بلال بہترین بلال ہے

☆ کافروں کا صحابہ کرام پہ ظلم و ستم اور حضرت بلال کا مکہ شریف کی گھاسیوں
 میں احد احد کے نعرے بلند کرنا (۱۵۰) ایک دن کسی شاعر نے حضرت بلال کی
 تعریف کرتے ہوئے کہا: بلال بن عبد اللہ بہترین بلال ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ
 عنہما نے اس کو فرمایا: كَذَّبْتَ لَا بَلَّ بِلَالٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ بِلَالٍ۔ تم جھوٹ بولتے
 ہو بلکہ یوں کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلال بہترین بلال ہیں۔ (۱۵۲)

آنکھ سے گرتے ہی انمول گہر ہوتا ہے

غم نصیبوں کے لئے موج ظفر ہوتا ہے

عشق میں ان کے مچلتا ہے جو آنسو خالد

اس سے آباد محبت کا نگر ہوتا ہے

☆ حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی فرماتے ہیں: میں جب سے مسلمان ہوا ہوں
 حضور علیہ السلام نے میری طرف جب بھی دیکھا تبسم فرمایا۔ (۱۵۹)

☆ بدر والے صحابہ کی طرح بدر میں اترنے والے فرشتے بھی دوسرے
 فرشتوں سے افضل ہیں۔ (۱۶۰)

☆ الْعَوَارِجُ كِلَابُ النَّارِ۔ خارجی دوزخ کے کتے ہیں (۱۷۳) ان کی
 نشانیوں میں خاص طور پر قرآن پڑھنا اور سر منڈانا بیان فرمایا۔ (۱۷۵)

دیدار خداوندی

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: للذین احسنوا الحسنی و زیادة۔ بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے مع اضافہ اور فرمایا: جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔ اے اہل جنت! اللہ کے یہاں تمہارے لیے ایک وعدہ ہے جسے اب وہ پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اہل جنت کہیں گے: وہ کیا ہے؟ کیا اللہ نے ہمارے پلڑوں کو بھاری نہیں فرمایا؟ کیا ہمارے چہروں کو منور نہیں فرمایا؟ کیا ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں عطا فرمائی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دے گا اور اہل جنت اسے دیکھیں گے۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے انہیں نہ تو اس سے زیادہ محبوب کوئی شے عطا کی ہوگی اور نہ اس سے زیادہ کسی شے میں آنکھوں کی فرحت ہوگی۔ (۱۸۷)

خوب ہے تیری عالم آرائی	اے خدائے جمال و زیبائی
محو حیرت ہے تاب گویائی	تو کہاں ہے کہاں نہیں ہے تو
کون سمجھے یہ راز تنہائی	سب میں موجود اور سب سے جدا
ریزہ ریزہ ہے دام جویائی	پارہ پارہ قبائے استدلال
دیکھ کر تیری شان یکتائی	کیا نظر آئے ماسوا کا جہاں
تیری رحمت ہی سب کے کام آئی	یاس میں غم میں اور مشکل میں
زندگی تازگی و رعنائی	اعظم اس نام سے ہے گلشن میں

حضرت جابر کے والد حضرت عبداللہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات

حضرت جابر بن عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب (میرے والد) حضرت عبداللہ احد کے دن شہید کیے گئے تو میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اے جابر! کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے

تمہارے والد سے فرمائی۔ یحییٰ اپنی روایت میں کہتے ہیں، آپ نے فرمایا: اے جابر! میں تمہیں مغموم اور رنجیدہ پاتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد شہید ہو گئے۔ انہوں نے بہت سے عیال اور کافی سارا قرض چھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ کس صورت میں اللہ نے تمہارے والد سے ملاقات کی ہے؟ حضرت جابر نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بغیر حجاب کے کبھی کسی سے گفتگو نہیں کی لیکن تمہارے باپ سے بغیر حجاب کے کلام کیا اور فرمایا: اے میرے بندے! تجھے کس شے کی آرزو ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے دوبارہ زندہ کر دے تاکہ تیری راہ میں دوبارہ قتل ہو جاؤں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: یہ تو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ لوگوں کو دنیا کی جانب دوبارہ لوٹایا نہ جائے گا۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ! تو پھر دنیا والوں کو پیغام پہنچا دے۔ فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں، انہیں مردے شمار نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ (القرآن ۳: ۱۶۹) (الحديث ۱۹۰)

اشک کو ارمغاں سمجھتے ہیں	آپ میری زباں سمجھتے ہیں
بے قراری کو بے قراری کیا	ہم تو آرامِ جاں سمجھتے ہیں
میرے جذبوں کو تم نہ سمجھو گے	شافعِ عاصیاں سمجھتے ہیں

قاتل و مقتول دونوں جنت میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دو شخصوں کی طرف دیکھ کر (اپنی شان کے مطابق) ضحک فرماتا (ہنستا) ہے جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور دونوں جنت میں داخل ہوئے۔ (وہ اس طرح کہ) ایک اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا تھا کہ شہید ہو گیا۔ پھر اس کے قاتل نے توبہ کر لی اور وہ بھی اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (تو اس طرح قاتل و

مقتول دونوں جنت میں چلے گئے) (۱۹۱)

☆ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو لپیٹ کر اپنے داہنے ہاتھ میں لے لے گا (اپنی شان کے مطابق) اور فرمائے گا: اَنَا الْمَلِكُ آيِنَ مُلُوكِ الْاَرْضِ۔ میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ۔ (۱۹۲)

شان خدا بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اللہ تعالیٰ کی شان میں) پانچ باتیں ارشاد فرمائیں۔

(۱) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّنَامَ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے اور نہ ہی سونا اس کی شان کے لائق ہے۔

(۲) يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ۔ میزان کو پست و بلند فرماتا ہے۔

(۳) يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ

النَّهَارِ

دن میں ہونے والے اعمال رات سے پہلے اور رات میں ہونے والے

اعمال دن سے پہلے اس کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔

(۴) حِجَابُهُ النُّوْرُ۔ اس کا پردہ نور ہے۔

(۵) لَوْ كَشَفَتْ لَأَحْرَقَتْ سُبْحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى اِلَيْهِ بَصْرُهُ مِنْ

خَلْقِهِ۔ اگر وہ اس پردے کو اٹھا دے تو اپنے سامنے کی تمام اشیاء کو جلادے جہاں

تک بھی مخلوق پر اس کی نگاہ پہنچے۔ (۱۹۵)

اگلی روایت میں ہے کہ پھر حضرت ابو عبیدہ (اس حدیث کے ایک راوی) نے

یہ آیت تلاوت کی: ان بورك من في النار ومن حولها و سبحن الله رب

العالمین۔ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے اور جو اس کے ارد گرد

ہیں پاکی ہے اس کو جو رب ہے سارے جہانوں کا۔ (القرآن ۲۷-۸) الحدیث ۱۹۶
 لائق حمد تری ذات کہ محمود ہے تو لائق سجدہ تری ذات کہ معبود ہے تو
 انکیساری مرا مقسوم کہ بندہ ہوں میں خودنمائی ترا دستور کہ معبود ہے تو
 بعد اتنا کہ کبھی آنکھ نے دیکھا نہ تجھے قرب اتنا کہ مری جاں میں موجود ہے تو
 ہے وراحد تعین سے تری ذات قدیم کون کہتا ہے کسی سمت میں محدود ہے تو
 حسن پردے میں بھی بے پردہ نظر آتا ہے اتنا چھپنے پہ بھی منظور ہے مشہود ہے تو
 میری کیا بود کہ معدوم تھا معدوم ہوں میں تیری کیا شان کہ موجود تھا موجود ہے تو
 اک اعظم ہی نہیں عاشق ناچیز ترا سب کا مطلوب ہے محبوب ہے مقصود ہے تو
کہاں ہیں جبارین و متکبرین؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 منبر پہ تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ زمینوں اور آسمانوں کو قیامت کے دن
 اپنے دست اقدس میں لے کر (اپنی شان کے مطابق) ہاتھ کو بلند کرے گا پھیلانے
 گا اور فرمائے گا:

أَنَا الْجَبَّارُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ

میں ہوں جبار، کہاں ہیں (دنیا کے) جبار و متکبر۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
 فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دائیں بائیں ملاحظہ فرماتے جاتے جبکہ منبر مبارک
 ہل رہا تھا اور مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ منبر حضور علیہ السلام سمیت الٹ نہ جائے۔

(۱۹۹)

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کل یوم ہو فی
 شان کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ایک شان یہ ہے۔ أَنْ يَغْفِرَ ذُنُوبًا وَيُفْرِجَ
 كَرْبًا وَيَرْفَعَ قَوْمًا وَيَخْفِضَ آخَرِينَ۔ کہ وہ گناہ معاف کرتا ہے، مصیبت کو دور
 فرماتا ہے، ایک قوم کو بلند اور دوسری کو پست فرماتا ہے۔ (۲۰۲)

marfat.com

Marfat.com

☆ جو اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے اور لوگ اس پہ عمل کریں تو اس کے لئے اس کا بنا بھی اجر ہوگا اور جتنے لوگ اس پہ عمل کریں گے ان کا اجر بھی ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں کمی کی جائے۔ ایسے ہی جو برا طریقہ رائج کرے گا اور لوگ اس پہ عمل کریں گے تو اس کا اپنا گناہ بھی اس کے سر ہوگا اور جتنے لوگ اس پہ عمل کریں گے ان کا گناہ بھی اس کے سر ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کمی کی جائے (۲۰۳ تا ۲۰۷) اسی طرح جس نے کسی مردہ سنت کو زندہ کیا یا بدعت کو ایجاد کیا، اس کے بارے میں بھی یہی فرمایا گیا۔ (۲۱۰-۲۰۹)

قرآن والے ہی اللہ والے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے کچھ لوگ اللہ والے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: هُمْ أَهْلُ الْقُرْآنِ أَهْلُ اللَّهِ وَخَاصَّتُهُ۔ قرآن والے ہی اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔ (۲۱۵)

☆ حضرت عمر کے دور میں ایک غلام کو قرآن زیادہ جاننے کی بنا پر افسر مقرر کر دیا گیا جو کہ کتاب اللہ کا قاری، فرائض کا عالم اور اچھا فیصلہ کرنے والا تھا۔ (۲۱۸)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوذر! صبح کے وقت کتاب اللہ کی ایک آیت کا سیکھنا تمہارے سو رکعات (نوافل) پڑھنے سے بہتر ہے اور صبح کے وقت علم کا کوئی باب سیکھ کر خواہ اس پہ عمل کر سکو یا نہ کر سکو تو تمہارے لیے ایک ہزار رکعات (نوافل) پڑھنے سے بہتر ہے۔ (۲۱۹)

اس قدر کون محبت کا صلہ دیتا ہے اسکا بندہ ہوں جو بندے کو خدا دیتا ہے
جب اترتی ہے مری روح میں عظمت اسکی مجھ کو مسجود ملائک کا بنا دیتا ہے
رہنمائی کے یہ تیور ہیں کہ مجھ میں بس کر وہ مجھے میرے ہی جوہر کا پتا دیتا ہے
اسکے ارشاد سے مجھ پہ مرے اسرار کھلے کہ وہ ہر لفظ میں آئینہ دکھا دیتا ہے

ظلمت دہر میں جب بھی میں پکاروں اسکو وہ میرے قلب کی قندیل جلا دیتا ہے
 وہی نمٹے گا مری فکر کے سناٹوں سے بت کدوں کو جواذ انوں سے بسا دیتا ہے
 وہی سرسبز کرے گا مرے ویرانوں کو آندھیوں کو بھی جو کردار صبا دیتا ہے
 قصر و ایوان سے گزر جاتا ہے چپ چاپ ندیم در محمد ﷺ کا جب آئے تو صدا دیتا ہے
 (احمد ندیم قاسمی)

ایک حدیث کے لئے مدینہ سے دمشق تک کا سفر

حضرت کثیر بن قیس کہتے ہیں: میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اے ابوالدرداء! میں آپ کے پاس مدینہ الرسول سے ایک حدیث کے لئے آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اسے بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابوالدرداء نے دریافت فرمایا: کسی کاروبار کی غرض سے تو نہیں آئے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ ابوالدرداء نے سوال کیا: شاید کوئی اور غرض ہو؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ حضرت ابوالدرداء نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جو علم کی تلاش میں راستہ طے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور فرشتے طالب علم سے خوش ہو کر اپنے پروں کو بچھاتے ہیں۔ زمین اور آسمان میں جتنی چیزیں ہیں اس کے لئے استغفار کرتی ہیں حتیٰ کہ پانی میں مچھلی بھی اور عالم کو عابد پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسے ستاروں پر چاند کو حاصل ہے۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں انبیاء ورثہ میں نہ دینار چھوڑتے ہیں نہ درہم وہ ورثہ میں علم چھوڑتے ہیں جس نے اسے لیا اس نے ایک بڑا حصہ حاصل کر لیا۔ (۲۲۳)

☆ مسجد میں دو حلقے لگے ہوئے تھے۔ ایک تلاوت و دعا میں مصروف تھا اور دوسرا تعلیم و تعلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو بھلائی پر قرار دیا لیکن خود اس حلقہ میں تشریف فرما ہو گئے جو تعلیم و تعلم میں مصروف تھا اور فرمایا: إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا۔

مجھے بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (۲۲۹)

معلم خدائی کے جو بن کے آئے جھکے جن کے آگے سب اپنے پرانے
دین کی بات (حدیث) دوسروں تک پہنچانے والے کو حضور علیہ السلام کی دعا
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا:

نَصَرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهِ غَيْرِ فِقْهِهِ
وَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ

اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوش رکھے جو میری ایک بات سنے اور دوسرے تک
پہنچائے کیونکہ بہت سے فقہ کی معلومات رکھنے والے خود فقیہ نہیں ہوتے اور بہت دفعہ
ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیان کرنے والا اتنا سمجھدار نہیں ہوتا جتنا کہ وہ جس کے سامنے
بیان کیا جا رہا ہے۔

علی بن محمد راوی نے اس روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ تین باتوں میں کسی
مسلمان کو خیانت نہیں کرنی چاہیے۔

(۱) خلوص کے ساتھ نیک عمل کرنا۔

(۲) حکام کو نصیحت کرنا۔

(۳) مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا۔ (۲۳۰)

اس حدیث کی بعض روایات میں یہ لفظ بھی ہے۔ تروتازہ رکھے اللہ تعالیٰ اس
شخص کو جس نے میری بات کو سنا فوعاھا اور اس کو یاد رکھا۔ ثُمَّ بَلَّغَهَا عَنِّي۔ پھر
میری طرف سے آگے پہنچایا۔ (۲۳۶) بعض روایات میں ہے: لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ
الْغَائِبَ فَإِنَّهُ رَبٌّ مُبَلِّغٌ يُبَلِّغُهُ أَوْعَىٰ لَهُ مِنْ سَامِعٍ۔ حاضر کو چاہیے کہ وہ غائب
کو یہ باتیں پہنچا دے کیونکہ بہت سارے لوگوں کے پاس احادیث پہنچائی جاتی ہیں
اور وہ سننے والوں سے زیادہ محفوظ رکھتے ہیں۔ (۲۳۳) بعض میں اوعیٰ کی بجائے

احفظ من سامع کے الفاظ ہیں۔ (۲۳۲)

خیر والے اور شر والے لوگ

☆ بھلائی کو پھیلانے والے کے لئے حضور علیہ السلام کی دعا اور برائی کو پھیلانے والے کیخلاف حضور علیہ السلام کی دعا۔

إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلْخَيْرِ مَغَالِيقَ لِلشَّرِّ وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ
لِلشَّرِّ مَغَالِيقَ لِلْخَيْرِ فَطُوبَى لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الْخَيْرِ عَلَى
يَدَيْهِ وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الشَّرِّ عَلَى يَدَيْهِ (۲۳۲)

بے شک لوگوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو بھلائی کی چابیاں برائی کے تالے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو برائی کو پھیلانے والے اور بھلائی کو بند کرنے والے ہیں۔ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کے ہاتھ پہ اللہ تعالیٰ نے خیر کے دروازے کھولے ہیں اور اس شخص کے لئے بربادی ہو جس کے ہاتھ پہ شر کے دروازے کھولے گئے ہیں۔

سات قسم کی نیکیاں موت کے بعد بھی کام آئیں گی

یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ سات نیکیاں مندرجہ ذیل ہیں کہ جن کے بارے میں فرمایا: يَنْحَقُّهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ

(۱) علم جس کی تعلیم دیتا رہا اور پھیلاتا رہا (۲) نیک لڑکا جسے وہ چھوڑ کر مرا (۳) قرآن پاک جس کا اس نے کسی کو وارث بنایا (۴) مسجد جو تعمیر کر گیا (۵) مکان جو اس نے مسافروں کے لئے بنایا (۶) نہر جو اس نے جاری کی (۷) صدقہ جو اس نے صحت کی حالت میں دیا ہو۔ (۲۳۲)

☆ سب سے بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم کی بات سیکھ کر دوسرے مسلمان کو سکھائے۔ (۲۳۳)

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا ثُمَّ يُعَلِّمُهُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ.

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں کا چلنا آپ کو ناگوار گزرتا چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابڑے جائے تاکہ وہ لوگ آگے نکل جائیں اور آپ کے دل میں فخر پیدا نہ ہو۔ (۲۴۵) یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی اجازت و حکم اور آپ کی رضا کے حصول کے لیے صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کے آگے آگے چلتے جبکہ فرشتے آپ کے پیچھے چلتے تھے چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَى مَشَى مَشِيَّ أَصْحَابِهِ وَأَمَامَهُ وَتَرَكَوْا ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ صَحَابَهُ كَرَامٍ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا ثُمَّ يُعَلِّمُهُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ. (۲۴۶)

۔ اشرف الانبياء ہے ہمارا نبی
بلبلوں نے جو دیکھی ملاحت تری
تم ہو وہ حسن والے کہ اللہ نے
اور نبیوں کو مخصوص تھی امتیں
آج یوسف بھی ان کی غلامی میں ہے
ہے شفاعت کے سہرے کی سر پہ پھین
بحر عصیاں کے گرداب میں ناؤ ہے
کوچ اکبر کا جس وقت دنیا سے ہو
لب پہ جاری ہو کلمہ تمہارا نبی
(صلی اللہ علیہ وسلم)

علم کے بارے میں حضور علیہ السلام کی دو دعائیں

☆ حضور علیہ السلام نے اپنی دعا میں چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب

کی۔

(۱) اس علم سے جو نفع نہ دے (۲) اس دعا سے جو قبول نہ ہو (۳) اس دل

marfat.com

Marfat.com

سے جو نہ ڈرے (۴) اس نفس سے جو سیر نہ ہو (۲۵۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں اپنے رب سے یوں بھی عرض کرتے: **اللَّهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ**۔ اے اللہ! جو تو نے مجھے علم دیا اس کو میرے لیے نافع بنا اور مجھے وہ علم دے جو مجھے نفع پہنچائے اور میرے علم میں اضافہ فرمایا۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ (۲۵۱)

☆ جو دنیوی مقاصد کے لئے علم حاصل کرے گا یعنی اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہوگی تو قیامت کے دن وہ شخص جنت کا خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔ (۲۵۲)

☆ جو جھلاء سے لڑنے علماء پہ فخر کرنے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے علم سیکھے وہ دوزخی ہے۔ (۲۵۳)

☆ ریاکار قراء جب الحزن میں جائیں گے جس سے جہنم روزانہ چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔ قراء سے مراد وہ ہیں جو امراء کے پاس جاتے ہیں اور امراء سے مراد ظالم ہیں۔ (۲۵۶) فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ دین حاصل کریں گے، قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے: ہم امیروں کے پاس اس لیے جاتے ہیں تاکہ ان سے دنیا حاصل کریں اور اپنے دن کو ان سے جدا رکھتے ہیں حالانکہ یہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ کانٹے دار درخت سے پھل توڑیں گے تو کانٹے ضرور چبھیں گے۔ (۲۵۵)

اہل علم کے لئے حضور علیہ السلام کا فرمان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر علماء علم حاصل کر کے اسے محفوظ رکھتے اور اسے اہل لوگوں پر ہی پیش کرتے تو اہل زمانہ کے سردار بن جاتے لیکن انہوں نے دنیا حاصل کرنے کے لئے اسے دنیا داروں پر پیش کیا اس لیے ذلیل ہو گئے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ اخِرِيَّةٍ كَفَاهُ اللَّهُ هَمَّ دُنْيَاةٍ وَمَنْ تَشَقَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ فِي اَحْوَالِ الدُّنْيَا لَمْ يَبَالِ اللَّهُ فِي اَيِّ اَوْدِيَّتِهَا

هَلَكَ

جس کو صرف آخرت کی فکر ہو تو اللہ تعالیٰ دنیا کے غم سے اس کو نجات دے دیتا ہے اور جو دنیاوی غموں میں پریشان ہوتا رہے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں چاہے وہ کسی بھی وادی میں مر جائے۔ (۲۵۷)

★ غم کو چھپانے والے کے منہ میں آگ کی لگام ہوگی۔ (۲۶۱-۲۶۶)

ابوابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا

(طہارت اور اسکی سنتوں کا بیان)

★ حضور علیہ السلام ایک مہ پانی سے وضو فرماتے اور ایک صاع سے غسل کرتے تھے حضرت عقیل بن ابی رباح سے کہا ہمیں تو اتنا پانی کافی نہیں ہوتا تو نبیوں نے جو باریہ لگا کر بجزیٰ من ہوا خیر منک واکثر شغرا یحییٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کو کافی ہوتا تھا جو تم سے فطری طور پر بھی تھا اور ان کے ہاں مبارک بھی (تم سے) زیادہ تھے جتنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم (۲۶۸)

حضرت عقیل نے ساقی کو خوبصورتی سے مست بھی بنا دیا اور اپنے آقا علیہ السلام کی عظمت و شان کا تذکرہ بھی کر دیا ان بھی آقا علیہ السلام کے غلاموں کا ہی عریق ہے کہ مویخ کوئی بھی ہو جب تک عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بین کرے ان کا مویخ تمسک کی نہیں ہوتا۔

تو گل تو چکا ہے آخر اس کا جھوہ ہے

شہزاد شہزاد گھوڑوں شہزاد شہزاد چھوہ ہے

نہت نہ کھیں تو اس میں سونا سونا گھنٹے

یہ جانو کہ ایک دوسرا ہوتا ہے تاج تاج ہے

مانگ انہی سے جا کر مانگ جن کی گلی کا منگتا ہے
اسم محمد لکھ لکھ کر تم نے بھی کیا چوما ہے
تم کو کیا معلوم کہ کام رونے ہی سے بنتا ہے
مجھ کو تو بس اک خطہ جنت جیسا لگتا ہے
دل میں کیا مسرور ترے شہر نبی کا نقشہ ہے

☆ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا الْمُؤْمِنُ۔ ایماندار ہی وضو کی پابندی کرتا ہے۔ یعنی ہمیشہ با وضو رہتا ہے۔ (۲۷۹)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جو شخص تجھ سے یہ کہے: حضور علیہ السلام نے (ایک دفعہ مجبوری کے علاوہ) کبھی کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا، اس کو سچ نہ جاننا کیونکہ میں آپ کو ہمیشہ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے دیکھا ہے۔ (۳۰۷)

☆ حضرت عمر کو حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا: يَا عُمَرُ لَا تَبْلُ قَائِمًا۔ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرنا، اس کے بعد حضرت عمر نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا۔ (۳۰۸)

شرم و حیائے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا فرمان صداقت نشان ہے۔

مَا تَغْنَيْتُ وَلَا تَمْنَيْتُ وَلَا مَسِسْتُ ذَكْرِي بِيَمِينِي مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۲۱۱)

نہ میں نے کبھی گانا گایا اور نہ جھوٹ بولا (من الامنية بمعنى الكذب كما في قوله تعالى و منهم اميون لا يعلمون الكتاب الا امانى وقد اخطا من فسره بخلافه في الحديث انجاء۔ ابن ماجہ، ص ۲۷، ج ۴ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی) اور جب سے میں نے حضور علیہ السلام کی بیعت کی ہے۔ اپنا دایاں ہاتھ کبھی آلہ تناسل کو نہیں لگایا۔ عاشقان اوز خوباں خوب تر

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کے لئے جانے کا ارادہ فرمایا تو درختوں کو پیغام بھیجا (تاکہ پردے کا اہتمام ہو جائے) درخت حکم سنتے ہی آپس میں جمع ہوئے۔ پھر دوڑتے ہوئے حاضر خدمت ہو گئے اور قضائے حاجت کے بعد لوٹ جانے کا حکم سن کر واپس اپنی اپنی جگہ پہ لوٹ گئے۔ (۳۳۹)

☆ اچھی طرح وضو کر کے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبده ورسوله پڑھنے والے کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (۴۱۹)

☆ جاری نہر کے کنارے پہ ہو تب بھی وضو میں زیادہ پانی استعمال کرنا فضول خرچی ہے۔ (۴۲۴)

گناہ ختم کرنے اور نیکیاں بڑھانے والا کام

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَا يَكْفِرُ اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ

کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرماتا ہے اور نیکیاں بڑھاتا ہے؟ ہم نے عرض کیا: حضور! ضرور ارشاد فرمائیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَى إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ۔ تکلیف کی حالت میں پورا وضو کرنا۔ مسجد کی طرف کثرت سے جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی انتظار کرنا۔ (۴۲۷)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہوئے دونوں رخساروں کو آہستہ آہستہ

ملتے اور داڑھی مبارک کا نیچے کی طرف سے خلال فرماتے۔ (۴۳۲)

☆ اللہ کے حکم کے مطابق وضو کرنے والے کی نمازیں درمیانی عرصہ میں

ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ (۴۵۹)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرما کر اپنے زیب تن کیے ہوئے چنے کو پلٹ کر چہرہ اقدس کو پونچھا (۴۶۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ”لاجوابی“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی طرف سے فرمایا: آگ پہ پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کیا کرو تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا گرم پانی سے وضو کر لیا کریں؟ تو حضرت ابو ہریرہ نے (لاجواب ہو کر) فرمایا: اے بھتیجے! جب حضور علیہ السلام کی حدیث سنو تو اس کے سامنے مثالیں نہ دیا کرو۔ (۴۸۵) اگلا پورا باب حضرت ابن عباس کے موقف کی تائید میں ہے۔

☆ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو اور دودھ پی کر کلی کرنے کا حکم (کیونکہ اس کا گوشت سخت ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کھانے کے دوران مسوڑھوں سے خون نکل آیا ہو اور دودھ میں چکناہٹ ہوتی ہے) اور بکری کا گوشت کھانے سے وضو کی ضرورت نہیں نہ ہی اس کا دودھ پینے سے کلی کی ضرورت ہے۔ (۴۹۷)

☆ حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے دن ایک ہی وضو سے تمام نمازیں پڑھائیں۔ (۵۰۹)

☆ وضو ہوتے ہوئے وضو کر لینے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (۵۱۲)

☆ ناپاک چیز پانی کا مزہ خوشبو یا رنگ بدل دے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔

(۵۲۱)

تیرے خُلق کو رب نے عظیم کہا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ کہنے لگا: اے اللہ! میری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرما اور دوسرے کسی کی مغفرت نہ کر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بننے لگے اور فرمایا: تو نے ایک کشادہ شے کو تنگ کر دیا ہے۔ پھر وہ واپس چلا

گیا اور مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ اس اعرابی نے بات سمجھنے کے بعد کہا: (یعنی لوگ اس کو مارنے کے لئے جھپٹے تو آپ نے فرمایا: اس کو پیشاب کر لینے دو) میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ڈانٹا اور نہ برا بھلا کہا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد پیشاب کے لئے نہیں بنائی جاتی بلکہ اللہ کے ذکر اور نماز کے لئے بنائی جاتی ہے۔ پھر آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوا کر بذاتِ خود اس کے پیشاب پر بہا دیا۔

(۵۳۰ تا ۵۳۸)

عشق میں ان کے آنکھ پر نم رکھنا
ان کی نسبت کو محترم رکھنا
یہ انہیں کے کرم کا شیوا ہے
ہر گناہگار کا بھرم رکھنا

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر اور نیچے بھی مسح فرمایا۔ (۵۵۰)
☆ اگر سائل درخواست کرتا تو حضور علیہ السلام موزوں پہ مسح کی مدت کو تین دن کی بجائے پانچ دن کر دیتے۔ (۵۵۳) چنانچہ ایک سائل کے لئے سات دن کی مدت مقرر کر دی اور ساتھ فرمایا: وَمَا بَدَا لَكَ جَبْتِكَ تِيرَادِلٍ جَابِئَةٍ۔ (۵۵۷)

أَبْوَابُ التَّيْمَةِ (تیمم کا بیان)

☆ تیمم کی آیت اترنے پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: مَا عَلِمْتُ إِنَّكَ لَتُبَارِكَةٌ فِي مِثْلِ مَا تَجْعَلِينَ جَابِئَةٍ تِيرَادِلٍ جَابِئَةٍ۔ (۵۶۵) اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عائشہ! جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَتًا (۵۶۸)

اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے، خدا کی قسم! جب بھی تم پر کسی قسم کی سختی نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس سے نجات کا راستہ پیدا فرما دیا اور مسلمانوں کے لئے اس میں برکت پیدا فرمادی۔

نہ پوچھو کہ کیا رنگ لائے ہوئے ہیں یہ آنسو جو آنکھوں میں آئے ہوئے ہیں
جن آنکھوں کو خالی سمجھتے ہو ان میں مدینے کے منظر سمائے ہوئے ہیں
☆ تیمم میں دو ضربوں کا ذکر (۵۷۱) جبکہ ایک ضرب کے ساتھ تیمم کا الگ باب موجود ہے۔

☆ غسل کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ لیٹ جائے تاکہ گرمائش حاصل کر لیں۔ حالانکہ زوجہ محترمہ نے ابھی غسل جنابت نہ کیا ہوتا تھا۔ (۵۸۰)

☆ غسل جنابت کے بغیر سو جانے کی اجازت ہے۔ (۵۸۲) وضو کر کے سونا بہتر ہے۔ (۵۵۴ تا ۵۵۸) ایک سے زائد بیویوں کے ساتھ جماع کر کے آخر میں غسل کرنا (۸۹-۵۸۸) جنابت کی حالت میں وضو کر کے یا صرف ہاتھ دھو کر کھانا کھانے کی اجازت ہے۔ (۹۳-۵۹۲)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ازواج مطہرات احتلام سے محفوظ تھیں (تبھی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ بلکہ اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کی زوجیت میں آنے والی عورت زوجیت میں آنے سے پہلے بھی احتلام سے محفوظ تھی چاہے وہ پہلے کسی کے نکاح میں ہی رہی ہو۔ جیسا کہ خود حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہلے ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں پھر بھی سوال کر رہی ہیں) (۶۰۰)

۔ انھی جدھر نگاہ رسالت مآب کی ذروں کو مل گئی ضیاء آفتاب کی اجمل ترین حسن ہے اکمل ترین وصف ہر بات لا جواب ہے اس لا جواب کی

محبوبہ محبوب رب العالمین (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حالت حیض میں ہوتی، ہڈی چوستی تو جہاں منہ رکھ کر چوستی وہیں پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منہ رکھتے اور اس ہڈی کو چوسنے اور پانی پیتی تو جہاں میں نے منہ لگا کر پانی پیا ہوتا اس برتن کی اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی منہ رکھ کر پانی پیتے۔ (۶۴۳)

اس حدیث سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ حائضہ عورت کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے اور اس کا جوٹھا ناپاک نہیں ہے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کمال محبت بھی معلوم ہوتی ہے اسی لیے حضرت عائشہ کو محبوبہ محبوب رب العالمین کہا گیا ہے۔

ہر ہر ادا ہے سورہ قرآن لیے ہوئے

کیا بات ہے جناب رسالت مآب کی

دل بھی دیا تو میں نے خدا کے حبیب کو

تقدیر جاگ اٹھی میرے انتخاب کی

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب پاخانہ روک کر نماز پڑھنے سے منع

فرمایا (یہ حدیث مجموعہ صحاح ستہ میں نہیں ہے بلکہ پورا باب ہی نہیں جس میں چار

احادیث ہیں۔ اصل ابن ماجہ کے ص ۴۸ پہ یہ حدیث ہے۔ باب ماجاء فی النہی

للحاقن ان یصلی)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن کو اپنے کندھوں پہ اٹھائے ہوئے

تھے جبکہ حضرت حسن کا لعاب حضور علیہ السلام کے کپڑوں پہ بہ رہا تھا۔ (۶۵۸)

لعاب وہن میں کستوری سے بڑھ کر خوشبو

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کی بارگاہ

میں پانی کا ایک ڈول لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کلی فرمائی: فَمَجَّ فِيهِ

مِسْكًَا أَوْ أَطْيَبَ مِنَ الْمِسْكِ۔ تو اس سے کستوری یا کستوری سے بھی بڑھ کر خوشبو آنے لگی۔ (۶۵۹)

ابن ماجہ ص ۲۸ حاشیہ ۷ پہ اس حدیث کے تحت ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بعض ایسے کنوؤں میں کلی فرمائی جن کا پانی کھارا (نمکین) تھا۔ فعذب ماء ہا بعد ان کان مالحا۔ تو پانی بیٹھا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔ لان فیہ ایذاء للمسلمین۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کے لئے تکلیف ہے۔ بوجہ اس کے کہ طبعاً یہ چیز لوگ پسند نہیں کرتے اور اگر کوئی بزرگ ایسا کرے کہ جس سے لوگ تبرک و شفا حاصل کرتے ہیں اور اس کے ایسا کرنے میں حرج نہیں سمجھتے۔ فلا باس لعدم علة النهی۔ تو اس میں حرج نہیں کیونکہ نہی کی علت اس میں نہیں پائی گئی۔

☆ وضو میں ناخن کے برابر بھی جگہ خشک رہ جانے پر وضو و نماز لوٹانے کا حکم

دیا گیا۔ (۶۶۶)

کِتَابُ الصَّلَاةِ (نماز کا بیان)

نمازوں کے اوقات کا مسئلہ پوچھنے والے کو دو دن انتظار کرایا گیا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات نماز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: دو دن نماز ہمارے ساتھ پڑھو۔ جب زوال (یعنی نماز کا وقت ہوا) ہوا تو آپ نے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا، پھر تکبیر کا حکم دیا نماز ظہر پڑھی، پھر عصر کے لئے کھڑے ہوئے تو سورج بلندی پر تھا، سفید اور صاف تھا۔ مغرب سورج غروب ہوتے ہی پڑھائی اور عشاء اس وقت جب شفق غائب ہو گئی اور صبح کی نماز اس وقت پڑھائی جب اس وقت جب صبح صادق ہوئی۔ دوسرے روز ظہر کی نماز

خوب ٹھنڈے وقت پر پڑھائی۔ عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ سورج اگرچہ اونچا تھا لیکن پہلے روز کے مقابلے میں ڈھل چکا تھا۔ مغرب کی نماز شفق غائب ہونے سے پہلے پڑھائی۔ عشاء کی نماز تہائی رات گزر جانے کے بعد اور صبح کی نماز جب روشنی پھیل گئی۔ پھر فرمایا: سائل کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح تم نے دیکھا نمازوں کا وقت اس کے درمیان ہے۔ (۶۶۷)

یقیناً سائل یہ کہتا ہوا واپس گیا ہوگا کہ

نقش قدم پاک پہ سجدوں کی بدولت
انوار سے معمور جبیں لے کے چلا ہوں
ہر چند گنہگار ہوں اے رحمت عالم
پر تیری شفاعت کا یقیں لے کے چلا ہوں

(عبدالعزیز شرقی)

- ☆ نماز فجر کو خوب روشنی میں (لیکن طلوع آفتاب سے پہلے پہلے) پڑھنا اجر کو زیادہ کرتا ہے۔ (۶۷۲)
- ☆ (گرمیوں میں) نماز ظہر کو خوب ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے دھکائے جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ (۶۸۰)
- ☆ صلوٰۃ الوسطیٰ عصر کی نماز ہے۔ (۸۶-۶۶۴)
- ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کو موخر کرنا پسند فرماتے اور اس سے پہلے سونے کو اور بعد میں باتیں کرنے کو معیوب سمجھتے تھے۔ (۷۰۱)

أَبْوَابُ الْأَذَانِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا

(اذان اور اس میں سنت کا بیان)

☆ سب سے پہلی اذان حضرت بلال نے پڑھی۔ اپنی بلند آوازی کی وجہ سے۔ حضرت عبداللہ بن زید کو جو اذان خواب میں بتائی گئی اس میں ترجیع نہیں ہے۔ جب عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں حضرت عمرؓ پر سبقت لے گئے تو اس واقعہ کے متعلق انہوں نے یہ اشعار کہے۔

رَامِ حَمْدًا عَلَى الْأَذَانِ كَثِيرًا

أَحْمَدُ اللَّهُ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِلَاقِ

وَ فَكَّرِمٌ بِهِ لَدَيَّ بَشِيرًا

إِذْ آتَانِي بِهِ الْبَشِيرُ مِنَ اللَّهِ

كُلَّمَا جَاءَ زَادَنِي تَوْقِيرًا

فِي لَيْالٍ وَالِي بَهَنًا ثَلَاثِ

ترجمہ: مجھ کو اذان سکھائی میرے ذوالجلال نے
بھیجا سکھانے اپنے فرشتے کو تین رات
وہ تین رات آ کے سکھاتا رہا مجھے
احسان ہوا خاص رب قدیر کا
رتبہ خدا بڑھائے اس اپنے بشیر کا
اعزاز یوں بڑھاتا رہا اس فقیر کا

☆ حضرت بلال نے صبح کی اذان میں الصلوة خیر من النوم کا اضافہ

کیا تو حضور علیہ السلام نے اسے قائم رکھا۔ (۷۰۷)

لہذا شیعہ حضرات کا یہ کہنا کہ یہ اضافہ حضرت عمر نے اذان میں کیا غلط بات

ہے حضرت عمر کو جب حضرت بلال نے یہ الفاظ بول کر اٹھایا تو انہوں نے فرمایا:

اجعلها فی الاذان۔ یہ الفاظ اذان میں ہے رہنے دے۔

☆ اذان کی نقلیں اتارنے والے (ابو محمد زورہ) موذن مقرر کر دیئے گئے اور

ان کے دل میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نفرت تھی وہ محبت میں تبدیل

ہو گئی۔ (۷۰۸)

☆ اذان میں کانوں کے اندر انگلیاں ڈالنے کا حکم کہ اس سے آواز بلند ہو جاتی ہے۔ (۷۱۰)

☆ مَنْ آذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ۔ جو اذان دے وہی اقامت بھی کہے (الایہ کہ وہ خود کسی اور کو اجازت دے، صراحتاً یا کنایۃً کہ دوسرے کے اقامت کہنے پہ ناراض نہ ہو) (۷۱۶)

گناہ معاف، شفاعت حلال

☆ اذان سننے کے ساتھ یہ الفاظ کہنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اشہد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله رضيت بالله ربا وبالاسلام دنيا وبعهد نبيا (۷۲۱) اور اذان کی دعا پڑھنے سے قیامت کے دن شفاعت حلال ہو جاتی ہے۔ (۷۲۲)

☆ مؤذن (کے ایمان) کی گواہی انسان، جن اور شجر و حجر دیں گے، جس نے بھی اذان کی آواز سنی۔ (۷۲۳)

☆ بہترین لوگ اذان پڑھیں اور قاری امامت کروائیں۔ (۷۲۶)

☆ ہر اذان پہ ساٹھ نیکیاں اور ہر اقامت پہ تیس نیکیاں (۷۶۸)

☆ اذان ہو جانے کے بعد بلا ضرورت (واپس نہ آنے کے ارادے سے)

مسجد سے نکلنے والا منافق ہے۔ (۷۳۷)

أَبْوَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ

(مسجدوں اور نماز باجماعت کا بیان)

☆ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کی

مثل جنت میں گھر بنائے گا۔ (۳۶-۷۳۵)

☆ جو مسجد سے غلاظت کو دور کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (۷۵۷)

☆ سب سے پہلے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے مسجد میں چراغ روشن کیا۔ (۷۶۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ اور جب مسجد سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ (۷۷۱) ایک روایت میں داخل ہوتے وقت حضور علیہ السلام پہ سلام بھیج کر یہ دعا پڑھنے کا حکم ہے: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (۷۷۲) اور ایک روایت میں نکلتے ہوئے اس دعا کا ذکر ہے۔ اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے محفوظ فرما۔

(۷۷۳)

ستر ہزار فرشتوں کی دعائے مغفرت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلے (ہر قدم پہ اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک برائی مٹا دی جاتی ہے۔ ۷۷۷) اور یہ دعا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَاَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَنْشَايْ هٰذَا فَاِنِّيْ لَمْ اَخْرُجْ اَشْرًا وَّلَا بَطْرًا وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُبْعَةً وَّخَرَجْتُ اِتِّقَاءً سَخَطِكَ وَاِبْتِغَاءً مَرْضَاتِكَ فَاَسْأَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِيْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے

دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ (۷۷۸)

☆ اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والے خدا کی رحمت میں غوطہ زن

ہونے اور ان کو قیامت کے دن نور کامل کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ (۷۷۹-۸۰-۸۱)

☆ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ سے مراد ان نمازیوں کے قدموں کا ثواب

ہے جو دور سے مسجدوں کی طرف آتے ہیں۔ (۷۸۲)

☆ جو اذان کی آواز سنے اور بغیر عذر کے مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز

نہ پڑھے اس کی نماز قبول نہیں۔ (۷۹۳)

☆ اگر لوگ جان لیں کہ صبح اور عشاء کی نمازوں میں کتنا ثواب ہے تو ضرور

(نماز باجماعت میں) شامل ہوں اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر اور یہ دو نمازیں

منافقوں پر بھاری ہیں۔ (۷۹۶-۹۷)

☆ چالیس روز تک ہر نماز جماعت سے پڑھنے والا کہ اس کی عشاء کی نماز کی

پہلی رکعت جماعت سے نہ چھوٹے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ سے نجات لکھ دیتا

ہے۔ (۷۹۸)

اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر و مباہات فرماتا ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے مغرب کی نماز ادا کی جو حضرات بیٹھنے والے تھے وہ بیٹھے رہے اور جو جانے

والے تھے وہ چلے گئے۔ حضور علیہ السلام اس قدر تیزی سے تشریف لائے کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کی سانس مبارک پھولی ہوئی تھی پھر آپ نے اپنے بابرکت گھٹنوں کے

بل بیٹھ کر (بیٹھنے والوں سے) ارشاد فرمایا:

أَبَشِرُوا هَذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِّنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِي بِكُمْ

الْمَلَائِكَةَ يَقُولُ انظُرُوا إِلَىٰ عِبَادِي قَدْ قَضَوْا فَرِيضَةً وَهُمْ

يَنْتَظِرُونَ أُخْرَىٰ

خوش ہو جاؤ تمہارے رب نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا ہے اور فرشتوں کے سامنے تمہارا ذکر کر کے فخریہ فرما رہا ہے! دیکھو میرے ان بندوں کی طرف جو ایک فرض ادا کر کے دوسرے کی انتظار میں بیٹھے ہیں۔ (۸۰۱) ☆ مسجدوں کو آباد کرنے سے مراد ان میں حاضری کی عادت ڈالنا ہے۔

(۸۰۲)

أَبْوَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا

(نمازوں کو قائم کرنا اور ان میں سنتوں کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرأت کو الحمد لله رب العالمین سے شروع فرماتے۔ اسی طرح حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی (۸۱۳)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھتے تھے۔ (۸۱۸) اور فجر و ظہر میں پہلی رکعت کو لمبا اور دوسری کو مختصر فرماتے۔ (۸۱۹)

☆ نماز باجماعت کے دوران صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی طرف دیکھتے (۸۲۶) داڑھی کی حرکت کو وہی بیان کر سکتا ہے جو دیکھ رہا ہو۔ گویا عبادت خدا کی ہو رہی تھی اور زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض لوگوں کی نماز تو نبی علیہ السلام کا خیال آنے سے خراب ہو جاتی ہے ان کو چاہیے کہ صحابہ کرام کے اس عمل سے روشنی حاصل کریں۔

ذرا جالیوں کے قریں دیکھتے	تو آنکھوں سے عرش بریں دیکھتے
وہ جلوہ ہے کتنا حسین دیکھتے	کبھی ہم بھی مہر مبین دیکھتے
نوازش کی اٹھتی ہے جب بھی نظر	وہ اپنے پرانے نہیں دیکھتے
مدینے میں سجدے ادا کر کے تم	کبھی آئینے میں جسیں دیکھتے
زمیں پر کبھی پاؤں نکلتے نہیں	مدینے کی کیسے زمیں دیکھتے

مکان دیکھ کر آج دل شاد ہے اگر ہم مکان کے مکیں دیکھتے
 انہیں رنگ و بو کا احساس کیا جو خواب مدینہ نہیں دیکھتے
 عجب رنگ تھے بکھرے بکھرے ہوئے کہیں سے گزرتے کہیں دیکھتے
 کبھی کاش مسرور روتے ہوئے مجھے رحمتِ عالمیں دیکھتے

☆ تعلیم امت کے لئے ظہر و عصر کی نماز میں کوئی آیت بلند آواز سے پڑھی

جاسکتی ہے۔ (۸۴۹-۳۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت و آواز سب سے اچھی تھی۔ (۸۴۵)

نماز میں امام کے پیچھے قرأت کا مسئلہ

اگر امام کے پیچھے ہو تو دل میں فاتحہ پڑھا کرو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا
 فتویٰ لہذا زبان سے پڑھنے کی اجازت نہ ہوئی۔ (۸۴۸)

☆ فرضوں کی آخری دو رکعات میں صرف سورہ فاتحہ پڑھی جائے۔ (۸۴۳)

☆ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا (۴۷-۸۴۶)

☆ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأْهُ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً۔

جس کا امام ہو تو امام کی قرأت ہی مقتدیوں کی قرأت ہے۔ (۸۵۰)

☆ جس کی امین فرشتوں کی آمین سے مل جائے اس کے گزشتہ گناہ معاف

ہو گئے۔ (۸۵۲) دو سجدوں اور ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کا ذکر

(۶۵-۸۶۳) ان روایات پہ غیر مقلدین بھی عمل نہیں کرتے حالانکہ دونوں احادیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مروی ہیں۔ مزید یہ کہ رفع یدین میں ہاتھ کانوں تک

اٹھانے چاہیں نہ کہ کندھوں تک۔ (۸۶۸)

☆ جو رکوع و سجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ رکھے اس کی نماز مکمل نہیں۔

(۸۷۰) (یہ تعدیل ارکان کے وجوب کی دلیل ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع

میں اپنی پشت کو اتنا سیدھا رکھتے کہ اگر پانی ڈالا جاتا تو وہیں رک جاتا۔ (۸۷۲) اور سجدے میں بازو اس قدر پھیلاتے کہ اگر بکری کا بچہ گزرنا چاہتا تو گزر جاتا (۸۸۰) (لہذا سجدے میں بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھا جائے) اور سجدہ سے اٹھتے ہوئے گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھاتے (۸۸۲)

☆ حضور علیہ السلام رکوع و سجدہ میں تین تین بار تسبیح کہتے (۸۸۸)
وَذَلِكَ اَدْنَاہُ۔ یہ کم از کم مقدار ہے البتہ اس سے سجدہ مکمل ہو جاتا ہے۔ (۸۹۰)
☆ فرمایا: جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔
(مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِيئَةً طَرِيقَ الْجَنَّةِ) (۹۰۸)

دو کاموں کو عادت بنانے سے جنت میں داخلہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو عادتوں کو اگر بندہ اپنالے گا تو جنت میں داخل ہوگا۔ وہ دونوں آسان بھی ہیں اور بلحاظ عمل قلیل بھی ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ دس بار الحمد للہ اور دس بار اللہ اکبر۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں انگلیوں یہ گنتے دیکھا ہے اور فرمایا: یہ پڑھنے میں ایک سو پچاس ہیں اور میزان میں ایک ہزار پانسو اور جب بستر پر لیٹے تو سو مرتبہ سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر کہے تو یہ زبان پر سو بار ہوگا اور میزان میں ایک ہزار بار۔ تم میں سے کون ایسا ہے جو دن میں روزانہ دو ہزار پانسو برائیاں کرتا ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: انہیں کیسے گنا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی نماز میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے فلاں فلاں بات یاد کر اور نماز بھلا دیتا ہے۔ اسی طرح جب سونے کے لئے لیٹتا ہے تو شیطان یہ عمل اسے بھلا دیتا ہے اور وہ سو جاتا ہے۔ (۹۲۶)

☆ نماز کے بعد امام کو دائیں اور بائیں جانب منہ پھیر کر بیٹھنے کی اجازت۔
(۹۳۱)

☆ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ - سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔ (۹۵۲)

☆ امام سے پہلے (رکوع، سجدے سے) سر اٹھانے والا کے لئے ڈر ہے کہ

کہیں اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح نہ بنا دیا جائے۔ (۹۶۱)

تین شخصوں کی نماز قبول نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تین شخص ایسے ہیں جن کی

نماز سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی (یعنی بالکل قبول نہیں ہوتی)

(۱) رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارُهُونَ - وہ بندہ جو قوم کی امامت کرائے اور

قوم (کسی شرعی عیب کی وجہ سے اسے) ناپسند کرتی ہو۔

(۲) وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاحِطٌ - وہ عورت جو اس حال میں

رات گزارے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔

(۳) وَإِخْوَانٍ مُتَّصِرِينَ - دو بھائی (مسلمان) جو باہم ناراض ہوں۔

(۹۷۱)

☆ امام کے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو عاقل بالغ (اہل علم و تقویٰ)

ہوں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کو اپنے قریب رکھتے تاکہ لوگ

ان سے دین اخذ کریں۔ (۷۸-۷۷-۷۶-۹۷۶)

☆ امام اچھا (یعنی اچھی طرح نماز پڑھانے والا) ہوگا تو اس کو بھی ثواب ہوگا

اور مقتدیوں کو بھی ورنہ دونوں کے لئے وبال ہے۔ (۹۸۱)

لوگوں پر یہ زمانہ آچکا

حضرت خرشہ کی بہن حضرت سلامہ بنت حریان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا جو میں نے خود سنا۔

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُومُونَ سَاعَةً لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ -

لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا کہ انتظار کے باوجود بھی انہیں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا کہ جو

انہیں نماز پڑھا سکے۔ (۹۸۲) چنانچہ یہ دور آچکا ہے کہ مسجد بھری ہوئی ہو اور مقرر امام موجود نہ ہو تو بھری مسجد میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوتا جو مصلے پہ کھڑا ہو کر لوگوں کی امامت کر سکے۔

☆ ایک صحابی (حضرت عثمان بن ابی العاص) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری بات فرمائی وہ یہ تھی: إِذَا آمَنْتَ قَوْمًا فَأَخِثْ بِهِمْ۔ جب تو قوم کی امامت کرائے تو نماز مختصر پڑھانا۔ (۹۸۸)

☆ بچوں کے رونے کی آواز سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو مختصر فرما دیتے (کیونکہ ان کی مائیں حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کر رہی ہوتی تھیں)

(۹۸۹-۹۰-۹۱)

فرشتے خدا کے سامنے کس طرح صفیں بناتے ہیں

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلَا تَصْفُونَ كَمَا تَصَفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا

تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صفیں بناتے ہیں؟ عرض کیا گیا: فرشتے کس طرح رب کے سامنے صفیں بناتے ہیں۔ فرمایا: پہلی صف کو مکمل کرنے کے بعد دوسری صف بناتے ہیں اور درمیان میں فاصلہ نہیں چھوڑتے۔ (۹۹۲)

حضور علیہ السلام نے صفوں کو سیدھا کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

سَوِّدَا صُفُوفِكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ تِمَامِ الصَّلَاةِ

صفوں کو سیدھا کرنا نماز کے مکمل ہونے سے شامل ہے۔ (۹۹۳)

مزید فرمایا: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ

وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةَ رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں کو

ملانے والوں پہ رحمت بھیجتے ہیں اور جو جگہ کو پُر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے۔ (۹۹۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف والوں کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صف والوں کے لئے ایک مرتبہ بخشش کی دعا کی۔ (۹۹۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف والوں کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صف والوں کے لئے ایک مرتبہ بخشش کی دعا کی۔ (۹۹۶)

فرمایا: اگر پہلی صف والوں کو معلوم ہو جائے (کہ اس میں کتنا ثواب ہے) تو اس کے لئے قرعہ اندازی کریں۔ (۹۹۸) فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف میں دائیں طرف کھڑے ہونے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ (۱۰۰۵)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش پہ مقام ابراہیم پہ نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔ (۱۰۰۹)

قبلہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ بعد میں قبلہ بیت اللہ سے تبدیل کر دیا گیا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ حضور علیہ السلام کو مدینہ میں داخل ہوئے دو ماہ ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت المقدس کی جانب نماز پڑھتے تھے تو اپنا چہرہ آسمان کی جانب اٹھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ کی خواہش کعبہ ہے۔ ایک بار جبرائیل علیہ السلام آسمان سے آئے اور آپ کی نگاہ ادھر لگی ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قد نرى تقلب وجهك في السماء۔ ہمارے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: قبلہ کعبہ سے بدل گیا ہے اور ہم دو رکعت بیت المقدس کی جانب پڑھ چکے تھے اور رکوع میں تھے۔ ہم گھوم گئے اور نماز کعبہ کی جانب پوری کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے فرمایا:

ہماری ان نمازوں کا کیا ہوگا جو ہم نے بیت المقدس کی جانب پڑھی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وما كان الله ليضيع ايمانكم (۱۰۱۰)

قبلہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض

جس طرح رُخ وہ موڑ دیتے ہیں

جس طرف وہ نظر نہیں آتے

ہم وہ رستہ ہی چھوڑ دیتے ہیں

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نعلین مبارک اور موزے پہن کر بھی نماز ادا

فرمائی اور ننگے پاؤں بھی (۱۰۳۸-۳۹)

☆ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بال گوندھ کر نماز پڑھتے ہوئے حضور علیہ

السلام کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع نے دیکھا تو ان کے بالوں کو کھول دیا اور

عرض کیا: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِيَ الرَّجُلُ وَهُوَ

عَاقِصٌ شَعْرَهُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو بال گوندھ کر نماز پڑھنے سے منع

فرمایا ہے۔ (۱۰۴۳)

ہماری نماز اور حضور علیہ السلام کی نماز

ہمیں فرمایا گیا کہ نماز میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف نہ اٹھاؤ ورنہ اندھے کر

دیئے جاؤ گے۔ لَا تَرْفَعُوا أَبْصَارَكُمْ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ تَلْتَمِعَ (۱۰۴۴)

مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ. (حتیٰ اشتد قوله فی

ذٰلِكَ) لَيْتَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَيْخُطَفَنَّ اللَّهُ أَبْصَارَهُمْ۔ (۱۰۴۴)

لَيْتَهُنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لَا تَرْجِعُ أَبْصَارَهُمْ (۱۰۴۵)

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں اپنا چہرہ انور آسمان کی طرف کرتے

ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد نرى قلب وجھك فی السماء۔ اے پیارے ہم

تیرے چہرے کا آسمان کی طرف اٹھنا سکتے رہتے ہیں۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک

آ نکھ گلابی مست نظر ہے
گیسوائے مشکیں، روح منزل
ماتھے پہ ہے روشن سہرا
ابروئے عالی آیے قرآن
مہر نبوت پشت پناہی
حورو ملائک حاضر خدمت
چاند ستارے نقش کف پا
غار حرا تھی اس کی کمائی
نام محمد جگ اجیا لا

اللہ ہی جانے کون بشر ہے
رخ پہ طلوع نور سحر ہے
جلوہ رنگین حسن قمر ہے
سینہ اقدس کان گہر ہے
مسند یزداں آپ کا گھر ہے
عرش معلیٰ راہگذر ہے
منزل ہستی گرد سفر ہے
ساری خدائی جس کا ثمر ہے
لوگ کہیں جسے کملی والا

(ساغر صدیقی)

☆ نمازیوں کے حسین و جمیل عورت کو (رکوع کرتے وقت بغلوں کے نیچے سے) دیکھنے پہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المتأخرین۔ اور ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور پچھلوں کو بھی۔

(۱۰۳۶)

☆ حضور علیہ السلام کے ایک کپڑے میں لپیٹ کر تہاذا فرمائی۔ (۱۰۵۱)

ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السُّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ يَا
وَيْلَةَ أَمْرَ ابْنِ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأَمْرَتْ
بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ (۱۰۵۲)

جب بندہ آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا

marfat.com

Marfat.com

ایک طرف ہو جاتا ہے اور کہتا ہے افسوس ابن ادم کو سجدہ کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا میں نے انکار کیا تو میرے لیے دوزخ ہے۔

☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سب سے پہلا جمعہ ادا کیا (جبکہ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک تشریف نہیں لائے تھے) اور تا زندگی جب بھی جمعہ کی اذان سنتے تو حضرت اسعد بن زرارہ کے لئے دعا کرتے۔ (۱۰۸۲)

☆ جمعہ کا مقام و مرتبہ اللہ کے ہاں عید اور بقر عید سے بھی بڑھ کر ہے۔

(۱۰۸۳)

☆ اللہ تعالیٰ نے زمین پہ نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔

(۱۰۸۵)

☆ جمعہ کے لئے غسل کر کے مسجد میں جلدی آ کر امام کے قریب بیٹھ کر خطبہ سننے والا اور کوئی بے ہودہ حرکت نہ کرنے والے کے لئے ایک سال کے روزوں اور رات کے نفلوں کا ثواب ہے۔ (۱۰۸۷)

☆ قیامت کے دن جمعہ میں آمد کے مطابق لوگ اللہ کے قریب بیٹھیں گے۔

سب سے قریب وہ جو جمعہ کے لئے پہلے آیا پھر دوسرا پھر تیسرا۔ (۱۰۹۴)

☆ صحابہ کرام جمعہ کے بعد قیلولہ کیا کرتے۔ (۱۱۰۲)

☆ حضور علیہ السلام نے۔ یاہ عمائمہ شریف باندھ کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

(۱۱۰۴)

☆ منبر پہ چڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم کہا کرتے۔ (۱۱۰۹)

☆ جس نے دن میں بارہ رکعات (سنت موکدہ) پڑھیں اس کے لئے جنت

میں ایک گھر بنایا جائے گا۔ (۱۱۴۲)

ایک حدیث کے معاوضہ میں مسجد بھر سونا

عاصم بن ضمرہ سلولی کہتے ہیں: ہم نے حضرت علی سے دریافت کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دن میں کتنے نفل پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہم نے عرض کیا: آپ بتا دیجئے جتنی طاقت ہوگی ہم پڑھ لیں گے۔ حضرت علی نے فرمایا: نبی کریم علیہ السلام جب صبح کی نماز پڑھتے تو جب سورج اتنا بلند ہو جاتا جتنا شام کو عصر کے بعد مغرب سے قبل ہوتا ہے تو دو رکعت پڑھتے پھر جب سورج خوب بلند ہو جاتا تو چار رکعت پڑھتے پھر زوال کے بعد ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے۔ دو ظہر کے بعد اور چار عصر سے پہلے دو سلاموں کے ساتھ کہ جن میں ملائکہ انبیاء اور مومنین پر سلام بھیجتے۔ یہ سولہ رکعتیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن میں پڑھتے لیکن ان پر آپ نے مداومت بہت کم فرمائی ہے۔ کیج کا بیان ہے کہ میرے والد ماجد اس میں اتنا اضافہ کرتے کہ حبیب بن ابی ثابت کہتے ہیں میں نے ابواسحاق سے کہا کاش اس حدیث کے معاوضہ میں میرے پاس اس مسجد بھر سونا ہوتا تو میں آپ کو پیش کرتا۔ (۱۱۶۱)

☆ مغرب کے بعد چھ رکعات بارہ سال کی عبادت کے برابر متصور ہوں گی۔ (۱۱۶۸)

☆ حضور علیہ السلام نے وتر پڑھنے کا حکم دیا تو ایک اعرابی نے کہا یہ حضور کیا فرما رہے ہیں تو ایک صحابی نے اس کو فرمایا: لَيْسَ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ۔ یہ تیرے لیے اور تیرے ساتھیوں کے لئے نہیں ہے۔ (۱۱۷۰)

☆ وتر کی تین رکعتوں میں تین سورتوں کو پڑھنے کا ذکر۔ (۱۱۷۱-۷۳-۷۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتروں کے بعد والے نفل بیٹھ کر ادا فرمائے۔

(۱۱۹۵)

نماز مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ اکبر

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور اس میں کمی یا زیادتی فرمادی (یہ شبہ ابراہیم راوی کی طرف سے ہے) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا گیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَزِيدُ فِي الصَّلَاةِ شَيْءًا؟ کیا نماز میں کچھ اضافہ کر دیا گیا ہے؟ فرمایا: میں بھی ایک انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو مجھ سے بھی بھول ہو سکتی ہے جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے (سھو کے) کرے۔ پھر (اتنی گفتگو کے بعد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھوم گئے اور دو سجدے فرمائے۔ (۱۲۰۳) کیا ہماری نماز بھی اس بات کی متحمل ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ قائم ہو جائے اور نماز بھی نہ ٹوٹے اور پھر دو سجدے کر کے نماز کی تکمیل کر لی جائے۔

☆ پہلا التحیات پڑھ کر کھڑا ہونے کے قریب ہو گیا تو واپس نہ آئے اور سجدہ سہو کر لے۔ (۱۲۰۸)

☆ سھو کے سجدے شیطان کی ناک کو خاک آلودہ کرنے کے لئے ہیں۔

(۱۲۱۰)

☆ کوئی شخص نماز میں بے وضو ہو جائے (ہوا خارج ہونے کی وجہ سے) تو ناک پکڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے (۱۲۲۲) تاکہ اس کی عزت نفس بھی محفوظ رہے۔

☆ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک کوئی نماز نہیں۔ (۱۲۵۰)

جن کو سوائے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں آپ کی خدمت میں ایک ایسی قوم کی

طرف سے آیا ہوں جس کے چرواہوں کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا۔ حتیٰ کہ ان کے دلوں میں اونٹوں (جیسی دولت) کا خیال تک باقی نہیں رہا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) منبر پر جلوہ افروز ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کے بعد یہ دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيثًا مَّرِيًّا طَبَقًا مَّرِيًّا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِيٍّ۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے ازاں بعد جو قوم بھی (باہر سے) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پاس آئی اس نے یہی کہا: قَدْ اُحْيَيْنَا هُمْ بِرِخْوَبِ بَارِشٍ هَوِيٍّ۔ (۱۲۷۰) جناب ابوطالب نے کیا خوب کہا:

وَ اَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ

ثَمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

کس قدر حسین و جمیل ذات ہے کہ جس کی وجہ سے بارش طلب کی جاتی ہے اور جو یتیموں کا ٹھکانہ اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بسا اوقات میرے سامنے شاعر کا قول بیان کیا جاتا اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کو منبر پہ دیکھتا رہتا، آپ منبر سے اترتے اور مدینہ کے پرنا لے بہنے لگتے تو مجھے جناب ابوطالب کا مندرجہ بالا شعر یاد آ جاتا۔ (۱۲۷۲) اس پس منظر میں اعلیٰ حضرت نے سرکار کی بارگاہ میں عرض کیا:

جن کو سوئے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے

صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ کا اثر کہ عورتوں نے اپنے زیوراتار کر پیش کر دیئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیئے جو کہ چندہ اکٹھا کرنے پر متعین تھے۔ (۱۲۷۳)

☆ عیدین کے خطبے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے تکبیریں پڑھتے

تھے۔ (۱۲۸۸)

تیری خلق کو رب نے جمیل کیا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب مدینہ شریف میں ورود مسعود ہوا تو لوگ آپ کے پاس گئے، میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لئے گیا چنانچہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں۔ آپ نے سب سے پہلے یہ کلام فرمایا: اے لوگو ہر ایک کو سلام کیا کرو، کھانا کھلایا کرو، رات کو جب لوگ سوتے ہوں نمازیں پڑھا کرو تو جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔ (۱۳۳۴)

۔ میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

قرآن عمدہ آواز سے پڑھو اور رو رو کر پڑھو

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن سائب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بھتیجے تجھے مبارک ہو تو قرآن مجید اچھی آواز سے پڑھتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا تھا، جب تم اسے پڑھو تو روؤ۔ اگر رونہ سکو تو رونے کی شکل بنا لو اور اسے اچھی آواز سے پڑھو۔ فَمَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا۔ جو قرآن کو اچھی آواز سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۱۳۳۷)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں ایک دفعہ میں دیر سے گھر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: اتنی دیر کہاں رہی؟ میں نے عرض کی: آپ کے ایک صحابی کی قرأت سن رہی تھی، اس جیسی قرأت میں نے آج تک نہ سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تلاوت سننے کے لئے چلے پھر مجھ سے فرمایا: سَالِمٌ مَوْلَىٰ أَبِي حُدَيْفَةَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَ هَذَا۔ یہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے میری امت

میں اس جیسے لوگ پیدا فرمائے ہیں۔ (۱۳۳۸)

☆ قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنے والا وہ ہے کہ جب تم اس کا قرآن سنو تو

یہ خیال کرو کہ اللہ کے خوف سے لرز رہا ہے۔ (۱۳۳۹)

☆ گانے کے شوقین کو گانے والی کے گانے کی طرف اتنی توجہ نہیں ہوتی جتنی

کہ خدا تعالیٰ بلند آوازی اور حسن صورت کے ساتھ قرآن پڑھنے والے کی طرف توجہ

فرماتا ہے۔ (۱۳۴۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو قرآن پڑھتے ہوئے

سنا تو فرمایا: لَقَدْ أُوتِيَ هَذَا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ۔ انہیں ال داؤد کے لہجوں میں

سے ایک لہجہ عطا کیا گیا ہے۔ (۱۳۴۱)

☆ زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ۔ قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔

(۱۳۴۲)

☆ سونے کی وجہ سے رات کا وظیفہ رہ گیا تو صبح اور ظہر کے درمیان پڑھ لینے

سے رات کو ہی پڑھنا قرار دیا جائے گا۔ (۱۳۴۳)

سو جانے پر بھی صدقہ کا ثواب

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا ارشاد نقل فرمایا جس میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ آتَى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَتَوَيَّأُ أَنْ يَقُومَ فَيَصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ

حَتَّى يُصْبِحَ كُتِبَ لَهُ مَا نَوَىٰ وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ۔

(۱۳۴۴)

جو رات کو اٹھنے کے ارادے سے سویا مگر صبح تک اس کی آنکھ نہ کھلی تو اس کی

نیت کے مطابق اس کو اجر و ثواب بھی ملے گا اور اس کی نیند اس پر اس کے رب کی

طرف سے صدقہ ہوگی۔

سونا ہی بن گئے ہیں نہ سونے سے اہل دل

سوتا ہوں اس لیے میں اک نوحہ گر کے پاس

☆ حضور علیہ السلام ساری رات ایک ہی آیت کی تلاوت کرتے رہے۔

إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ (۱۳۵۰)

کسی کام میں وسعت ملنے پہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے

حضرت غضیف بن حارث کہتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

اَكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ اَوْ
يُخَافُ بِهِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونچی آواز سے قرآن مجید پڑھتے تھے یا آہستہ آواز
سے؟ قَالَتْ رَبَّمَا جَهَرَ وَرَبَّمَا خَافَتْ

انہوں نے فرمایا: کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونچی آواز سے تلاوت فرماتے تھے
اور کبھی آہستہ آواز سے قُلْتُ اللّٰهُ اَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِيْ هَذَا الْاَمْرِ
سَاعَةً۔ میں نے کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے اس کام میں ہمارے لیے آسانی رکھی
ہے۔ (۱۳۵۲)

☆ مغرب و عشاء کے درمیان بیس رکعات پڑھنے والے کے لئے جنت میں
محل (۱۳۷۳)

اور چھ رکعات پڑھنے والے کو بارہ سال کی عبادت کا ثواب (۱۳۷۴)

☆ صَلَوَةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ نُورٌ فَنُورُوا بِيُوتِكُمْ۔

بندے کی گھر میں نماز (سنن و نوافل) نور ہے تو اپنے گھروں کو روشن رکھو۔

☆ لَا تَتَّخِذُوا بِيُوتِكُمْ قُبُورًا۔ اپنے گھروں کو (نفل نماز سے محروم رکھ کر)

قبرستان نہ بناؤ۔ (۱۳۷۷)

☆ چاشت کی بارہ رکعات پڑھنے والے کے لئے جنت میں سونے کا محل۔

(۱۳۸۰)

اور دو رکعات پہ مداومت کرنے والے کے گناہ معاف اگرچہ سمندر کی جھاگ

کے برابر ہوں۔ (۱۳۸۲)

☆ نماز استخارہ، صلوٰۃ الحاجت اور صلوٰۃ التبیح کا ذکر۔ (۱۳۸۳-۸۲)

حضور علیہ السلام کے وسیلے سے دعا کرنا

حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا: ایک شخص جس کی نگاہ کمزور تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے خیر و عافیت کی دعا فرمائیے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو چاہے تو تیرے لیے دعا کو مؤخر کر دوں جو تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو ترے لیے دعا کروں۔ اس نے عرض کیا: دعا فرما دیجئے، چنانچہ آپ نے اسے اچھی طرح وضو کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا: یہ دعا کرنا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّہْتُ بِکَ اِلَی رَبِّیْ فِی حَاجَتِیْ هَذِهِ لِتُقْضٰی اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیّ۔ ابواسحاق کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ (۱۳۸۵)

لہذا دعا میں اگر اعلیٰ حضرت کا یہ شعر پڑھ لیا جائے تو یہ اس حدیث کی رو سے جائز ہے۔

یا الہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے

یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

☆ شب برات کے فضائل کی احادیث مبارکہ (۱۳۸۹-۹۰)

☆ ابو جہل کے سر (قتل) کی خبر سننے پر حضور علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا

فرمائی۔ (۱۳۹۱)

☆ کسی بھی خوشی کی خبر پہ بطور شکر حضور علیہ السلام سجدہ کرتے۔ (۱۳۹۳)

marfat.com

Marfat.com

گناہ ہو جائے تو اس کو معاف کروانے کا طریقہ

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھے کوئی حدیث ارشاد فرماتے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مجھے نفع عطا فرماتا اور اگر کوئی اور مجھے حدیث بیان کرے تو میں اس سے قسم لیتا ہوں اور مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور انہوں نے سچ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَقَالَ مَسْعَرٌ ثُمَّ يُصَلِّي وَيَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ.

کوئی بندہ جب گناہ کرتا ہے پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت ادا کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (۱۳۹۵)

☆ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو صحابہ کرام نے کہا: هَذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْبَتَّيْئِيُّ - یہ ہیں گورے رنگ کے جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد اس کا سختی کے ساتھ سوال کرنا اور حضور علیہ السلام کا اس کو نرمی سے جواب دینا ملاحظہ ہو۔ حدیث (۱۴۰۲)

ہم نے سایہ دیکھ لیا	غم کا مداوا دیکھ لیا
جس نے سراپا دیکھ لیا	سارے غم وہ بھول گیا
جانے کیا کیا دیکھ لیا	ہم نے ایک مدینے میں
گنبد خضریٰ دیکھ لیا	اور کہیں اب کیا دیکھوں
نقش کف پا دیکھ لیا	اور وہ کیا دیکھے جس نے
نور کا دریا دیکھ لیا	آپ کو جس نے یاد کیا
اپنا رتبہ دیکھ لیا	جس نے نعت کہی اس نے
آپ کو آقا دیکھ لیا	وجد میں آنکھیں بند جو کیس
ان کا جلوہ دیکھ لیا	آنکھ ذرا سرور لگی

جیسے میری سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی

اس حدیث کے تحت حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام مسیرہ نے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت و نگرانی میں تجارتی قافلہ کے ساتھ سفر کیا اور واپس آ کر حضرت خدیجہ کے سامنے حضور علیہ السلام کے اوصاف بیان کیے ان کا ذکر کر دینا نہایت مناسب ہے۔

مسیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت، شرافت اور عالی نسب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مشورہ دیا کہ اس مرتبہ تجارتی قافلہ کا نگران حضرت محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بنا کر بھیجا جائے..... اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیانتدار تاجر کی حیثیت سے مشہور تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا اور سرپرست ابوطالب کے مشورہ سے حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی اس پیشکش کو قبول کرتے ہوئے ان کے غلام مسیرہ کے ہمراہ تجارتی قافلہ کو لے کر شام کے سفر پر روانہ ہو گئے..... دو ماہ بعد جب تجارتی قافلہ واپس آیا تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام مسیرہ نے حضرت خدیجہ کو ان الفاظ میں شام کے تجارتی قافلہ اور سفر کے حالات و واقعات بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی کہ میں کافی عرصہ سے آپ کی خدمت میں ہوں اس دوران ہر طرح کے لوگوں کے ساتھ میرا واسطہ پڑا لیکن محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رفاقت میں جو کچھ میں نے دیکھا وہ عجیب تر ہے۔ میں نے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مشکلات میں بلند حوصلہ مصائب میں پرسکون ہجوم میں باوقار اور خرید و فروخت میں انتہائی ذہین و فہیم اور دوراندیش دیکھا ہے وہ بردبار اور متحمل مزاج نوجوان ہیں۔ ان کی خاموشی میں وقار اور گفتگو میں دلکشی ہے۔ ان کے منہ سے کوئی فضول بات نہیں نکلتی۔ لوگ اگر ان کو صادق و امین کہتے ہیں تو حقیقت کا برملا اعتراف کرتے ہیں ان کے موتی جیسے دانتوں سے نور کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ پسینہ انتہائی

خوشبودار ہے وہ دن کی روشنی میں حسین اور رات کی روشنی میں حسین تر نظر آتے ہیں۔ ان کی سوچ بہت وسیع اور کردار میں تنہا و یکتا و لاکھوں میں ایک اور اپنی مثال آپ ہیں۔ میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ آپ تجارت ان کے سپرد کر دیں بس کاروبار چمک اٹھے گا..... غلام مسیرہ نے مزید کہا کہ جب دوران سفر ”بصری“ کے مقام پر پہنچے اور ایک درخت کے سائے میں ٹھہرے تو اس خانقاہ کے راہب ”نسطورا“ نے مجھے بلایا اور حضور علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے جواب میں کہا: یہ بنو ہاشم کے گھرانے کا ایک پاکباز نوجوان ہے تو نسطورا نے کہا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی نہیں ٹھہرتا۔ پھر اس نے مجھ سے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں سرخی کے بارے میں دریافت کیا اور جب میں نے بتایا کہ ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہر وقت موجود رہتے ہیں تو نسطورا بولا کہ وہ یقیناً نبی آخر الزماں ہیں..... (ماخوذ)

دل درد سے معمور و حزیں لے کے چلا ہوں	آنکھوں میں ترا عکس حسین لے کے چلا ہوں
سیراب مئے ذوق یقیں لے کے چلا ہوں	تشنہ تھے مرے قلب و نظر آنے سے پہلے
لور دل میں تجھے صدر نشیں لے کے چلا ہوں	چھائے ہیں مرے فکر و نظر پر ترے جلوے
قدموں سے ترے دنیا دیں لے کے چلا ہوں	دنیا بھی ترا صدقہ ہے دیں بھی تری نعمت
پیشانی میں نور میں لے کے چلا ہوں	خالی نہیں لوٹا ہوں مصلائے نبی سے

☆ جس نے بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کے چراغوں کے لئے تیل بھیج دیا

گویا اس نے وہاں نماز ادا کی۔ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَهُوَ كَمَنْ آتَاهُ (۱۴۰۷)

استن حنانہ از ہجر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

استوانہ حنانہ (حضور علیہ السلام کی جدائی میں) رو رو کر درمیان سے شق ہو گیا، جب مسجد شہید کی گئی تو یہ ستون حضرت ابی بن کعب نے لے لیا اور انہی کے گھر رہا حتیٰ کہ اسے دیمک نے کھا لیا اور مٹی ہو گیا۔ (۱۴۱۴) صحابہ کہتے ہیں: اگر حضور صلی

اللہ علیہ وسلم اسے چپ نہ کراتے تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔ (۱۴۱۵)
 ☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بات کو بھی حضور علیہ السلام کی بارگاہ کے
 ادب کے خلاف سمجھتے تھے کہ وہ حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں اور نماز
 لمبی ہونے کی وجہ سے بیٹھ جائیں اور حضور علیہ السلام کھڑے رہیں۔ (۱۴۱۸)

آقا تیری محفل کا ہے رنگ جداگانہ ہم نے تو جسے دیکھا دیکھا ترا دیوانہ
 نظروں سے ملا نظریں بھر دے مرا پیمانہ آباد خدا رکھے ساقی تیرا میخانہ
 آتے ہیں شہنشاہ بھی کشکول لئے در پر کس شان کا ہے ترا دربار کریمانہ
 جی چاہتا ہے میں لنگے قدموں سے لپٹ جاؤں وہ دیکھ کے فرمائیں دیوانہ ہے دیوانہ
 دنیا کے ولی ہم نے یوں در پہ کھڑے پائے ہونٹوں پہ ہیں فریادیں حالت ہے فقیرانہ
 عظمت ہو بیاں کیسے دربار رسالت کی جبریل بھی آتے ہیں جس در پہ غلامانہ
 سرکار نیازی کا دامان طلب بھر دو حسین کے صدقے سے مایوس نہ لوٹانہ

ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی (ابوفاطمہ) کو (جب انہوں
 نے عرض کیا مجھے کوئی ایسا کام بتا دیں جس پر میں عمل کرتا رہوں) فرمایا: **عَلَيْكَ
 بِالسُّجُودِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ بِهَا
 عَنْكَ خَطِيئَةٌ**۔ سجدوں کو اپنے اوپر لازم پکڑ لو۔ ہر سجدے پہ تیرا ایک درجہ اللہ تعالیٰ
 بلند فرمائے گا اور ایک گناہ معاف کرے۔ (۱۴۲۲)

☆ تمام اعمال میں فرضوں کی کمی و بیشی کو نفلی عبادت سے پورا کیا جائے گا۔

(۱۴۲۵-۲۶)

☆ فرض کی جگہ سے ہٹ کر نوافل ادا کیے جائیں۔ (۱۴۲۷-۲۸)

☆ مسجد میں نماز کی خاطر اپنے لئے کوئی خاص جگہ متعین نہ کی جائے۔ (۱۴۲۹)

ابوابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ

(بیماری، موت اور تجہیز و تکفین کا بیان)

☆ مریض کی عیادت تین دن بعد کرنا اور اس کی درازی عمر کی دعا کرنا۔ اگرچہ اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا لیکن اس کی طبیعت بہل جائے گی۔ (۳۸-۱۳۳۷) مریض (قریب المرت) جو مانگے اسے دے دو جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کی خواہش پر اس کو گندم کی روٹی دی۔ (۱۳۴۰) مریض سے دعا کراؤ۔

فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ۔ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے (۱۳۴۱)

☆ مریض کی عیادت کے لئے جانے والا جنت کے باغ میں چلتا ہے جب بیٹھتا ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ اگر یہ صبح کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے اس پر شام تک رحمت بھیجتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ (۱۳۴۲) مریض کی عیادت کرنے والے کے لئے ایک منادی آسمان سے آواز دیتا ہے۔ طِبَّتْ وَطَابَ مَشَاكُ وَ تَبَوَّاتٌ مِنَ الْجَنَّةِ مَنزِلًا۔ تو خوش ہو جا، تیرا چلنا مبارک ہو تو نے جنت میں اپنے لیے مکان تیار کر لیا۔ (۱۳۴۳)

زندوں کا مرنے والے کے ذریعے فوت شدہ کو سلام بھیجنا

حضرت کعب کی وفات کا وقت قریب آیا تو ام بشر بنت براء بن معرور ان کے پاس گئیں اور کہنے لگیں اے ابو عبد الرحمن (مرنے کے بعد) اگر تم فلاں (فوت شدہ) سے ملو تو میرا سلام کہنا۔ انہوں نے کہا: اے ام بشر! خدا تیری مغفرت کرے۔ ان سے میں کس طرح مل سکوں گا؟ تو ام بشر نے کہا: کیا حضور علیہ السلام کا یہ فرمان آپ نے نہیں سنا کہ مومنین کی ارواح جنت کے درختوں میں سبز پرندوں کی شکل میں لٹکی ہوں گی؟ حضرت کعب نے جواباً کہا ہاں سنا ہے تو ام بشر نے کہا: فَهُوَ ذَاكَ۔

اس کا یہی تو مطلب ہے۔ (۱۴۴۹)

حضرت محمد بن منکدر کہتے ہیں: میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس ان کی وفات کے وقت گیا اور انہیں عرض کیا: اِقْرَأْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کرتا۔ (۱۴۵۰) اس سے معلوم ہوا: صحابہ کرام علیہ الرضوان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور ملاقات کی آرزو کی تمنا مچلتی رہتی تھی۔

۔ آرزو کس کی کروں ان کی تمنا چھوڑ کر
کس کے در پہ جا پڑوں در مصطفیٰ کا چھوڑ کر
جب مداوائے غم عصیاں ہے ذکر مصطفیٰ
کیوں کسی کا رخ کروں ایسا مسیحا چھوڑ کر
پا نہیں سکتا کوئی محشر کی گرمی سے اماں
رحمت کونین کے دامن کا سایہ چھوڑ کر
تشنہ لب سیراب ہو سکتے نہیں محشر کے دن
سرور کونین کی رحمت کا دریا چھوڑ کر
وہ ملے تو مل گئیں دونوں جہاں کی نعمتیں
ہم نہ جائیں گے کہیں بھی ان کا کوچہ چھوڑ کر
ہم جو مر جاتے مدینے میں تو ہوتے خوش نصیب
ہائے ہم کیوں آگئے یارب مدینہ چھوڑ کر
کاش بر آئے الہی آزونے دل میری
ان سے وابستہ رہوں میں ساری دنیا چھوڑ کر
جب گوارا ان کو میرا دکھ نہیں ہے اے ریاض
کیوں پکاروں پھر کسی کو ایسا آقا چھوڑ کر

☆ ملک الموت کو دیکھتے ہی مرنے والا لوگوں کو پہچاننا چھوڑ دیتا ہے۔

(۱۳۵۳)

☆ مرنے والے کی آنکھیں روح قبض ہونے کے بعد اس کا تعاقب کرتی ہیں اس لیے اس کی آنکھیں بند کر دینے کا حکم دیا۔ مرنے والے کے پاس کلمات خیر کہے جائیں۔ **فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُوَمِّنُ عَلَى مَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ**۔ فرشتے گھر والوں کے قول پہ آمین کہتے ہیں۔ (۱۳۵۵)

مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔ **كَأَنِّي أَنْظَرُ إِلَى دُمُوعِهِ تَسِيلُ إِلَى خَدَّيْهِ**۔ گویا اب بھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں پہ آنسو بہتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ (۱۳۵۶) اسی کو اہل طریقت تصور شیخ کہتے ہیں: جلوہ یار ہر وقت نگاہوں کے سامنے رہے اور تصور ہی تصور میں اس کی زیارت ہوتی رہے۔ اس موضوع پہ ہم نے بہت ساری احادیث اپنی کتاب ”بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو“ میں درج کر دی ہیں۔ یہاں اتنا سمجھ لو کہ جس نے ایک بار سرکار کے روضہ اقدس کی زیارت کر لی وہ ساری زندگی اپنے تصور سے روضہ پاک کا منظر نہیں ہٹا سکتا تو جنہوں نے خود روضے والے کو دیکھا ان کی نگاہ تصور سے سرکار کا جلوہ کس طرح اوجھل ہو سکتا ہے۔ کسی نے اس پر کیا خوب کہا ہے۔

۔ اک سلسلہ نور و ضیاء دیکھ رہا ہے	جو روضہ شاہ دوسرا دیکھ رہا ہے
عشاق یہاں سانس بھی لیتے ہیں لب سے	اس جذبہ طاعت کو خدا دیکھ رہا ہے
محبوب خدا اس کی طرف دیکھ رہے ہیں	اک زائر دربار یہ کیا دیکھ رہا ہے
آنکھیں ہیں تقاضائے عقیدت سے خمیدہ	دل گنبد خضریٰ کی فضا دیکھ رہا ہے
اس طرز نوازش پہ فدا نعمت دارین	ہر فرد کرم خود پہ سوا دیکھ رہا ہے

وہ محرم جاں قاسم الطاف الہی رنگ طلب شاہ و گدا دیکھ رہا ہے
 کس پیار سے ملتے ہیں فقیر اہل مدینہ ”سرکار کا روضہ“ وفا دیکھ رہا ہے
مردہ کی وجہ سے زندہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد پاک ہے:

مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا وَكَفَّنَهُ وَحَنَطَهُ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَلَمْ يُفْسِحْ

عَلَيْهِ مَا رَأَى خَرَجَ مِنْ خَطِيئَتِهِ مِثْلَ يَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ (۱۳۶۲)

جس نے میت کو غسل و کفن دیا، کاندھا دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس

کے عیب ظاہر نہ کیے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا گویا کہ آج ہی اس کی ماں

نے اس کو جنا ہے۔ (تو پھر یہ کہنا کہ مردہ کسی کو کیا دے سکتا ہے؟ دینے والا تو خدا ہی

ہے نہ کوئی زندہ کسی کو کچھ دے سکتا ہے نہ مردہ۔ کم از کم یہ تو مانو کہ مردوں کی وجہ سے

خدا بہت کچھ دیتا ہے)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا جانے لگا تو اندر سے (غیبی) آواز آئی:

لَا تَنْزِعُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ - حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی قمیص نہ اتارنا۔ (۱۳۶۶)

☆ غسل کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے فضلہ نکالنا چاہا

مگر نہ نکلا تو حضرت علی المرتضیٰ نے کہا: يَا أَبِی الطَّيِّبُ طِبْتُ حَيًّا وَطِبْتُ مَيِّتًا - میرا

باپ آپ پہ قربان: آپ زندگی و موت دونوں میں پاک رہے۔ (۱۳۶۷)

☆ جنازے کے ساتھ سوار ہو کر جانے والوں کو فرمایا: أَلَا تَسْتَحْيُونَ أَنَّ

مَلَائِكَةَ اللَّهِ يَمْشُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ رُكْبَانٌ - تمہیں شرم نہیں آتی کہ اللہ

کے فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں اور تم سوار ہو کر جا رہے ہو۔ (۱۳۸۰)

جنازہ تب ہے جب حاضر ہونہ کہ غائبانہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لَا تُؤَخِّرُوا الْجَنَازَةَ إِذَا حَضَرَتْ - جنازہ جب حاضر ہو جائے تو پھر اس کو موخر نہ کرو۔ (۱۴۸۶) غائبانہ جنازہ کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کا اس فرمان عالی شان نے جنازہ نکال دیا۔ کسی حدیث میں إِذَا حَضَرَتْ کی جگہ اِذَا غَابَتْ کے الفاظ دکھادیں۔
☆ سو آدمی چالیس آدمی یا جس جنازہ میں تین صفیں ہوں اس کے لئے بخشش و شفاعت و جنت کا وعدہ (۹۰-۸۹-۱۴۸۸) نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے کی حدیث (۱۴۹۷)

حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ میں ایسی دعا کی کہ حضرت عوف کہتے ہیں: مجھے آرزو ہوئی کہ کاش اس مرنے والے کی جگہ میں ہوتا (۱۵۰۰) چار تکبیر نماز جنازہ کی احادیث (۳۸-۳۴-۲۸-۳-۱۵۰۲)

☆ اگر نبوت جاری ہوتی تو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت) ابراہیم زندہ رہتے اور اللہ کے نبی ہوتے وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ (۱۱-۱۵۱۰)
حضور علیہ السلام کی دعا میں اتنا اثر ہے کہ فوت شدہ کی آواز سنوا سکتے ہیں

حضرت امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضور! قاسم کا دوزخ بہت اتر آیا ہے اگر رضاعت کی مدت گزار کر فوت ہوتا تو اچھا ہوتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس کی رضاعت جنت میں پوری ہو رہی ہے۔ عرض کیا: اگر میں اس بات کو جان لیتی تو یہ کام مجھ پہ آسان ہو جاتا۔

آپ نے فرمایا:

إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ تَعَالَى فَاسْمِعْكَ صَوْتَهُ

اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کروں پس اللہ تعالیٰ تجھے اس کی آواز سنا دے۔
عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ اُصْدِيقُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ۔ اے اللہ کے رسول! میں (بغیر
آواز سنے) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتی ہوں۔

(۱۵۱۲)

☆ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ جَنَازَةً فِي الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ۔ جس نے مسجد
میں جنازہ پڑھا اس کے لئے کچھ (ثواب) نہیں ہے۔ (۱۵۱۷)

☆ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو رات میں قبر کے اندر داخل کیا اور قبر کے
اندر چراغ جلایا۔ (۱۵۲۰) لہذا جب ضرورت کی بنا پر قبر کے اندر چراغ جلایا جا سکتا
ہے تو باہر جلانے میں کیا حرج ہے۔

☆ سوائے مجبوری کے رات کو دفن نہ کرو (۱۵۲۱) اپنے مردوں پر رات دن
جب چاہو نماز پڑھو۔ (۱۵۲۲)

☆ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ حضور علیہ السلام نے تا دینا نہیں پڑھی۔
(۱۵۲۵)

یہودیوں کی مخالفت کرنے کا حکم

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
جنازے کے ساتھ جاتے تو قبر میں رکھے جانے تک نہ بیٹھتے۔ ایک یہودی عالم نے
کہا: هَكَذَا نَصْنَعُ يَا مُحَمَّدُ صَلِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم) ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ فَجَنَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَالَ خَائِفُوهُمْ۔ حضور علیہ وسلم اسی وقت بیٹھ گئے کہ فرمایا: ان کی مخالفت کیا
کرو۔ (۱۵۲۵)

☆ حضرت سعد و حضور علیہ وسلم نے پانی کی جانب سے قبر میں اتار دیا۔

ان کی قبر پہ پانی چھڑکا۔ (۱۵۵۱)

☆ حضور علیہ السلام کی قبر انور کھودنے کے لئے لحد اور سیدھی قبر کھودنے

والے دونوں کی طرف بندہ بھیجا گیا کہ جو بھی پہلے آ گیا۔ چنانچہ لحد والا پہلے آ گیا اور

اس عمل کو صحابہ کرام نے استخارہ کا نام دیا۔ فَقَالُوا نَسْتَخِيرُ رَبَّنَا۔ (۱۵۵۷)

☆ جس شخص کو صحابی نے ریاکار قرار دیا حضور علیہ السلام اس کو اللہ ورسول

سے محبت کرنے والا قرار دیا۔ (۱۵۵۹)

☆ آگ یہ بیٹھنا قبر پہ بیٹھنے سے بہتر ہے کیونکہ اس میں مسلمان بھائی کی

توہین ہے۔ (۱۵۶۶)

☆ اپنے بیٹے اور نواسے کی وفات پہ حضور علیہ السلام کا رونا۔ (۱۵۸۸-۸۹)

☆ صدمہ اولیٰ کے وقت صبر کرنے والے کو اللہ فرماتا ہے: میں تیرے لیے

جنت کے علاوہ کسی شئی پہ راضی نہ ہوں گا۔ (۱۵۹۷)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگ ابو بکر صدیق کے پیچھے نماز ادا کر

رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

(۱۵۹۹)

☆ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اپنے ابا جان کی وفات پہ آہ و بکا

والی حدیث کو حضرت ثابت جب بھی بیان کرتے اتنا روتے کہ پسلیاں ایک دوسرے

پر چڑھ جاتیں۔ (۱۶۳۰)

۔ مصیبت کا احوال اک اک سے کہنا

مصیبت سے ہے اک مصیبت زیادہ

أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّيَامِ (روزوں کے ابواب)

☆ ایک شخص (اعرابی) کی گواہی پہ روزہ رکھنے کا حکم دے دیا گیا۔ (۱۶۵۲)

☆ ایک جماعت کی گواہی پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا روزہ کھولنے کا حکم دیا اور اگلے روز عید منانے کا (شوال کا چاند بادل کی وجہ سے مدینہ شریف میں نظر نہ آیا) (۱۶۵۳)

☆ حضور علیہ السلام کے دور میں انتیس دنوں کے روزے تیس دنوں سے زیادہ رکھے گئے۔ (۱۶۵۸)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کی اس طرح تعریف فرمائی: **الْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ وَالْأَضْحَى يَوْمَ تُضْحُونَ**۔ یوم الفطر وہ ہے جس دن تم افطار کرتے ہو اور یوم الاضحیٰ وہ ہے جس دن تم قربانی کرتے ہو۔ (۱۶۶۰)

اس کا مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو مشکل اور باریک بحثوں میں نہیں ڈالتے تھے بلکہ جیسے ایک سادہ آدمی کو بات سمجھائی جاتی ہے اس انداز سے سمجھاتے تھے جیسے کہ مہینے کے بارے میں انگلیوں کو بند کر کے اور کھول کے انتیس اور تیس کا عدد بتایا (حالانکہ ان میں سے بہت سارے تسعا و عشرين اور ثلاثين کے بارے میں تو جانتے ہی تھے) (۵۸-۵۷-۱۶۵۶)

ہائے میں اس دن روزہ نہ رکھتا اور حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھا لیتا
 علی بن محمد سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر نے ہم پر چڑھائی کی، میں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا جبکہ آپ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: قریب آ جاؤ اور کھاؤ۔ میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ تم سے روزے کے احکام بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو آدھی نماز معاف فرمادی ہے اور اسی طرح مسافر، حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ۔ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دونوں باتیں فرمائی تھیں یا ایک یعنی مجھے یاد نہیں۔ ہائے افسوس میرا اس دن روزہ

کیوں تھا اور نہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا لیتا۔ (۱۶۶۷)

★ ماہ رمضان کا ایک روزہ بغیر عذر کے چھوڑنے والا اگر زندگی بھر روزے رکھتا رہے تو کافی نہ ہوں گے۔ (۱۶۷۲)

★ جان بوجھ کر قے کرے تو اس پر روزے کی قضا ہے۔ (۱۶۷۶) (قصداً منہ پھرتے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہ گیا اور بلا اختیار قے ہو گئی تو منہ بھر ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی نہ لوٹائی تو اگر منہ بھر نہ ہو تو روزہ نہ گیا اگرچہ لوٹ گئی یا اس نے خود لوٹائی تو اگر منہ بھر ہے اور اس نے لوٹائی اگرچہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اتری تو روزہ جاتا رہا اور نہ نہیں۔ بہار شریعت بحوالہ درمختار وغیرہ)

★ روزے کی حالت میں بوڑھے کے لئے اپنی بیوی سے بوس و کنار جائز ہے۔ حواہن کے لئے مکروہ۔ (۱۶۸۸)

★ بہت سے روزہ داروں کو سوائے بھوک کے اور بہت سے نمازیوں کو سوائے جاگنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (۱۶۹۰)

★ سحری و نماز فجر کے درمیان پچاس آیات کی تلاوت کا وقفہ۔ (۱۶۹۳)

★ حضرت نوح علیہ السلام نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے سوا پوری زندگی کے روزے رکھے۔ (۱۷۱۳)

★ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ۔ جنت میں مسلمان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ (۱۷۲۰)

لہذا مغربی تعلیم سے متاثر لوگوں کا یہ کہنا کہ جس مذہب میں رہ کر بھی انسانیت کی خدمت کرتا رہے وہ جنتی ہے غلط سوچ ہے۔

★ صرف جمعہ اور صرف ہفتہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا گیا۔

(۱۷۲۳-۲۶)

ہڈیوں کا تسبیح پڑھنا اور فرشتوں کا استغفار کرنا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے حضرت بلال کو صبح کے کھانے کی دعوت دی تو انہوں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تو اللہ کا دیا کھا رہے ہیں اور بلال کا حصہ جنت میں موجود ہے، اے بلال! تمہیں معلوم ہے جب روزہ دار کے سامنے کھایا جاتا ہے تو

تُسَبِّحُ عِظَامَهُ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُ الْبَلَانِكَةُ مَا أَكَلَ عِنْدَهُ

کھانا کھائے جانے تک اس کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی رہتی ہیں اور فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ (۱۷۴۹)

☆ کھانے پہ شکر کرنیوالا روزے پہ صبر کرنیوالے کی طرح ہے۔ (۱۷۶۳-۶۵)
☆ حضور علیہ السلام کا ارشاد پاک ہے جو عیدین کی راتوں میں ثواب سمجھ کر عبادت کرے تو اس کا دل اس دن مردہ نہ ہوگا جس دن سب دل مردہ ہو جائیں گے۔ (۱۷۸۲)

أَبْوَابُ الزَّكَاةِ (زکوٰۃ کا بیان)

☆ جب تو نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو جو حق تجھ پر تھا تو نے ادا کر دیا۔ (۱۷۸۸) لَيْسَ فِي الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكَاةِ. مال میں زکوٰۃ کے علاوہ کوئی حق نہیں (جس کا ادا کرنا لازمی و ضروری ہو مثل زکوٰۃ کے) (۱۷۸۹)

☆ جانوروں کی زکوٰۃ کے نصاب کے بارے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک خط (۱۸۰۰) اس کا آغاز بسم اللہ شریف سے ہوتا ہے اور اس کے بعد یہ الفاظ ہیں۔ هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یہ فرضی صدقہ (زکوٰۃ) کے وہ احکام ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض

فرمائے۔ معلوم ہوا: یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت پہ فرض فرمائی۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کو کوئی حکم ساقط کرنے کا بھی اختیار دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے۔ (۱۸۱۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیے ہوئے مصدق (زکوٰۃ وصول کرنیوالے) کو جب زکوٰۃ کے طور پر عمدہ موٹی اونٹنی پیش کی گئی تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور اس سے کم درجہ کی لے لی (کیونکہ عمدہ مال لینے سے منع کیا گیا ہے) اور فرمایا: اَيُّ اَرْضٍ تُقَلِّبُنِي وَاَيُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِي اِذَا اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَخَذْتُ خِيَارَ اِبْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ۔ کون سی زمیں مجھے اٹھائے گی اور کون سا آسمان میرے اوپر سایہ کرے گا۔ اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک مسلمان شخص کا عمدہ اونٹ زکوٰۃ کے طور پر لے کر حاضر ہوا۔

(۱۸۰۱)

☆ صدقہ فطر روزے کو لغو اور فضول باتوں سے پاک کرنے اور مسکینوں کو کھلانے کے لئے متعین کیا گیا۔ (لہذا وقت پہ ادا کیا جائے) جس نے بعد میں ادا کیا تو وہ صرف صدقہ ہی ہے۔ (۱۸۲۷)

☆ حضرت قیس بن سعد فرماتے ہیں: زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے حضور علیہ السلام ہمیں صدقہ فطر کا حکم دیتے اور جب زکوٰۃ کا حکم آیا تو آپ (صدقہ فطر کا) نہ حکم دیتے نہ منع کرتے مگر ہم ادا کرتے۔ (۱۸۲۸)

☆ رشتہ داروں کو صدقہ دینے پہ دواجر ملتے ہیں ایک صدقہ کا دوسرا قرابت کا

(۱۸۳۳)

☆ جو کسی عمدہ شے کا صدقہ کرے اگرچہ ایک کھجور ہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی اپنے ہاتھ میں اس طرح پرورش کرتا ہے جیسے تم اپنے بچے یا اونٹ کے بچے کی حتیٰ کہ وہ پہاڑ سے بھی بڑی ہو جاتی ہے۔ (۱۸۳۲)

☆ فَمِنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ - جو آگ سے بچنے کی طاقت رکھتا ہو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے وہ ضرور بچے۔ (۱۸۴۳)

أَبْوَابُ النِّكَاحِ (نکاح کا بیان)

☆ اگر مرد عورت کو اس بات کا حکم دے کہ اس سرخ پہاڑ سے سیاہ پہاڑ تک اور سیاہ پہاڑ سے سرخ پہاڑ تک پتھر ڈھو کر لے جائے تو وہ تعمیل کرے۔ (۱۸۵۲)

☆ عورت پالان پہ سوار ہو اور مرد اپنی خواہش کا اظہار کرے تو عورت انکار نہ کرے۔ (۱۸۵۳)

اگر حضور کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: جاؤ اسے دیکھ آؤ ہو سکتا ہے اس سے تم دونوں میں محبت پیدا ہو جائے چنانچہ میں جب گیا تو اس کے والدین نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا لیکن لڑکی نے پردے کی اوٹ سے جواب دیا:

إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَكَ أَنْ تَنْظُرَ فَانظُرْ
وَأَلَّا فَانْشُدْكَ كَأَنَّهَا أَعْظَمَتْ ذَلِكَ قَالَ فَانظُرْتُ إِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا
فَذَكَرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا (۱۸۶۶)

اگر تو حضور علیہ السلام نے دیکھنے کا حکم دیا ہے تو دیکھ لے ورنہ میں تمہیں قسم دیتی ہوں، گویا اس نے یہ بات بہت ناگوار سمجھی۔ میں نے اسے دیکھا اور اس سے نکاح کیا۔ پھر حضرت مغیرہ نے اپنی باہمی موافقت کا ذکر کیا۔

☆ بخاری کی وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بچپن میں سارے

بال جھڑ گئے۔ (۱۸۷۶)

☆ کوئی عورت اپنا نکاح خود نہ کرے۔ فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تَزْوَجُ نَفْسَهَا کیونکہ زانیہ اپنا نکاح خود کرتی ہے۔ (۱۸۸۲)

☆ ہر اچھا کام جو حمد خدا کے بغیر شروع کیا جائے وہ نامکمل اور بے برکت ہو جاتا ہے۔ (۱۸۹۴)

☆ بنی نجار کی بچیوں نے وف بجا کر حضور علیہ السلام کی نعت پڑھی۔ جو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللَّهُ يَعْنَمُ إِنِّي لِأَجْبُكُنَّ۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے بے شک میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ (۱۸۹۹)

☆ حضرت زینب کے ساتھ نکاح پر حضور علیہ السلام نے ولیمہ دعوم دھام سے کیا اور ایک بکری ذبح کی گئی۔ (۱۹۰۸) حضرت عقیقہ کے ساتھ نکاح فرمایا تو ستو اور کھجوروں سے ولیمہ کیا۔ (۱۹۰۹)

☆ بیوی کے پاس جاؤ تو پروردگار رکھو ایسے ہی گدھوں کی طرح نہ شروع ہو جاؤ۔ (۱۹۳۱)

☆ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی حضور علیہ السلام کی شرمگاہ نہ دیکھی۔ (۱۹۳۲)

☆ حضرت ثویبہ نے حضور علیہ السلام کو دودھ پلایا۔ (۱۹۳۹)

☆ رحم اور رضاعت الکبیر کی آیات بکری کھا گئی والی روایت۔ (۱۹۳۳)

☆ رضاعت تب تک ہے جب تک دودھ ہی نڈا ہو۔ (۱۹۳۵) جو ان آدمی

حضرت سالم کو اجازت دینا انہی کے ساتھ خاص ہے۔ (۷۷-۹۲۳)

اسامہ اگر لڑکی ہوتا.....

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا چوہنٹ پاپاؤں پھس گیا اور وہ پڑے جس کی وجہ سے سر پہ چوٹ لگ گئی۔

حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اس کا فضلہ وغیرہ صاف کرو اور آپ نے خود ان کے زخم سے خون پونچھا۔ جب آپ خون پونچھ رہے تھے تو ساتھ ساتھ (ان کا دل بہلانے کے لئے) فرما رہے تھے:

لَوْ كَانَ أُسَامَةُ جَارِيَةً لَّحَلَيْتُهُ وَكَسَوْتُهُ حَتَّىٰ أَنْفَقَهُ

اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے زیور و لباس پہناتا یہاں تک کہ اس کی شادی

کرتا۔ (۱۹۷۶)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ دوڑ لگائی اور سبقت

لے گئیں۔ (۱۹۷۹)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ کے پیچھے دوڑ لگائی، ان کو پکڑا اور گود

میں اٹھالیا۔ (۱۹۸۰)

☆ حضرت عائشہ نے حضور علیہ السلام کی اجازت سے حضرت زینب کو ایسے

جواب دیئے کہ ان کے گلے میں تھوک خشک ہو گیا اور حضور علیہ السلام کا چہرہ انور

کھل اٹھا۔ (۱۹۸۱)

☆ حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے نہ کبھی اپنی کسی بیوی کو مارا اور نہ ہی

کسی خادم کو۔ (۱۹۸۳)

☆ حضور علیہ السلام نے عورتوں کو مارنے سے منع کیا تو وہ مردوں پہ گستاخ

ہو گئیں پھر مارنے کی اجازت دی تو بہت سی عورتیں (ایک رات میں ستر کے قریب)

اپنے خاوندوں کی شکایت لے کر آ گئیں۔ تب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مردوں

کو فرمایا: فَلَا تَجِدُونَ أَوْلِيَّكُمْ خِيَارَكُمْ۔ ایسے لوگوں کو (جو اپنی عورتوں کو مارتے

ہیں) تم اچھا نہیں پاؤ گے۔ (۱۹۸۵)

۔ رونے سے کم نہ ہوں گی کبھی تیری مشکلیں

بگڑے ہوئے نصیب کو ہنس کر سنوار لے

marfat.com

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا استدلال

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوندھنے والی گوندھوانیوالی (جسم میں نشان لگانے لگوانے والی) منہ سے رو نگھٹے نکالنے والی اور دانتوں میں سوراخ کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ یہ خدا کی تخلیق میں فرق (تبدیلی) لانے والی ہیں۔ یہ خبر بنو اسد کی ایک عورت کو پہنچی جس کا نام ام یعقوب تھا۔ وہ عبداللہ کے پاس آئی اور کہنے لگی مجھے آپ سے فلاں فلاں بات پہنچی ہے۔ عبداللہ نے فرمایا جس پر حضور علیہ السلام نے لعنت فرمائی ہے میں اس پر کیسے لعنت نہ کروں۔ حالانکہ یہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ وہ بولی: میں کتاب اللہ پڑھتی: دن میں نے اس میں یہ مسئلہ کہیں نہیں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا: اگر تم قرآن غور سے پڑھتیں تو تمہیں یہ مسئلہ مل جاتا کیا تم نے یہ نہیں پڑھا۔ وما اتکم الرسول فخذوه۔ (الحشر)۔ اس نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ عبداللہ نے فرمایا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ وہ بولی: مجھے معلوم ہوا ہے تمہاری بیوی بھی یہ کام کرتی ہے؟ عبداللہ نے فرمایا: جا کر دیکھ لو وہ گھر گئی اور دیکھا تو اس میں یہ بات نظر نہ آئی۔ عبداللہ نے فرمایا: اگر یہ تمہاری بات سچی ہوتی تو ہم اکٹھے نہ رہتے۔

(۱۹۸۹)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت حفصہ کو طلاق دی پھر رجوع فرمایا۔

(۲۰۱۶)

ایک ہی وقت میں دی گئیں تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں

عامر الشعمی کہتے ہیں: میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے ان کی طلاق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ فَأَجَارَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مجھے میرے خاوند نے تین طلاق دیں اور وہ یمن کی

طرف جا رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان اکٹھی دی ہوئیں تین طلاقوں کو) جائز قرار دیا یعنی نافذ فرما دیا۔ (۲۰۲۳ باب من طلق ثلاثاً فی مجلس واحد)
 ☆ طلاق کے چند لمحوں کے بعد بچہ پیدا ہو گیا تو عدت پوری ہو گئی۔ (۲۰۲۶)

قرآن حکیم میں ہے: واولات الاحبال اجلهن ان یضعن حملهن۔ الطلاق
 ☆ جہاں خاوند کی مدت کی اطلاع ملی ہے وہیں عدت گزاری جائے۔

(۲۰۳۱)

عذر کی وجہ سے تبدیلی مکان کی اجازت ہے جیسا کہ حضرت فاطمہ بنت قیس کو
 اجازت دی گئی۔ (۲۰۳۲-۳۳)

☆ حضرت فاطمہ بنت قیس کی تین طلاق کے بعد مکان و نفقہ نہ دینے کی
 روایات۔ (۲۰۳۵-۳۶)

☆ ایک عورت (عمر و بنت الجون) سے حضور علیہ السلام نے نکاح کیا جب
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب ہوئے تو اس نے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ کے الفاظ
 کہے۔ آپ نے فرمایا: عُدَّتْ بِعَظِيمِ الْحَقِیْ بِأَهْلِكَ۔ تو نے بڑی ذات کی پناہ
 طلب کی ہے جا اپنے گھر والوں میں چلی جا۔ (۲۰۵۰) ان کلمات سے طلاق واقع ہو
 جاتی ہے اسی لیے نسائی شریف میں باب ما یقع به الطلاق کے تحت یہ روایت
 بیان ہوئی ہے۔

یزید بن رکانہ والی حدیث میں تین طلاق کا ذکر نہیں بلکہ ایک طلاق بائن کا ہے

یزید بن رکانہ کہتے ہیں (عن ابیہ عن جدہ) انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ
 (بائنہ) دی پھر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: حضور میرا
 ارادہ ایک طلاق دینے کا تھا، حضور علیہ السلام نے ان سے دو مرتبہ قسم لی اور اسے
 واپس کر دیا۔ (۲۰۵۱)

☆ شدید ضرورت کے بغیر طلاق کا سوال کرنے والی یہ جنت کی خوشبو بھی

حرام ہے۔ (۲۰۵۵)

☆ إِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ أَخَذَ بِالسَّاقِ - طلاق کا اختیار اس کو ہے جو پنڈلی کو تھامے یعنی شوہر کو۔ (۲۰۸۱)

☆ باپ کی ناپسندیدگی کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے حضرت عبداللہ بن عمر کو حکم دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور انہوں نے دے دی۔ (۲۰۸۸)

ابواب الكفارات (کفاروں کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ سے قسم اٹھاتے وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بَيْنِيهِ - اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ (۲۰۹۰) اور ان الفاظ سے لَا وَاسْتَعْفِرُ اللَّهُ (۲۰۹۳)

☆ یہ کہنا کہ ”اگر ایسا ہوا تو میں یہودی ہوں“ اپنے لیے دوزخ واجب کرنا ہے۔ (۲۰۹۹)

☆ یہ کہا کہ ”میں اسلام سے بری ہوں“ سچا ہو یا جھوٹا نقصان ہی نقصان ہے۔ (۲۱۰۰)

☆ قسم میں انشاء اللہ کہنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (۲۱۰۳-۵-۶)

☆ قسم کے کفارے میں آدھا صاع گندم (۲۱۱۲) یہ قسم کے کفارے والے آیت کے نزول سے پہلے کی بات ہے۔ (۲۱۱۳)

حضور علیہ السلام نے اپنے چچا کی قسم کو ٹوٹنے سے بچا لیا

عبدالرحمن بن صفوان یا صفوان بن عبدالرحمن فرماتے ہیں: میں فتح مکہ کے روز اپنے والد کو لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میرے والد کے لئے بھی ہجرت سے کچھ حصہ مقرر فرمائیں“ آپ نے فرمایا: ”اب تو ہجرت نہیں ہے“۔ میں انہیں لے کر عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ میرے

والد نے کہا: ”کیا آپ نے مجھے پہچان لیا؟“۔ عباس نے کہا: ”ہاں“۔ عباس ایک قمیص میں چادر کے بغیر باہر نکلے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے فلاں کو پہچان لیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان کیا تعلق تھا؟ وہ اپنے باپ کو لے کر آیا ہے تاکہ آپ ہجرت پر بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا: اب ہجرت نہیں۔ عباس بولے: میں آپ کو قسم دیتا ہوں نبی کریم علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا کر ان کا ہاتھ چھوا اور فرمایا: میں نے اپنے چچا کی قسم پوری کر دی لیکن اب ہجرت نہیں۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ یزید بن ابن زیاد کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ سے جہاں کے سب لوگ اسلام لے آئیں ہجرت کی ضرورت نہیں۔ (۲۱۱۶-۱۷)

☆ ہوتا وہی ہے جو تقدیر میں لکھا ہے۔ نذر ماننے سے بخیل کے ہاتھوں سے

مال نکل آتا ہے جو وہ نذر کے بغیر خرچ نہ کرتا۔ (۲۱۲۲-۲۳)

☆ نذر مانی اور پوری نہ کی تو قسم کا سا کفارہ ادا کرے۔ (۲۱۲۷-۲۸-۳۳)

أَبْوَابُ التِّجَارَاتِ (تجارتوں کا بیان)

☆ التَّاجِرُ الْأَمِينُ انْصَدُوقِي الْمُسْلِمِ مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

سچا امانت دار مسلمان تاجر قیامت کے دن شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (۲۱۳۹)

☆ تقویٰ کے ساتھ سرمایہ دار بھی ہو تو کوئی حرج نہیں تاہم متقی کے لئے

سرمایہ داری سے صحت بہتر ہے اور دل کا خوش رہنا بھی ایک نعمت ہے۔ (۲۱۴۱)

☆ سب سے زیادہ رنج اس مسلمان کو ہوتا ہے جسے دنیا کی فکر بھی ہو اور دین

کی بھی۔ اَعْظَمُ النَّاسِ هَمًّا الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَهْتَمُّ بِأَمْرِ دُنْيَاهُ وَأَمْرِ آخِرَتِهِ (۲۱۴۲)

☆ بیع میں قسم اور فضول باتوں کے گناہ صدقہ سے دھل جاتے ہیں۔ (۲۱۴۵)

☆ سب سے زیادہ جھوٹے رنگریز اور صراف ہوتے ہیں۔ (۲۱۵۲)

☆ مال کو مہنگا بیچنے کے لئے روک لینے والا ملعون ہے۔ (۲۱۵۳)

ایسا شخص خطا کار ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو جذام اور افلاس میں مبتلا فرمائے گا۔

(۲۱۵۴-۵۵)

☆ دم پہ اجرت لینے اور تعلیم قرآن پہ نہ لینے کی روایات۔ (۲۱۵۶-۵۷-۵۸)

☆ ممنوعہ کمائی سے گھاس خرید کر جانوروں کو کھلا دو۔ فرمان رسول صلی اللہ

علیہ وسلم (۲۱۶۶) اس سے بعض علماء نے سود وغیرہ کا پیسہ مسجد کی لائبریریوں پہ استعمال کرنے کی اجازت دی کیونکہ حضور علیہ السلام نے حجام کی کمائی سے منع فرمایا اور پھر فرمایا: گھاس خرید کر جانوروں کو کھلا دو۔

☆ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا۔

بائع و مشتری کو جدا ہونے تک بیع واپس کرنے کا اختیار ہے۔ (۲۱۸۳)

☆ إِنَّمَا الْبَيْعُ عَنْ تَرَاضٍ بَاطِنٍ رِضًا مَنَدِيٍّ سَعِيٍّ۔ (۲۱۸۵)

☆ لَا بَيْعَ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ۔

جو چیز تیرے پاس نہیں اس کی بیع نہیں ہو سکتی۔ (۲۱۸۷)

☆ بیع نہ ہونے کی صورت میں بیعانہ ضبط کر لینا منع ہے۔ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ اور عربان بعینہ یہی ہے کہ بیعانہ

واپس نہ کیا جائے جیسا کہ اس حدیث کے تحت ابو عبد اللہ سے نسائی کے متن میں

ہے۔

☆ مسلمان کی بیع واپس کرنے پہ راضی ہونے والے کے اللہ تعالیٰ قیامت

کے دن گناہ معاف فرمادے گا۔ (۲۱۹۹)

☆ خرید و فروخت میں ایک ہی بات کی جائے نہ یہ کہ بیچنے میں پہلے بہت

قیمت لگائے پھر کم کرتا جائے اور خریدنے میں کم لگائے اور زیادہ کرتا جائے۔

(۲۲۰۴) (۳) ہم حضور علیہ السلام خود اس سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ اگلی حدیث میں ایسا

کر کے حضرت جابر کو نوازا دیا)

اونٹ بھی واپس کر دیا اور رقم بھی دے دی

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم یہ اپنا اونٹ ایک دینار میں فروخت کرتے ہو؟ اللہ تمہاری مغفرت کرے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ آپ ہی کا اونٹ ہے لیکن میں مدینہ پہنچ جاؤں۔ آپ نے فرمایا: اچھا دو دینار میں اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام ایک ایک دینار بڑھاتے گئے اور ہر دینار کے ساتھ فرماتے رہے اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ حتیٰ کہ آپ بیس دینار تک پہنچ گئے۔ جب میں مدینہ پہنچا تو اونٹ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: اے بلال! انہیں مال غنیمت میں سے بیس دینار دے دو اور فرمایا: یہ اونٹ بھی اپنے گھر واپس لے جاؤ۔ (۲۲۰۵)

بن مانگے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سمایا نہیں
 ☆ طلوع آفتاب سے پہلے نرخ لگانا اور دودھ دینے والے جانور کو ذبح کرنا منع ہے۔ (۲۲۰۶)

☆ تجارت میں قسمیں کھانے سے بچو۔ اس سے مال تو بک جاتا ہے لیکن برکت بھی ساتھ ہی چلی جاتی ہے۔ (۲۲۰۹)

☆ پھل کو سرخ ہونے یعنی پک جانے، انگور کو سیاہ ہونے اور غلہ کو سخت ہونے سے قبل بیچنے کی ممانعت (۲۲۱۷) جس نے پھل بیچا اور پھر پھلوں پہ آفت آگئی تو بیچنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ نہ لے بلکہ لیا ہوا بھی واپس کر دے۔
 (عَلَى مَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ - اس صورت میں وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال کس طرح لے سکتا ہے؟) (۲۲۱۹)

☆ حضور علیہ السلام نے پاجامہ خریدی (مگر پہننے کا ذکر نہیں) (۲۲۲۰-۲۱)

☆ لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ - دھوکہ باز ہم میں سے نہیں ہے۔ (۲۲۲۳)

☆ قبضہ اور چیز منتقل کرنے سے پہلے بیچنے کی ممانعت۔ (۲۲۲۷-۲۹)

جو بازار میں داخل ہوا اور چوتھے کلمہ کے الفاظ پڑھے اس کو دس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں اور دس لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں وَبَنِي لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔ (۲۲۳۵)

(درسِ نظامی کے نصاب میں پڑھائے جانے والے عربی نسخہ کی پہلی جلد کا

یہاں اختتام ہو رہا ہے اور دوسری جلد کی احادیث شروع ہو رہی ہیں)

صبح کا وقت بابرکت ہوتا ہے

حضرت صخر غامدی فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا۔ اے اللہ! میری امت کے لئے صبح کا وقت بابرکت بنا دے۔ حضور علیہ السلام جب بھی کوئی لشکر روانہ فرماتے تو صبح کے وقت ہی روانہ کرتے اور حضرت صخر خود ایک تاجر تھے۔ یہ اپنا مال صبح کے وقت تجارت کے لئے روانہ کرتے۔ فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ۔ جس کی وجہ سے یہ بہت مالدار ہو گئے۔ (۲۲۳۶)

☆ جس نے کوئی چیز بیچتے وقت اس کا عیب ظاہر نہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں مبتلا رہے گا اور فرشتے اس پہ ہمیشہ لعنت بھیجتے رہیں گے۔ (۲۲۳۷)

☆ ماں بچے اور دو بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالنے والا لعنتی ہے۔ (۲۲۵۰)

یعنی ماں بیٹا یا دو بھائی غلام ہیں تو ایک کو بیچنا اور دوسرے کو نہ بیچنا۔

☆ حضور علیہ السلام نے غلام بیچا تو اس طرح تحریر لکھی۔ یہ تحریر خالد بن ہوذہ

کو دی گئی ہے کہ اس نے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک غلام یا باندی کو

خریدا جس میں کوئی عیب یا بیماری نہیں نہ وہ چوری کا مال ہے نہ حرام کا یہ

خرید و فروخت ایک مسلمان کی ایک مسلمان سے ہوئی ہے۔ (۲۲۵۱)

☆ ردی کھجوروں کو عمدہ کھجوروں کے بدلے بیچنا ناجائز ہے (بلکہ کھجوروں کو

پیسوں کے ساتھ پیپو اور ان پیسوں سے پھر عمدہ کھجوریں خرید لو (۲۲۵۶) ☆
 سونے کو چاندی کے بدلے نقد بیچنے میں حرج نہیں ادھار بیچنا سود ہے۔

(۲۲۵۸-۶۰)

☆ ایک جانور کو دوسرے کے عوض ادھار فروخت کرنے کی ممانعت۔

(۲۲۷۰)

نقد کی اجازت ہے چاہے ایک کو دو کے عوض فروخت کرے۔ (۷۱)

سود خور کا حال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح تھے اور ان کے اندر سانپ نظر آ رہے تھے۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: هُوَ لَاءِ اَكَلَةُ الرَّبَا۔ یہ سود کھانے والے ہیں۔ (۲۲۷۳) فرمایا: سود ستر گنا ہوں کا مجموعہ ہے جن میں سے چھوٹے سے چھوٹا گناہ یہ ہے۔ اَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهُ۔ بندہ اپنی ماں سے نکاح (بدکاری) کرے۔ (۲۲۷۴) فرمایا: الرَّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ بَابًا۔ سود کے تہتر دروازے ہیں۔ (۲۲۷۵) فرمایا: سود کھانے والے کھلانے والے اس کا گواہ بننے والے اور لکھنے والے پر لعنت۔ (۲۲۷۷)

فرمایا: لوگوں پہ ایسا زمانہ آئیگا کہ کوئی بھی سود سے نہ بچ سکے گا جو سود نہ کھائے گا

اس کو بھی اس کا غبار ضرور پہنچے گا۔ (۲۲۷۸)

فرمایا: مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرَّبَا إِلَّا عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قَلْبِهِ۔

سود کا مال آخر کار گھٹ جاتا ہے۔ (۲۲۷۹)

☆ حضرت سائب نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی: یا رسول اللہ!

كُنْتُ شَرِيكِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكُنْتُ خَيْرَ شَرِيكِ كُنْتُ لِأَتَدَارِيْنِي وَلَا تُبَارِيْنِي۔ آپ زمانہ جاہلیت میں میرے شریک (ساتھی) تھے تو آپ بہترین شریک

ثابت ہوئے نہ آپ نے کبھی مجھ سے مقابلہ کیا اور نہ کبھی جھگڑا کیا۔ (۲۲۸۷)

تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے

ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس مال بھی ہے اور اولاد بھی اور میرے والد میرا سارا مال ختم کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا: اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيكَ۔ تو اور تیرا سارا مال تیرے باپ ہی کا ہے۔ (۲۲۹۱) ایک شخص نے عرض کیا: میرے باپ نے میری دولت ختم کر دی ہے تو آپ نے یہی فرمایا۔ مزید فرمایا: اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ اَمْوَالِكُمْ۔ تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ ترکھائی ہے پس تم اپنے مالوں سے کھاؤ۔ (۲۲۹۲)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غلام کی دعوت کو بھی شرف قبولیت بخشا کرتے تھے۔

(۲۲۹۶)

☆ حضور علیہ السلام کی تعلیمات کا اثر غلاموں پہ ایسا ہوا کہ ایک غلام نے عرض کیا: جب میرا مالک مجھے کوئی شئی دیتا ہے تو میں اوروں کو کھلا دیتا ہوں تو میرا مالک مجھے اس سے منع کرتا ہے اور یا رسول اللہ! میں غرباء کو کھلائے بغیر رہ نہیں سکتا۔

فَقَالَ الْاَجْرُ بَيْنَكُمَا۔ فرمایا: تم دونوں کو اجر ملے گا۔ (۲۹۹۷)

دل ان کو دے دیا میں نے سوچتا ہوں کیا کیا میں نے
زخم جو پڑے دل پر ان کو اشکوں سے سی لیا میں نے

غریبوں کا والی غلاموں کا مولیٰ

بنی غمر قبیلے کے ایک شخص عباد بن شرجیل کا بیان ہے کہ ایک قحط والے سال میں مدینہ شریف گیا اور ایک باغ پر سے میرا گزر ہوا میں نے انگوروں کا ایک گچھا توڑا اور اسے کھا لیا اور کچھ خوشے اپنی چادر میں رکھ لیے۔ اتنے میں باغ کا مالک آ گیا اور اس نے مجھے مارا بھی اور میرے کپڑے بھی چھین لئے۔ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا پیش کیا تو آپ نے باغ کے مالک سے فرمایا:

مَا أَطْعَمْتَهُ إِذْ كَانَ جَائِعًا أَوْ سَاعِبًا. وَلَا عَلَّمْتَهُ إِذْ كَانَ جَاهِلًا۔ جب وہ بھوکا تھا تو تو نے اسے کھلایا کیوں نہیں اور جب وہ جانتا نہیں تھا تو تو نے اسے بتایا کیوں نہیں۔ فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرد الیہ ثوبہ فرمایا: اس کے کپڑے واپس کر دے اور ساتھ ہی حکم دیا کہ اس کو ایک وسق یا آدھا وسق غلہ دے دو۔ (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ادائیگی فرمائی) (۲۲۹۸)

اسی طرح کے ایک اور واقعہ میں ایک لڑکے کو فرمایا (درختوں پہ) پتھر نہ مارا کر اور جو نیچے پڑا ہو وہ کھالیا کر پھر اس کے سر پہ شفقت کا ہاتھ پھیرا اور یوں دعا کی:

اللَّهُمَّ اشْبِعْ بَطْنَهُ۔ اے اللہ! اس کو شکم سیر کر دے۔ (۲۲۹۹)

نظر میں رنگ ٹھہرے ہیں تو ان کے گیت گانے سے کھلے ہیں پھول جو دل میں تو وہ ان کے کھلانے سے ضیاء جس کو سمجھتی ہے یہ دنیا چاند سورج کی وہ ساری روشنی ہے نقش پا کے جگمگانے سے کہاں ترتیب تھی کوئی کہاں کوئی سلیقہ تھا یہ نظم دو جہاں قائم ہوا ہے ان کے آنے سے توجہ مل گئی سرکار کے لطف و کرم کے ساتھ بنے ہیں کام کیا کیا ایک دامن بھیگ جانے سے

آپ ہیں رحمت غفار رسول عربی

حضرت ابوسعید کا بیان ہے کہ (ایک موقع پہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی گلے پر تیرا گذر ہو تو چرواہے کو تین بار آواز دے لے پھر اگر وہ تیری آواز سن لے تو فسھا ورنہ دودھ پی لے (مجبوری ہے) اور ضرورت سے زیادہ پی کر خرابی نہ کرنا اسی طرح جب تیرا کسی باغ پر سے گزر ہو تو باغ والے کو تین مرتبہ آواز دے لے۔ اگر وہ سن لے تو بہتر ورنہ نقصان پہنچائے بغیر کھالے (نقصان پہنچانا یہ ہے کہ

کھانے کے علاوہ ساتھ بھی باندھ لے) (۲۳۰۱)

آپ ہیں رحمت غفار رسول عربی ہم گناہگار و سیاہ کار رسول عربی
 ہم ہیں رحمت کے طلبگار رسول عربی آپ کے طالب دیدار رسول عربی
 ناظم کون و مکاں آپ کو ذائق نے کیا آپ ہیں مالک و مختار رسول عربی
 قافلہ ایک خدائی کا ازل سے ہے رواں آپ ہیں قافلہ سالار رسول عربی
 دہر کی بات کوئی آپ سے پوشیدہ نہیں آپ ہیں محرم اسرار رسول عربی
 آپ کے گنبد خضریٰ کی تجلی پہ نثار کعبۃ اللہ کے انوار رسول عربی
 قابل رشک ملی صحت ایمان اس کو جو ہوا آپ کا بیمار رسول عربی
 کسی قیمت پہ نہ دنیا کی مسرت لے گا آپ کے غم کا خریدار رسول عربی
 آپ کے عشق سے ہر عزم ہے پتھر کی لکیر ورنہ اک ریت کی دیوار رسول عربی
 بخدا آپ کے اذکار میں پاتا ہے سکون یہ عزیز از ہمہ افکار رسول عربی
 (عزیز حاصل پوری)

بکری جنت کے جانوروں میں سے ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
 الشَّاةُ مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ۔ بکری جنت کے جانوروں میں سے ہے (۲۳۰۶) اس
 لیے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کو فرمایا: اِتَّعِدِي غَنَمًا فَإِنَّ فِيهَا بَرَكَتًا بکریاں
 پالا کر ان میں برکت ہوتی ہے۔ (۲۳۰۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیروں کو
 بکریاں پالنے کا اور غریبوں کو مرغیاں پالنے کا حکم دیا اور فرمایا: جب امیر لوگ مرغیاں
 پالنا شروع کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ اس گاؤں کی تباہی کا حکم صادر فرمادے گا۔

(۲۳۰۷)

(اگر یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ہو تو ہو سکتا ہے امیر کے مرغی پالنے میں

غریب کی حق تلفی کی وجہ سے فرمایا ہو۔ دیکھیے حاشیہ نمبر ۳، ص ۱۶۸)

بَابُ الْأَحْكَامِ (فیصلوں کا بیان)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یمن جانے سے پہلے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نوجوان ہوں اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے بارے میں نہیں جانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور یہ دعا کی: اَللّٰهُمَّ اِهْدِ قَلْبَهُ وَتَبَّتْ لِسَانَهُ۔ اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت عطا کر اور اس کی زبان کو ثابت قدم رکھ۔ حضرت علی فرماتے ہیں: فَمَا شَكَّكْتُ بَعْدُ فِي قَضَاءِ بَيْنِ الْاُنَّيْنِ۔ اس کے بعد مجھے دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی دقت محسوس نہیں ہوئی۔ (۲۳۱۰)

درِ کرم پہ ہوں حاضر نظر ذرا کچھے مریض خستہ ہوں درماں کوئی مرا کچھے
مرے دکھوں کا مداوا کوئی نہ کر پایا بلا لیا جو آقا تو کچھ دوا کچھے
درِ قبول پہ جو باریاب ہو پل میں مرے لیے میرے آقا وہی دعا کچھے
وفور درد سے رہتا ہے مضطرب الیاس سکون قلب کی دولت اسے عطا کچھے

☆ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي۔ رشوت دینے والے اور لینے والے

پہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (۲۳۱۳)

☆ حق معلوم کر کے اس کے مطابق فیصلہ کرنے والا قاضی جنتی ہے اور نادانی

میں یا ظلم کے ساتھ فیصلہ کرنے والا دوزخی ہے۔ (۲۳۱۵)

☆ دوسرے مسلمان کا حق (اگرچہ پیلو کی مسواک جتنا ہی ہو) مارنے والے

پر جنت کو حرام اور دوزخ کو واجب کر دیا جاتا ہے۔ (۲۳۲۳)

☆ یہودی سے قسم لینی ہو تو یوں لی جائے کہ میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا

ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پہ تورات کو نازل فرمایا۔ (۲۳۲۷-۲۸)

☆ حضرت حفصہ کا پیالا توڑنے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہ ناراض نہ ہوئے۔ (۲۳۳۳)

☆ حضرت علی المرتضیٰ سے ایک فیصلہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی نظر آنے لگیں۔ (۲۳۳۸)

☆ کاہنہ عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نشان دیکھ کر بتا دیا کہ یہ شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ مشابہ ہے۔ اس کے بیس برس بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا۔ (۲۳۵۰)

دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک بچے کے والدین جن میں سے ایک کافر تھا دوسرا مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے ان میں سے ہر ایک بچہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو اختیار دیا کہ جس کے ساتھ چاہے چلا جائے۔ چنانچہ بچہ کافر کی طرف جھکا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: **اللَّهُمَّ اهْدِهِ۔ اے اللہ! اس کو ہدایت سے نواز دے۔ فَتَوَجَّهَ إِلَى الْمُسْلِمِ فَقَضَى لَهُ بِهِ۔** (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے) بچہ مسلمان کی طرف چلا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ (۲۳۵۲)

بہانہ ڈھونڈنے والے کی رحمت کا ٹھکانہ کیا
نہ جانے کب عطا کر دیں وہ کیا کیا کس بہانے سے
مرا تو تجربہ ہے آزما کر کوئی بھی دیکھے
بڑے ہی کام بنتے ہیں مدینے آنے جانے سے
کبھی وہ دل شکستہ جاں گرفتہ ہو نہیں سکتا
جسے سرور نسبت ہے نبی کے آستانے سے

ابواب الشَّهَادَاتِ (گواہیوں کا بیان)

☆ فرمایا: سب سے بہترین لوگ میرے زمانے والے ہیں پھر ان کے بعد والے پھر ان کے بعد والے پھر ایسے لوگ آئیں گے۔ تَبْدُرُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَبِينُهُ وَيَبِينُهُ شَهَادَتُهُ۔ جن کی قسم گواہی سے پہلے ہوگی اور گواہی قسم سے پہلے۔

(۲۳۶۲)

☆ حضرت عمر نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: قَامَ فِينَا مِثْلَ مَقَامِي۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایسے ہی کھڑے ہوئے جس طرح کہ میں تمہارے درمیان کھڑا ہوں۔ (۲۳۶۳)

☆ سب سے اچھے گواہ وہ ہیں جو طلب کرنے سے پہلے گواہی دیں۔

(۲۳۶۴)

☆ نہ تو خیانت کرنے والے مرد اور عورت کی گواہی جائز ہے نہ اس شخص کی جسے اسلام میں حد لگ چکی ہو اور نہ ہی اپنے بھائی سے حسد کرنے والے کی۔

(۲۳۶۶)

☆ حضرت خریم بن فاتک اسدی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد ان لفظوں سے خطبہ ارشاد فرمایا:

عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالْإِشْرَاقِ بِاللَّهِ

جھوٹی گواہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر قرار دی گئی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُنْفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ۔ (الحج: ۳۱) اور پچو جھوٹی بات سے ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا سا جھمی کسی کو نہ کرو۔

☆ فرمایا: لَنْ تَزُولَ قَدَمَا شَاهِدِ الزُّورِ حَتَّى يُوجِبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ۔ جھوٹی گواہی دینے والا ہمیشہ جھوٹی گواہی دیتا رہے گا تا آنکہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے

marfat.com

Marfat.com

دوزخ کو واجب کر دے گا۔ (۲۳۷۳)

☆ حضور علیہ السلام نے اہل کتاب کی ایک دوسرے پر گواہی جائز قرار دی۔

(۲۳۷۴)

أَبْوَابُ الْهَبَاتِ (ہبہ وغیرہ کا بیان)

☆ والدین اولاد کو کوئی چیز ہبہ کریں تو اس میں برابری کریں۔ (بلاوجہ)

ایک کو دینا اور باقیوں کو نہ دینا جائز نہیں ہے۔ (۲۳۵۷)

☆ کوئی چیز ہبہ کر کے لوٹانا باپ کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔

(۲۳۷۷-۷۸)

☆ عمری (عمر بھر کے لئے کسی کو کوئی چیز دے دینے) سے وہ شخص اس شئی کا

مالک ہو گیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی ہوگی۔ (۲۳۸۱)

☆ رقی (کسی کو اس شرط پہ مثلاً مکان دینا کہ اگر تو پہلے مر گیا تو مکان میرا

ہوگا اور اگر میں پہلے مر گیا تو مکان تیرا) جس کے لئے رقی کیا جائے گا وہ زندگی میں

اور موت کے بعد اس کا ہو جائے گا۔ (۲۳۸۲)

☆ کوئی چیز کسی کو ہبہ کر کے لوٹانے کو کتے کی تے سے مثال دی گئی کہ جب

اس کا پیٹ بھر جاتا ہے تو وہ تے کر کے پھر چاشنا شروع کر دیتا ہے۔

الْعَائِدُ فِي هَبَّتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ (۲۳۸۶)

☆ الرَّجُلُ أَحَقُّ بِهَبَّتِهِ مَالَهُ يَثْبُ مِنْهَا۔ آدمی اپنے ہبہ (کو واپس

لینے) کا زیادہ حق دار ہے جب تک اس کا معاوضہ نہ لے۔ (۲۳۸۷)

☆ عورت کے لئے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال سے صدقہ کرنا جائز

نہیں۔ إِذَا هُوَ مَلَكَ عَصَّتَهَا۔ کیونکہ وہ اس کی عصمت کا مالک ہے۔ (۲۳۸۸)

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی زوجہ (خیرہ) حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت اقدس میں اپنے زیورات لے کر آئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں انہیں صدقہ کرنا چاہتی ہوں، آپ علیہ السلام نے فرمایا: عورت کے لئے خاوند کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنا جائز نہیں۔ کیا تم نے کعب سے اجازت لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کعب کے پاس بھیجا کہ کیا تم نے خیرہ کو زیورات صدقہ کرنے کی اجازت دی ہے؟ کعب نے جواب دیا: جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیرہ کا صدقہ قبول فرمایا۔

(۲۳۸۹)

آبَابُ الصَّدَقَاتِ (صدقات کا بیان)

☆ کوئی چیز صدقہ کر کے نہ اس کو واپس لیا جائے اور نہ خریدا جائے۔

(۲۳۹۰-۹۲)

☆ والدین کو کوئی چیز دی تو ان کے انتقال کے بعد بطور میراث پھر بیٹے کے

پاس آگئی تو لے سکتا ہے۔ (۲۳۹۳-۹۵)

☆ امانت ضائع ہوگئی تو اس پر تاوان نہ آئیگا۔ (بشرطیکہ حفاظت میں کوتاہی نہ

کرے) (۲۴۰۱)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت عروہ البارقی مٹی بھی

خریدتے تو اس میں بھی نہیں نفع ہوتا۔ (۲۴۰۲) فَكَانَ لَوْ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ

ہوئے آپ جلوہ نما کملی والے

کھلے پھول کیا جا بجا کملی والے

زبانہ مجھے دیکھتا کملی والے

نظارے تو کیا کیا نہ دیکھے جہاں نے

مگر آپ کا نقش پا کملی والے

سنا نام نامی تو دل نے تڑپ کر

پکارا ہے صل علی کملی والے

بہشت بریں کا وہ حقیقی دار ٹھہرا

مدینے میں جو مر گیا کملی والے

جہاں سے بھی آیا ہواؤں کا جھونکا
 کرم آپ کا جب بھی یاد آئے مجھ کو
 مدینے کو جس نے محبت سے دیکھا
 نہ بھولا نہ بھولے گا مسرور کیفی
 اسی سمت تکتا رہا کملی والے
 ہمیشہ ہی میں رو پڑا کملی والے
 وہ پھر اور کیا دیکھتا کملی والے
 مدینے کی ٹھنڈی ہوا کملی والے

آتا ہے غریبوں سے انہیں پیار کچھ ایسا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے اپنے قرضدار کا پیچھا کیا جس کے ذمہ دس دینار تھے۔ اس نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں جو میں تمہیں دوں۔ قرض خواہ نے کہا: خدا کی قسم! جب تک تو میرا قرض ادا نہ کرے گا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ وہ اسے پکڑ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اسے کتنی مہلت دے سکتا ہے؟ اس نے کہا: ایک ماہ کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تو اس کو مہلت دے دے میں اس کا ضامن ہوتا ہوں۔ جب ایک ماہ پورا ہوا تو مقروض خود قرضہ کی رقم لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ترے پاس یہ دولت کہاں سے آئی؟ اس نے کہا: مجھے ایک خزانہ میں سے ملے ہیں۔ آپ نے فرمایا: خزانہ میں بھلائی نہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہ کا قرض اپنے پاس سے ادا کیا۔ (۲۳۰۶)

۔ آنسو میری آنکھوں میں نہیں آئے ہوئے ہیں

دریا تیری رحمت کے لہرائے ہوئے ہیں

☆ قرض اگر ناجائز کام کے لئے نہ لیا ہو تو قرض ادا کرنے تک اللہ تعالیٰ

مقروض کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس حدیث کو سن کر حضرت عبداللہ بن جعفر اپنے خزانچی کو فرمایا کرتے: جاؤ میرے لیے قرض لے آؤ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ایک رات بھی

ایسی گزاروں کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ نہ ہو۔ (۲۳۰۹)

☆ تکبر، چوری اور قرض سے بری ہو کر مرنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(۲۳۱۲)

کرو مہربانی تم اہل ز میں پر

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا: مَا عَمِلْتَ۔ تو نے کیا عمل کیا؟ اس نے عرض کیا: اِنِّیْ كُنْتُ اَتَجَوَّزُ فِی السَّكَّةِ وَالنَّقْدِ وَالنُّظْرُ الْمُعْسِرِ۔ میں لوگوں کو نقد مال دیتا تھا اور تنگ دست کو مہلت دیتا تھا۔ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ حضرت ابو مسعود فرماتے ہیں: اَنَا قَدْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ میں نے خود یہ حدیث حضور علیہ السلام سے سنی ہے۔ (۲۳۲۰)

گالیاں دیتا ہے کوئی تو عادی تے ہیں

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جو اپنا حق یا قرض طلب کرتا تھا۔ اس نے آپ کے ساتھ سخت کلامی کی جس سے آپ کے صحابہ برا بیچتے ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرض خواہ کو مقرض پر سختی کرنے کا اس وقت تک حق حاصل ہے جب تک وہ قرض ادا نہ کرے۔ (۲۳۲۵)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک اعرابی حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں اپنے قرضے کے تقاضے کے لئے آیا اور اس نے درشت کلامی کی اس نے آپ کو یہ بھی الفاظ کہے کہ اگر آپ نے میرا قرضہ نہ ادا کیا تو میں آپ کو بدنام کروں گا۔ یہ سن کر صحابہ نے اسے ڈانٹا اور کہا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ کس سے باتیں کر رہا ہے؟ اس نے کہا: میں اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ قرضداروں کی طرفداری کیوں نہیں کرتے؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی آدمی خولہ بنت قیس کے پاس بھیجا کہ تمہارے پاس اگر کھجوریں

ہوں تو ہمیں دے دو جب ہمارے پاس آئیں گی تو ادا کر دیں گے۔ خولہ نے جواب دیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں کیوں نہ دوں گی، خولہ نے کھجوریں بھیجیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کا قرضہ ادا فرمایا اور اسے کھانا کھلایا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے میرا پورا پورا حق ادا فرمایا۔ بہترین لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ قوم کبھی پاک نہیں ہو سکتی جس کا کمزور شخص اپنا قرضہ نہ لے سکے۔ (۲۴۲۶)

دو عالم کا امداد گار آ گیا ہے
میں آ گیا غمگسار آ گیا ہے
غریبوں کی جاں کو تھیموں کے دل کو
سکوں ہو گیا ہے قرار آ گیا ہے
اصول محبت ہے پیغام جس کا
وہ محبوب پروردگار آ گیا ہے
اب انساں کو انساں کا عرفان ہوگا
یقین ہو گیا، اعتبار آ گیا ہے
بجھے گا نہ جس کا چراغ محبت
وہ پیغمبر ذی وقار آ گیا ہے
زمانے کو اب اپنی منزل مبارک
رسولوں کا اب تاجدار آ گیا ہے
(احسان دانش)

قرض دینے کا ثواب صدقہ دینے سے زیادہ ہے کیوں؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پہ لکھا ہوا پایا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا۔ میں نے جبریل امین علیہ السلام سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا: لَآنَ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْقِرْهُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ اس لیے کہ سائل کے پاس مال ہوتا ہے پھر بھی سوال کر بیٹھتا ہے اور قرض مانگنے والا حاجت کی بنا پر ہی قرضہ مانگتا ہے۔ (۲۴۲۱)

★ جس کو قرضہ دیا ہے اس کا تحفہ وغیرہ قبول نہ کیا جائے اور نہ اس کی سواری پہ سوار ہوا لایہ کہ تحائف کا سلسلہ پہلے سے چل رہا ہو۔ (۲۴۳۲)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کہ صحابی نے عرض کیا: ایک عورت نے میرے مرحوم بھائی پہ دو دینار قرض کا دعویٰ کیا ہے جبکہ اس عورت کے پاس گواہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَاعْطُهَا فَإِنَّهَا مُحِقَّةٌ۔ اس کو دے دو کیونکہ وہ سچی ہے۔ (۲۴۳۳)

۔ یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے

خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ حضور تشریف لے آئے ہیں تو برکت ضرور ہوگی:

حضرت جابر بن عبد اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب ان کے والد (غزوہ احد میں) شہید ہو گئے تو ان کے ذمے ایک یہودی کے تیس وسق (بکھجوروں کے قرضہ) تھا۔ میں نے اس یہودی سے مہلت مانگی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حضرت جابر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں گفتگو کی تاکہ آپ سفارش کر دیں تو حضور علیہ السلام اس یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: تم اپنے قرضہ میں جابر کے باغ میں جو کھجوریں ہیں وہ لے لو تو اس نے انکار کر دیا۔ آپ نے اس سے مہلت مانگی لیکن اس نے تب بھی انکار کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں تشریف لے گئے۔ اس میں گھومے پھرے اور فرمایا: اے جابر کھجوریں توڑ کر اس کا قرضہ ادا کر دو۔ جب کھجوریں کاٹی گئیں تو تیس وسق قرضہ ادا کرنے کے بعد بارہ وسق زیادہ نکلیں۔ جابر اس بات کی اطلاع دینے کے لئے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو حضور علیہ السلام موجود نہ تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو حضرت جابر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کی کھجوریں پوری ہو گئیں اور اس کے علاوہ اتنا اتنا مال بچا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جا کر تم عمر کو بتا دو۔ حضرت جابر حضرت عمر کے پاس گئے اور انہوں نے انہیں واقعہ کی خبر دی تو حضرت عمر نے فرمایا: میں تو اسی وقت سے جانتا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور

درختوں میں گھومے تھے کہ اللہ تعالیٰ اب ان میں برکت نازل فرمائے گا۔ (۲۴۳۴)

آمد ہے اس پیمبر عالی مقام کی
 ہر چیز ان کے واسطے تخلیق کی گئی
 جس نے نبی کی یاد کو دل میں بسالیا
 اللہ جانتا ہے محمد کا مرتبہ
 سرکار اب مجھے بھی مدینے بلائیے
 سرکار کی نظر سے بنے فخر کائنات
 عابد ہو بعد موت کے خاک رہ حجاز

آنے لگیں صدائیں درود و سلام کی
 کیا شان ہے رسول علیہ السلام کی
 اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی
 انسان کو خبر کہاں ان کے مقام کی
 یہ عرض اب قبول ہو اپنے غلام کی
 کیا شان پوچھتے ہو صحابہ کرام کی
 واللہ اسے نمود کی خواہش نہ نام کی

(عابد نظامی)

أَبْوَابُ الرَّهْوْنِ (رہن کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی زرہ مبارک یہودی کے پاس گروی تھی جو آپ نے تیس صاع جو کے بدلے اس کے حوالے کی ہوئی تھی۔

(۲۴۳۹)

☆ اَعْطُوا الْاَجِيرَ اَجْرَهُ قَبْلَ اَنْ يَجْفَ عَرَقَهُ۔ مزدور کو اس کا پینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دو۔ (۲۴۴۳)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی مسکینی کے دور کو یاد کر کے اللہ کا شکر ادا کرتے کہ اب ابو ہریرہ کو اللہ نے پیشوا بنا دیا ہے۔ (۲۴۴۵)

☆ حضرت علی نے حضور علیہ السلام کی بھوک مٹانے کے لئے یہودی کے ہاں مزدوری کی (۲۴۴۶) اسی طرح ایک انصاری صحابی نے بھی کیا۔ (۲۴۴۸)

☆ حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے ہمیں پیداوار لینے کی صورت میں زمین مزارعت پر دینے سے منع فرمایا ہے نہ کہ روپیہ لینے سے منع کیا۔ (۲۴۵۸) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ رافع کی

مغفرت فرمائے میں ان سے زیادہ اس حدیث سے واقف ہوں ایک دن حضور علیہ السلام کے پاس دو شخص آئے جن کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہے جب تم آپس میں لڑتے ہو تو زمین کرائے پر نہ دیا کرو تو رافع نے صرف آخری الفاظ سن لیے۔ (۲۳۶۱) حضرت زید کا یہ بیان حدیث (۲۳۶۰) کے بارے میں ہے جس میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم زمین دینا چاہو تو اپنے بھائی کو بلا نفع دے دو یا اسے چھوڑ دو۔ یعنی مفت میں دینا بہتر ہے جیسا کہ ابن عباس سے ہے۔ (۲۳۶۲)

☆ حضور علیہ السلام کے مشورے پہ عمل کرنا ضروری نہیں۔ جیسا کہ درختوں کو پیوند کاری کرنے کے عمل پر آپ نے فرمایا۔ (۲۳۷۰)

☆ کسی کو آگ و نمک دینا اتنا ثواب ہے کہ جو چیز بھی اس آگ اور نمک سے تیار ہوگی ہر اس چیز کو صدقہ کرنے کا۔ (۲۳۷۳)

أَبْوَابُ الشُّفْعَةِ (شفعہ کا بیان)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَتْ لَهُ نَخْلٌ أَوْ أَرْضٌ فَأَرَادَ بَيْعَهَا فَلْيَعْرِضْهَا عَلَى جَارِهِ
جس کے پاس باغ یا زمین ہو اور وہ اس کو بیچنے کا ارادہ کرے تو ہمسائے کو بتائے بغیر نہ بیچے۔ (۲۳۹۳)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی روایت فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهِ يَنْتَظِرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ
طَرِيقَهُمَا وَاحِدًا (۲۳۹۳)

پڑوسی اپنے پڑوسی کے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے اگر دونوں کا ایک راستہ ہو اور پڑوسی موجود نہ ہو تو اس کی انتظار کر لی جائے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمین میں شفعہ کا حق قرار دیا ہے جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدود معین ہو جائیں تو پھر کوئی شفعہ نہیں ہے۔ (۲۴۹۷)

☆ الشُّفْعَةُ كَحَلِّ الْعُقَالِ - شفعہ اونٹ کی رسی کھول دینے کی طرح ناقابل اعتبار ہے۔ (۲۵۰۰)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا شُفْعَةَ لِشَرِيكَ عَلَى شَرِيكِ إِذَا سَبَقَهُ بِالشِّرَاءِ وَلَا لِصَغِيرٍ وَلَا لِغَائِبٍ - جب شریک شفعہ خرید چکا ہو تو اب دوسرے شفعہ کا کوئی حق نہیں اور نہ بچے کا حق ہے اور نہ غائب کا۔ (۲۵۰۱)

أَبْوَابُ اللَّقْطَةِ

(گری پڑی یعنی گمشدہ چیز کے بیان میں)

☆ ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ -

مسلمان کی گمشدہ چیز دوزخ کی آگ ہے (لہذا اس کو ہڑپ کرنے کے لیے نہ اٹھایا جائے) (۲۵۰۲)

☆ لَا يُؤَدَّى الضَّالَّةَ إِلَّا ضَالًّا - گمشدہ چیز کو وہی ٹھکانہ دے گا جو خود گمراہ ہوگا۔ (۲۵۰۳)

☆ گمشدہ چیز کا ایک سال تک اعلان کرتے رہنے کا حکم دیا گیا، اس کے بعد اگر مالک نہ ملے تو اپنے مال میں شامل کر لو۔ (پھر جب بھی مالک ملے اسے اپنے مال میں سے اتنا دے دو) (۲۵۰۴)

☆ گمشدہ چیز ملے تو اس پہ ایک یا دو عادل گواہ بنائے جائیں۔ (۲۵۰۵)

☆ ایک شخص کو سوا شرفیاں ملیں تو اس کو تین سال تک اعلان کرتے رہنے کا حکم دیا گیا۔ (۲۵۰۶)

☆ اعلان وغیرہ کے بعد وہ چیز استعمال کر لی پھر مالک آ جائے تو ادائیگی لازم ہے۔ **ثُمَّ كُلُّهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَادِّهَا إِلَيْهِ۔** (۲۵۰۷)

جو اللہ پہ بھروسہ کرے.....

حضرت مقداد بن عمرو کہتے ہیں: وہ قضائے حاجت کے لئے ایک دن بقیع کی طرف گئے اور لوگ اس زمانہ میں دو دو تین تین روز بعد قضائے حاجت کے لئے جاتے تو وہ (فقروفاقہ اور معمولی خوراک کھانے کی وجہ سے) اونٹ کی طرح میکیاں کرتے۔ میں ایک ویرانہ میں قضائے حاجت کے لئے بیٹھا تو ایک سوراخ میں سے ایک چوہا نکلا اور اس نے ایک اشرفی نکالی۔ پھر وہ اندر گیا اور دوسری نکال کر لایا حتیٰ کہ وہ سترہ ہو گئیں۔ اس کے بعد ایک سرخ رنگ کا کپڑا لے کر آیا۔ مقداد کہتے ہیں میں نے کپڑے کو اٹھایا تو اس میں ایک اور اشرفی تھی۔ میں انہیں لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ بیان کرتے ہوئے عرض کیا: اس کا صدقہ لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا: اسے لے کر واپس جاؤ اس کا کوئی صدقہ نہیں۔ اللہ تمہیں اس میں برکت دے۔ پھر آپ نے فرمایا: شاید تو نے سوراخ میں ہاتھ ڈالا تھا۔ میں نے عرض کیا: نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر عزت عطا فرمائی، جب مقداد کی وفات ہوئی تو ان میں سے ایک دینار تب بھی باقی تھا۔

(۲۵۰۸)

اللہ جس کو چاہے بغیر حساب کے رزق عطا فرمائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگلے زمانے میں ایک شخص نے دوسرے سے زمین خریدی تو اس میں سونے کا

ایک بھرا ہوا گھڑا برآمد ہوا۔ اس نے فروخت کرنے والے سے کہا: میں نے زمین خریدی ہے یہ گھڑا نہیں خریدا۔ اس نے جواب دیا: میں نے زمین اور اس کے اندر جو کچھ تھا سب فروخت کر دیا ہے لہذا یہ بھی تمہیں ہی لینا ہوگا۔ الغرض! دونوں میں جھگڑا ہو گیا تو یہ دونوں ایک شخص کے پاس فیصلہ لے گئے۔ اس نے پوچھا: کیا تم دونوں کی اولاد ہے؟ ایک نے جواب دیا: ہاں! میرا ایک لڑکا ہے۔ دوسرے نے جواب دیا: میری ایک لڑکی ہے۔ اس نے کہا: اچھا اس لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو اور یہ دونوں کو دے دو کہ اس میں سے خرچ بھی کریں اور صدقہ بھی کریں۔ (۲۵۱۱)

آبَابُ الْعِتْقِ (غلاموں کی آزادی کا بیان)

☆ مدبر (جس کو اس کے مالک نے کہہ دیا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے) کو فروخت کرنے کی روایات۔ (۲۵۱۲-۱۳) الْمُدَبَّرُ مِنَ الثُّلُثِ۔ مدبر میث کے تہائی مال سے آزاد ہوگا۔ (۲۵۱۳) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ۔ امام ابن ماجہ فرماتے ہیں اس حدیث کی کوئی اصل نہیں یعنی صحیح نہیں (اس کے باوجود اس کو اپنی کتاب میں درج فرما رہے ہیں)

☆ أَيُّمَا رَجُلٍ وَكَدَّتْ أُمَّتُهُ مِنْهُ فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ دُبْرٍ مِثْنَهُ۔ جس لوٹدی سے مالک کی اولاد پیدا ہوگی وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائے گی۔

(۲۵۱۵)

☆ حضرت ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں (حضرت ماریہ قبطیہ) کا ذکر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَعْتَقَهَا وَكُدَّهَا۔ اس کے بیٹے (ابراہیم) نے اسے آزاد کر دیا۔ (۲۵۱۶)

☆ تین آدمیوں کی مدد اللہ کے ذمہ کرم پہ ہے (۱) جہاد کرنے والا (۲) مکاتب جو ادائیگی کا راہ رکھتا ہو (۳) نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا ارادہ رکھتا

☆ جو کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا تو وہ غلام اس کے لئے دوزخ کی آگ سے فدیہ ہوگا۔ اس کی ہر ہڈی آزاد کرنے والے کی ہڈیوں کا فدیہ ہوگی اور جو دو مسلمان عورتوں کو آزاد کرے گا تو وہ دونوں اس کے لئے دوزخ سے فدیہ ہوں گی؛ ان دونوں کی ہڈیاں اس کی ایک ایک ہڈی کا بدلہ ہوں گی۔ (۲۵۲۲)

☆ حضور علیہ السلام سے ولد الزنا غلام کی آزادی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: نَعْلَانِ اُجَاهِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنْ اَنْ اُعْتِقَ وَلَدَ الزَّانَا۔ جو جوتے پہن کر میں جہاد کے لئے جاتا ہوں وہ ولد الزنا کی آزادی سے بہتر ہیں۔ (۲۵۳۱)

وذلك فان النطفة الخبيثة لا يتولد الا خبيث ومع ذلك هو من باب التشديد وقيل في تاويله ايضا ان المراد به من يواظب على الزنا۔

(حاشیہ نمبر ۱ ص ۱۸۵)

أَبْوَابُ الْحُدُودِ (شرعی سزاؤں کا بیان)

☆ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ۔ جو اپنا دین بدل دے اس کو قتل کر دو۔

(۲۵۳۵)

☆ اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے ایک حد قائم کرنا اللہ تعالیٰ کے شہروں میں چالیس راتوں کی (مفید) بارش سے بہتر ہے۔ (۲۵۳۷)

☆ مَنْ جَحَدَ آيَةً مِّنَ الْقُرْآنِ فَقَدْ حَلَّ ضَرْبُ عُنُقِهِ۔ جو قرآن مجید کی ایک آیت کا انکار کرے اس کی گردن مار دی جائے گی۔ (۲۵۳۹)

☆ بیوی کی لونڈی سے زنا کرنے والے پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حد قائم نہیں فرمائی۔ (۲۵۵۲)

☆ یہودی اور یہودیہ کو بھی رجم کیا گیا۔ یہی سزا شادی شدہ بدکار کی تورات

میں بھی ہے۔ (۲۵۵۶-۵۷)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک عورت کے انداز گفتگو؛
حالت اور آنا جانا دیکھ کر اس کو فاحشہ قرار دیا۔ (۲۵۶۰)

☆ قوم لوط کا عمل کرنے والے فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ (۲۵۶۱)

فرمایا: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَىٰ أُمَّتِي عَمَلُ قَوْمِ لُوطٍ۔ مجھے اپنی امت
پہ کسی بات کا اتنا خوف نہیں جتنا کہ لواطت کا خوف ہے۔ (۲۵۶۳)

☆ جو محرم سے بدکاری کرے اس کو قتل کر دو اور جو چوپائے سے بدکاری
کرے تو اس کو اور چوپائے کو بھی قتل کر دو۔ (۲۵۶۳)

☆ کسی کو منخت یا لوطی کہنے کی سزا بیس کوڑے۔ (۲۵۶۸)

☆ حضرت عثمان نے حضرت علی سے کہا کہ اپنے چچا زاد (ولید بن عقبہ) پہ
شراب کی حد قائم کرو جو آپ نے کر دی۔ (۲۵۷۱)

☆ حضور علیہ السلام کے دور میں ایک کمزور بدکار کو سوشاخوں والی ٹہنی ماری
گئی۔ (یہ اس کی سو کوڑے سزا ہو گئی) (۲۵۷۳)

☆ چور کا ہاتھ کاٹ کر گلے کے ساتھ لٹکا دیا گیا (تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل
ہو) (۲۵۸۷)

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یا اس کی خلاف

عمرو بن سمرہ بن جندب حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور عرض گزار
ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے فلاں شخص کا اونٹ چرا لیا ہے مجھے (سزا
دے کر) پاک کر دیجئے۔ حضور علیہ السلام نے ان لوگوں کے پاس آدمی بھیجا۔ انہوں
نے کہا: ہاں ہمارا اونٹ گم ہوا ہے۔ حضور علیہ السلام نے عمرو کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو
ان کا ہاتھ کاٹا گیا۔ ثعلبہ فرماتے ہیں: جب ان کا ہاتھ کٹ کر گرا تو میں انہیں دیکھ رہا
تھا وہ فرما رہے تھے: خدا کا شکر ہے کہ اس نے تجھے مجھ سے پاک کر دیا تو تو چاہتا تھا

کہ میرے پورے بدن کو دوزخ میں لے جائے۔ (۲۵۸۸)

☆ حاکم کے پاس پہنچنے سے پہلے مجرم کو معاف کیا جاسکتا ہے بات عدالت میں آئے گی تو سزا ملے گی۔ (۲۵۹۵) جیسا کہ حضرت صفوان بن امیہ مسجد میں سوئے اور اپنی چادر اپنے سر کے نیچے رکھ لی ایک شخص نے ان کی چادر چرائی، حضرت صفوان اس کو پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے۔ جب حضور علیہ السلام نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو حضرت صفوان نے عرض کیا: میں یہ تو نہیں چاہتا تھا کہ اس کا ہاتھ کاٹا جاتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ۔ تم نے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہ کیا یعنی میرے پاس لانے سے پہلے ایسا ہو سکتا تھا اب نہیں۔ (۲۵۹۵)

چور کے لئے سزا کے بعد حضور علیہ السلام کی دعا

ابو امیہ نے حدیث بیان کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا تو اس نے اعتراف کیا لیکن اس کے پاس سامان نہ تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا خیال ہے تو نے چوری نہیں کی؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوبارہ وہی بات فرمائی تو اس نے وہی جواب دیا تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: کہہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوبُ اِلَيْهِ۔ اس نے یہ الفاظ دہرائے تو آپ نے دعا کی: اے اللہ! اس بندے کی توبہ قبول فرما۔ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔ دو مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی۔

(۲۵۹۷)

☆ زنا بالجبر میں حضور علیہ السلام نے عورت پہ حد جاری نہ فرمائی۔ (۲۵۹۸)

☆ دنیا میں جرم کی سزا مل گئی تو آخرت میں دوبارہ سزا دینے سے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور جس کے جرم پہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پردہ ڈالا اور معاف کر دیا تو اس کا کرم اس سے بے نیاز ہے کہ جس کو معاف کر چکا پھر سزا دے۔ (۲۶۰۳)

☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی طبعی غیرت کی وجہ سے بارگاہ رسالت میں ذرا جرات سے بات کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: **إِسْمَعُوا مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ**۔ (اے انصار) سن لو تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے۔ (۲۶۰۵)

☆ بیوی کے ساتھ تنہائی میں کسی شخص کو پایا تو اس پر جرم ثابت کرنے کے لئے چار گواہ ضروری ہیں تاکہ غیرت مند کے علاوہ مدہوش بھی ایسا نہ کرنے لگ جائیں (کہ کسی کو قتل کر کے کہہ دیں کہ میں نے اس کو اپنے گھر اسی حالت میں پایا ہے) (۲۶۰۶)

☆ (زمانہ جاہلیت میں لوگ باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ سے نکاح کر لیتے تھے) حضور علیہ السلام نے ایسے شخص کو قتل کر دینے کا اور اس کا مال لوٹ لینے کا حکم دیا۔ (۸-۲۶۰۷)

گانا گانے کی اجازت مانگنے پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی

حضرت صفوان بن امیہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عمرو بن قرہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ نے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا کہ میرے پاس سوائے دف بجا کر کمانے کے اور کوئی ذریعہ نہیں لہذا آپ مجھے گانے کی اجازت مرحمت فرمائیں اور میرا گانا فحش نہ ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: نہ میں تمہیں اجازت دوں گا اور نہ تجھے عزت دے کر تیری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا۔ اے خدا کے دشمن! تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے حلال روزی پسند فرمائی اور تو نے حلال روزی کی جگہ حرام روزی اختیار کی۔ اگر میں تجھے پہلے منع کر چکا ہوتا اور پھر تو مجھ سے اجازت لینے کے لئے آتا تو میں تجھے سزا دیتا اور تیرا سر موٹ کر تیرا مثلہ کر دیتا (مثلہ کہتے ہیں ہاتھ پیر اور ناک کان کاٹنے کو) اور تجھے تیری قوم سے نکال دیتا اور تیرا سامان دوسروں کے لئے حلال کر دیتا (یعنی وہ اسے لوٹ لیں) یہ سن کر عمرو وہاں

سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسے اتنی ذلت و رسوائی ہوئی کہ اس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جب وہ واپس جانے لگا تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: یہی نافرمان لوگ ہیں جو ان میں سے بغیر توبہ کے مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز ایسے ہی مخنث اور ننگا اٹھائے گا جیسے وہ دنیا میں تھا اور دنیا کی طرح لوگوں سے وہ اپنا پردہ نہ چھپائے گا جب کھڑا ہوگا تو فوراً گر پڑے گا۔ (۲۶۱۳)

غضب سے ان کے خدا بچائے عتاب باری حجاب میں ہے

أَبْوَابُ الدِّيَاتِ (دیتوں کا بیان)

☆ قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلہ (حقوق العباد میں سے) خون کا

ہوگا۔ (۲۶۱۵)

☆ کوئی بھی قتل ظلماً ایسا نہیں ہوتا کہ اس کا گناہ آدم علیہ السلام کے اس بیٹے

پر نہ ہو جس نے سب سے پہلا قتل کیا۔ (۲۶۱۶)

☆ سوا فرد کا قاتل نیکوں کی بستی کی طرف جانے کی وجہ سے بخشا گیا۔

(۲۶۲۱)

☆ قتل کسی نے کیا دیت حضور علیہ السلام نے ادا فرمادی۔ (۲۶۲۵-۷۷)

☆ تلوار کے علاوہ کسی چیز سے قصاص نہ لیا جائے۔ (۲۶۲۸)

☆ إِنَّ مِنْ أَعْفِ النَّاسِ قِتْلَةَ أَهْلِ الْإِيمَانِ۔ قاتلوں میں سے سب سے

بہترین لوگ ایمان والے ہیں۔ (۲۶۸۱) کیونکہ وہ لوگوں کو بے فائدہ قتل نہیں کرتے

بلکہ اس کو ہی قتل کرتے ہیں جس کا قتل کرنا ضروری ہوتا ہے یا پھر جہاد میں کفار کو قتل

کرتے ہیں۔

☆ جو زمی کو قتل کرے گا وہ جنت کی بو بھی نہ پاسکے گا۔ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ

مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ عَامًا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے سونگھی جا

سکتی ہے۔ (۲۶۸۷)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بھی قصاص آتا تھا تو آپ بطور سفارش معافی کی تلقین فرماتے۔ (۲۶۹۲)

☆ حاملہ عورت کسی کو قتل کر دے تو وضع حمل تک بلکہ جب تک کوئی بچے کا کفیل نہ بن جائے بدلے میں اس کو قتل نہ کیا جائے اسی طرح اگر وہ بدکاری کی مرتکب ہو جائے اور بچہ پیدا ہو جائے۔ (۲۶۹۳)

أَبْوَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم و عہد پاتے فَخَزَمَ أَنْفَهُ بِوَجْزَامٍ۔ تو تابعدار اونٹنی کی طرح اپنی ناک میں ٹکیل ڈال لیتے۔ یعنی اس سے ذرہ بھر بھی روگردانی نہ کرتے۔ (۲۶۹۶)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا: الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ نماز اور غلاموں کا خیال رکھنا۔ (۲۶۹۸)

وصیت کرنے میں عدل اور ظلم کی جزا و سزا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی نیک لوگوں کے عمل کے مطابق ستر سال تک عمل کرتا رہتا ہے جب وصیت کرتا ہے تو وصیت میں ظلم کرتا ہے تو اس کا خاتمہ برائی پر ہوتا ہے اور ایک شخص برے لوگوں کے عمل کے مطابق ستر سال تک عمل کرتا رہتا ہے تو جب اس کا خاتمہ ہوتا ہے تو وہ عدل کے ساتھ وصیت کرتا ہے تو نیک عمل پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں: اگر تمہیں یقین نہ آئے تو یہ آیت پڑھ لو۔

تَدْكُ حَمُودَ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوها عَذَابُ مَهِينٍ تَكُ۔ (۲۷۰۴)

☆ موت کے وقت کتاب اللہ کے مطابق وصیت کرنے والا اگر زندگی میں

زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا تو یہ وصیت اس کا غارہ بن جائے گی۔ (۲۷۰۵)

☆ اللہ تعالیٰ بندے سے فرماتا ہے کہ تیری موت کے بعد جب میرے بندے تیرے لیے دعا کریں گے تو اس کا تجھے ثواب دوں گا۔ وَصَلْوَةُ عِبَادِي عَلَيْكَ بَعْدَ انْقِضَاءِ اجَلِكَ (۲۷۰۹)

اَبْوَابُ الْفَرَائِضِ (وراثت کے حصوں کا بیان)

علم الفرائض ان قواعد و جزئیات کا علم ہے جن کے ذریعہ ترکہ کو وارثوں کی طرف ان کے حق کے مطابق صرف کرنے کی کیفیت معلوم ہو اس کا موضوع ترکہ اور وارث ہیں اس لئے کہ فرائض ترکہ اور اس کے مستحقین سے بحث کرتا ہے کہ میت کا ترکہ اس کے ورثائے مستحقین کو قواعد معینہ شرعیہ سے کس کو کتنا کتنا ملے گا؟

یہ علم بہت اہم علم ہے یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نصف علم فرمایا: علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ یہ نصف علم کس طرح ہے اور اس کے کیا معنی ہیں؟ تو ایک جماعت علماء کی اس طرف گئی ہے کہ ہم پر واجب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کی تعمیل ہے۔ ہم اس کے معنی سمجھیں یا نہ سمجھیں تو نصف علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض کو کیوں فرمایا؟ اس کے جاننے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اس ارشاد کے مطابق اس علم کو سیکھنا اور سکھانا چاہیے۔ ایک جماعت نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا: بے شک ہم پر اس کی تعمیل ضروری ہے مگر ساتھ ساتھ ہمیں اس کو سمجھنا بھی چاہیے کہ ارشاد مبارک معقول المعنی ہے تو اس بارے میں اس جماعت علماء کے دس قول ہیں۔

علم الفرائض کا نصف علم ہونا

اول: امام بیہقی فرماتے ہیں: عموم بلوئی کی وجہ سے نصف علم اس لو فرمایا۔
دوم: نہایہ میں ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں۔ حالت حیات اور حالت موت۔ تو نصف علم کا تعلق حالت حیات سے ہے اور نصف علم کا تعلق بعد الموت سے

اور وہ علم الفرائض ہے۔

سوم: ملک کے اسباب دو قسم کے ہیں۔

(الف) اختیاری: جیسے خرید و فروخت، قبول ہدیہ، وصیت وغیرہ۔

(ب) اضطراری: یہ ارث ہے، اس لئے کہ لینا چاہیے یا نہیں، مورث کے

مرنے کے بعد کل ترکہ بعد ادائے حقوق سب وارثوں کا حسب سہام شرعی ہے اور یہ قول صاحب ضوء کا ہے۔

چہارم: ابہتاج میں کہا گیا کہ اس کی بڑائی اور تعظیم کے لئے اس کو نصف علم فرمایا۔

پنجم: صاحب اغاۃ اللہاج کا قول ہے کہ چونکہ فرائض کے شعبے بہت ہیں اور

اس میں حساب کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے نصف علم فرمایا۔

ششم: زیادتی مشقت کی وجہ سے اس کو نصف علم ارشاد فرمایا۔

ہفتم: صاحب ضوء نے فرمایا: اس علم کی دو قسمیں ہیں۔

ایک وہ علم ہے جس کی وجہ سے اسباب ارث کی معرفت ہوتی ہے۔ دوسرا وہ علم

ہے جس کی وجہ سے جو واجب ہوتا ہے، معلوم کیا جاتا ہے اور یہی علم فرائض ہے۔

ہشتم: نصف علم باعتبار ثواب فرمایا، اس لئے کہ انسان فقہ کے ایک مسئلہ سمجھنے پر

دس نیکیوں کا مستحکم ہوتا ہے اور فرائض کے ایک مسئلہ پر سو نیکی کا حقدار ہوتا ہے تو اگر

تمامی فرائض کو دس مسئلے اور تمامی فقہ کو سو مسئلے پر فرض کریں تو دونوں کی نیکیاں ہزار

ہزار ہوں گی تو فرائض باعتبار ثواب پورے فقہ کے برابر ہوا۔

نہم: صاحب شرح سراجیہ فرماتے ہیں: نصف علم فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اگر

فرائض کے مسائل کو پھیلا یا جائے تو اس کے فروع و جزئیات تمام علوم کی جزئیات

کے برابر ہوں گے۔

دہم: نصف علم اس لئے فرمایا: طلبہ کو اس علم کے سیکھنے کی ترغیب ہو۔ یہ دس قول

صاحب کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون نے بیان فرمائے ہیں۔

علم الفرائض سب سے پہلے بھلایا جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَ عَلِّمُوهَا فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ وَهُوَ يُنْسَى وَهُوَ أَوَّلُ شَيْءٍ يُنْزَعُ مِنْ أُمَّتِي۔ فرائض (وراثت کے مسائل کا علم) سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ وہ آدھا علم ہے یہ وہ علم ہے جو بھلا دیا جائے گا اور میری امت سے سب سے پہلے یہی اٹھایا جائے گا۔ (۲۷۱۹)

☆ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نانی دادی کے حصے کے سلسلہ میں

دشواری پیدا ہوئی۔ (۲۷۲۳)

☆ سورہ نساء کی آخر آیت جس میں کلالہ کا ذکر ہے۔ اس کو آیہ صیف

(گرمیوں میں نازل ہونے والی آیت) فرمایا گیا۔ (۲۷۲۶) حضرت عمر فرماتے

ہیں: اگر حضور علیہ السلام (وفات سے پہلے) تین امور کی وضاحت فرما دیتے تو مجھے

تمام دنیا سے زیادہ پیاری ہوتی۔ کلالہ سوڈ خلافت۔ (۲۷۲۸)

☆ الْخَالُ وَارِثٌ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ..... جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا

ماموں وارث ہوگا (جو اس کی جنایت کی دیت بھی ادا کرے گا اور اس کا وارث بھی

ہوگا) (۲۷۳۸-۲۷۳۹)

أَبْوَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

☆ جو اللہ کی راہ میں مال بچھے اور خود گھر بیٹھا رہے تو اس کے لئے ایک کے

بدلے سات سو درہم اور جو جہاد میں جا کر خرچ کرے تو ایک کے بدلے سات لاکھ

درہم۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاللَّهُ يَضْعَفُ لِمَنْ

يَشَاءُ۔ (۲۷۶۱)

☆ جو اللہ تعالیٰ سے بغیر علامت جہاد ملے گا نہ خود جہاد کیا نہ مجاہد کو سامان مہیا

کیا اور نہ مجاہد کی عدم موجودگی میں اس کے گھر والوں کی خبر گیری کی۔ اس کو قیامت سے پہلے ہی مصیبت میں مبتلا کر دیا جائے گا اور اس کے لئے نقصان ہی نقصان ہے۔ (۶۳-۶۲-۶۷)

☆ جس نے اللہ کی راہ میں ایک مورچہ بندی کی تو اس کے لئے ایک ہزار روزوں کا اور ایک ہزار راتوں کے قیام کا ثواب ہے۔ (۶۶-۶۷)

اگلی حدیث میں اس کا ثواب رمضان کے علاوہ سو سال کے روزوں کا ہے اور رمضان میں ایک رات مورچہ بند رہنے کا ثواب ایک ہزار سال کے روزوں کا اور اتنے ہی قیام کا بیان ہوا۔ اگر وہ صحیح سلامت گھر آ گیا تو ایک ہزار سال اس کی کوئی برائی نہ لکھی جائے گی بلکہ نیکیاں ہی لکھی جاتی رہیں گی اور قیامت تک اسے مورچہ بندی کا ثواب ملتا رہے گا۔ (۶۸-۶۷) ایک حدیث میں ہے اللہ کی راہ میں ایک رات حفاظت کرنا گھر میں ایک ہزار سال کے قیام اور روزوں سے افضل ہے۔ سال تین سو ساٹھ دنوں کا اور دن ایک ہزار سال کا۔ (۷۰-۶۷)

☆ حضرت انس فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ حسین سخی اور بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ گھبرا گئے اور جدھر سے آواز آتی تھی ادھر کو نکلے دیکھا تو حضور علیہ السلام وہاں پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پہ سوار تھے اور گلے میں ننگی تلوار لٹک رہی تھی اور فرما رہے تھے: اے لوگو! گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ پھر گھوڑے کے بارے میں فرمایا: وَجَدْنَا ذُو بَحْرًا۔ ہم نے اسے سمندر پایا۔ اس کے بعد یہ گھوڑا کبھی بھی دوڑ میں پیچھے نہ رہا۔ (۷۲-۶۷)

آؤ کہ ذکر حسن شبہ بحر و بر کریں جلوے بکھیر دیں شب غم سحر کریں
جو حسن میرے پیش نظر ہے اگر اسے جلوے بھی دیکھ لیں تو طواف نظر کریں
وہ چاہیں تو صدف کو در بے بہا ملے وہ چاہیں تو خزف کو حریف گہر کریں

فرمائیں تو طلوع ہو مغرب سے آفتاب
 راہ نبی میں غیر پہ تکیہ حرام ہے
 کونین وجد میں ہوں جنوں نغمہ بار ہو
 آنسو قبول ہوں در خیرالانام پر
 شعروادب بھی آہ و فغاں بھی ہے ان کا فیض
 اب کے جو قصد طیبہ کریں رہروان شوق
 چاہیں تو اک اشارے سے شق قمر کریں
 اے عشق آ کہ بے سرو سامان سفر کریں
 یعنی جہان ہوش کو زیروزبر کریں
 نالے طواف روضہ خیرالبشر کریں
 پیش حضور اپنی متاع ہنر کریں
 مظہر کو بھی ضرور شریک سنر کریں
 (حافظ مظہر الدین)

گردوغبار کستوری بن جائے گا

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کا فرمان خوشبو نشان ہے۔

مَنْ رَاحَ دَوْحَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانَ لَهُ بِبَيْتِ مَا أَصَابَهُ مِنَ
 الْغُبَارِ مِسْكًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جو اللہ کی راہ میں چلا اس کو جتنا غبار پہنچے گا وہ قیامت کے دن اس کے
 لئے کستوری ہوگا۔ (۲۷۷۵)

یہ اللہ ہم اس امت کو حضور کے نور کی خیرات کے طور پر عطا ہوئے

کس کے نور کا ہالہ ہے
 کوئی بتائے آخر یہ
 میں نے جہان رنگ میں کیا
 اللہ اللہ ایدہ تر
 خلد میں گھومے اور اس کا
 لگتا ہے پھر دل میں مرے
 سب سے اولیٰ اعلیٰ کا
 دن میں آج اُجالا ہے
 کس نے رنگ اُچھالا ہے
 اپنا رنگ نکالا ہے
 کتنا پیارا حوالہ ہے
 حرفِ نعتِ قبالہ ہے
 پھول مہکنے والا ہے
 در بھی کتنا اعلیٰ ہے

میں نے خاکِ طیبہ کا آنکھ میں سرمہ ڈالا ہے
جب بھی میں مسرور گرا مجھ کو آ کے سنبھالا ہے

حضور علیہ السلام نے جیسے فرمایا بیسوں سال بعد ویسا ہی ہوا

حضرت ام حرام بنت ملحان فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے ہاں سوئے جب آنکھ کھلی تو آپ علیہ السلام ہنس رہے تھے میں نے ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو دریا پر اس طرح سفر کر رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: میرے لیے بھی ان میں شمولیت کی دعا فرمائیے۔ آپ علیہ السلام نے ام حرام کے لئے دعا کی اور پھر دوبارہ سو گئے۔ جب آنکھ کھلی تو پھر ویسا ہی ہوا یعنی سوال جواب ہوئے ام حرام نے عرض کیا: میرے لیے بھی شرکت کی دعا کیجئے۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم پہلی جماعت میں ہو۔ انس فرماتے ہیں: وہ اپنے خاوند عبادة بن الصامت کے ساتھ پہلے بحری غزوہ میں جو حضرت امیر معاویہ کی ماتحتی میں ہوا تھا تشریف لے گئیں۔ جب یہ لوگ غزوہ سے واپس لوٹ کر آئے تو شام میں اترتے وقت ان کا جانور بدک اٹھا جس سے گر کر وہ انتقال کر گئیں۔ (۲۷۷۶)

ایک روایت میں راوی سے یہ غلطی ہوئی کہ اس نے کہا واپسی پہ انتقال ہوا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ کشتی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہونے لگیں کہ گریں اور انتقال فرما گئیں۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

ایسا شہید جس کی روح اللہ تعالیٰ خود اپنے دستِ قدرت سے قبض فرماتا ہے

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: بحری جہاد کا ایک شہید خشکی کے دو شہیدوں کے برابر ہے جس کا سر گھوم رہا ہو وہ

ایسا ہی ہے جیسے خشکی کے اندر اپنے خون میں لوٹ رہا ہو۔ ایک موج سے دوسری موج تک جانے والا ایسا ہی ہے جیسے خدا کی راہ میں پوری دنیا کا سفر کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ نے جانوں کے قبض کرنے پر عزرائیل علیہ السلام کو متعین کیا ہے مگر جو شخص دریا میں شہید ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جان خود اپنے دست قدرت سے نکالتا ہے۔ خشکی پر شہید ہونے والے کے قرض کے علاوہ تمام گناہ معاف ہوتے ہیں لیکن دریا میں شہید ہونے والے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ قرض بھی۔ (۲۷۷۸)

اہل محبت جانتے ہیں یہ عنایتیں کس کی وجہ سے ہو رہی ہیں

پھول میں ہے نہ صبا میں ہے	دل کشی ساری نقش پا میں ہے
راحت قلب و جاں کا ساماں	صرف دامانِ مصطفیٰ میں ہے
سو اداؤں سے چاہتا ہوں میں	جانے کیا رنگ کس ادا میں ہے
اے مدینہ! جانتا ہوں میں	دلکشی کیا تیری ہوا میں ہے
آپ سُن لیں تو بات بن جائے	ورنہ تاثیر کس نوا میں ہے
یہ عطا یہ نوازشیں پیہم	کون سی بات اس گدا میں ہے
میری کوشش سے کچھ نہیں ہوتا	میرا ایمان تو عطا میں ہے
آج تک میری روح کا طائر	گنگنائی ہوئی فضا میں ہے
میرا سرور نعت کہنا بھی	میری سرکار کی رضا میں ہے

شہید ستر افراد کی شفاعت کرے گا

شہید اپنے رشتہ داروں میں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔ (۲۷۹۹)

★ شہید ہونے والے کو اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ بیوی کے گائے

کی۔ (۲۸۰۲)

★ تیرے بچے دار بچرانے دار اور چلانے دار تیرے جتنی ہیں۔ (۲۸۱۱)

★ جس نے تیرے انداز ہی سیکھ کر چھوڑ دیں اس نے میری ہانپ مانی کی۔ (۲۸۱۲)

☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو ہوازن کی جنگ میں حضرت ابو بکر نے حسین ترس لڑکی دی، حضرت سلمہ نے ابھی اس کو چھوا بھی نہ تھا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ لڑکی مجھے دے دے تاکہ میں اس کے بدلے مسلمان قیدیوں کو چھڑاؤں تو حضرت سلمہ نے حضور علیہ السلام کے حوالے کر دی۔ (۲۸۳۶)

☆ صحابی نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ بیعت کی۔ اللہ کی عبادت کرنے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے، پانچ نمازیں پڑھنے، بات سننے اور اطاعت کرنے پر اور کسی سے کچھ نہ مانگنے پر۔ چنانچہ اس کے بعد ان کے ہاتھ سے کوڑا بھی گر جاتا تو خود پکڑتے اور دوسرے کو پکڑنے کا نہ کہتے۔ (۲۸۶۷)

آبَابُ الْمَنَاسِكِ (مناسک حج کا بیان)

☆ السَّفَرُ قِطْعَةً مِّنَ الْعَذَابِ۔ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے جو کھانا، پینا اور سونا ختم کر دیتا ہے، لہذا کام پورا ہو جائے تو فوراً گھر کو لوٹ آنا چاہیے۔ (۲۸۸۲)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ایک سواری پہ حج کیا جس کی زین پرانی تھی اور آپ کے بدن پہ جو چادر تھی وہ چار درہم سے زیادہ کی نہ تھی اور آپ دعا کر رہے تھے: اَللّٰهُمَّ حِجَّةً لَّارِيَاءٍ فِيْهَا وَلَا سُبْعَةَ۔ اے اللہ! میں ایسا حج کر رہا ہوں جس میں نہ ریا کاری ہے نہ دکھاوا۔ (۲۸۹۰)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یونس علیہ السلام کو حج کرتے ہوئے دیکھا۔ (۲۸۹۱)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کی اجازت طلب کی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اجازت دے کر فرمایا: يَا اَخِيَّ اَشْرُكْنَا فِيْ شَيْءٍ مِّنْ دُعَائِكَ وَلَا تَسْنَا۔ اے میرے بھائی اپنی دعا میں ہمیں بھی یاد رکھنا، ہمیں کہیں بھول نہ جانا۔

(۲۸۹۲)

☆ غیر موجودگی میں دوسرے کے لئے دعا کی جائے تو اس کے سر پر ایک فرشتہ متعین رہتا ہے جو آ میں کہتا رہتا ہے۔ (۲۸۹۵)

حاجی کون ہے اور حج کیا ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! حج کب لازم ہوتا ہے؟ فرمایا: جب ز اور راہ اور سواری ہو۔ اس نے پھر عرض کیا: حاجی کون ہوتا ہے؟ فرمایا: الشَّعْبُ التَّفَلُّ۔ جس کے سر کے بال کھلے ہوں اور خوشبو نہ لگی ہو۔ پھر ایک اور شخص نے عرض کیا: حج کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: الْعَجَّةُ وَالنَّجَّةُ۔ بیک کہنا اور قربانی کرنا۔ (۲۸۹۶)

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو اونٹ گم کرنے پہ مارتا شروع کر دیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: انظروا اِلٰی هٰذَا الْمَحْرَمِ مَا يَصْنَعُ۔ ذرا دیکھو تو یہ احرام کی حالت میں کیا کر رہا ہے۔ (۲۹۳۳)

یاد مصطفیٰ ایسی بس گئی ہے سینے میں (صلی اللہ علیہ وسلم)

ہو تصور میں خیال ان کا گناہگار کیسا تھا

رابطہ وقت نزلِ روضۂ مکار کے ساتھ

بادشاہِ نرے ہیں انھوں ہی کسی کا نہیں

ہو نہیں سکتا تقابلِ شہِ انوار کے ساتھ

شمعِ عشق ہوئی جن کے دلوں میں روشن

وہ نوازے گئے مکار کے دیوار کے ساتھ

ہے سینے کے ہر ذرے سے رحمت کا نسور

بھس پٹ جہاں نہ اس کے خدا وچہار کے ساتھ

ن کمریوں کو تو کرتے ہیں شہنشاہِ سور

وسلحہ جن کا رہا شہدائے نبوی کے ساتھ

جن کو محبوب ہے اللہ کا محبوب ریاض
حشر میں اٹھیں گے وہ احمد مختار کے ساتھ

حضرت ابن عباس اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: محرم اپنا سر دھوسکتا ہے اور مسور اس کا انکار کرتے تھے۔ عبداللہ بن حنین کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو وہ کنوئیں کی دونوں لکڑیوں کے درمیان پردہ کئے ہوئے غسل کر رہے تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے دریافت کیا: کون ہے؟ میں نے جواب دیا: میں عبداللہ بن حنین ہوں۔ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کے پاس یہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں اپنا سر کیسے دھوتے تھے۔ حضرت ابوایوب نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھ کر اسے نیچے جھکا لیا حتیٰ کہ ان کا سر نظر آنے لگا۔ پھر ایک شخص سے فرمایا: سر پر پانی ڈالو۔ اس نے آپ کے سر پر پانی ڈالا تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے سر کو حرکت دی۔ انہیں آگے لائے اور پیچھے لے گئے اور فرمایا: میں نے حضور کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ (۲۹۳۳)

تری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہ مقام آہ و بکا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اپنے لب اقدس اس پر رکھ کر بہت دیر تک روتے رہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت عمر بھی رورہے ہیں تو آپ نے فرمایا: يَا عُمَرُ هَهُنَا تُسَكَّبُ الْعَبْرَاتُ. اے عمر! اس مقام پہ آنسو بہانے چاہئیں۔ (۲۹۳۵)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پہ طواف فرمایا تو چھڑی کے ذریعے حجر

اسود کا بوسہ لیا یعنی حجر اسود کو چھڑی لگاتے پھر اس چھڑی کو چوم لیتے۔ (۳۹۴۹)

☆ حضرت عمر نے فرمایا: اب دونوں جگہ (سعی و طواف) میں ریل کا اگرچہ

کوئی فائدہ (بظاہر) نظر نہیں آتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مضبوط کر دیا ہے اور کفر کو

دور کر دیا ہے (اور ریل کا مطلب کافروں کو اپنی قوت دکھانا ہی تھا) لیکن وَآيَمُ اللّٰهِ

مَا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اللہ

کی قسم! ہم وہ کام کبھی نہ چھوڑیں گے جو حضور علیہ السلام کے دور میں کرتے تھے۔

(۲۹۵۲)

جہاں میں عشق والوں کا جہاں کچھ اور ہوتا ہے

نبی کی شان میں رنگِ بیاں کچھ اور ہوتا ہے

خیالِ مصطفیٰ آئے تو ناصرِ جہوم اٹھتا ہوں

پڑھوں جب نعتِ محفل میں سماں کچھ اور ہوتا ہے

☆ رکنِ یمانی پہ ستر فرشتے معین ہیں جو دعا کرنے والے کی دعا پہ آمین کہتے

ہیں۔ دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا

اِتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۲۹۵۶)

☆ مکہ مکرمہ میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت (۲۹۵۸)

☆ حج و عمرہ کا تلبیہ پڑھنے والے کو اونٹ سے زیادہ احمق کہا گیا تو حضرت عمر

نے ایسا کہنے والوں کو ملامت کی اور تلبیہ پڑھنے والے کو فرمایا: تو نے سنت کے مطابق

کام کیا ہے۔ (۲۹۷۰)

حج تمتع کے بارے میں حضرت عمر کا ایک اجتہاد

☆ حج تمتع جائز ہونے کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے روک

دیا اس کی وجہ یہ بیان کی کہ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ لوگ درختوں کے نیچے اپنی بیویوں

سے صحبت کریں اور حج کو جائیں تو پانی کے قطرات ٹپک رہے ہوں۔ (۲۹۷۹)

حالانکہ حضور علیہ السلام سے جب پوچھا گیا کہ تمتع کیا اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے؟ تو آپ نے فرمایا: لَا بَلَّ لَنَا أَبَدًا أَبَدًا۔ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے

(۲۹۸۰)

اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہ کوئی بھی معترض نہ ہوا۔ حضرت ابو ذر کا موقف یہ تھا کہ كَانَتِ الْمُنْتَعَةُ فِي الْحَجِّ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً۔ تمتع حضور علیہ السلام کے صحابہ کے لئے خاص تھا۔ (۲۹۸۴)

حضور علیہ السلام کے اس فرمان کی وجہ سے کہ حضرت بلال بن حارث نے عرض کیا: حج کو عمرہ میں تبدیل کرنا کیا صرف ہمارے لیے مخصوص ہے یا سب کے لئے؟ فرمایا: بَلَّ لَنَا خَاصَّةً۔ نہیں بلکہ ہمارے لیے خاص ہے۔ (۲۹۸۵)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو صفا و مروہ کے درمیان چلتے بھی دیکھا ہے اور دوڑتے بھی (تو گویا ابن عمر کے ہاں میلین اخضرین میں سعی واجب نہ تھی اس لیے فرماتے ہیں) اگر میں دوڑوں تو بھی حرج نہیں کیونکہ میں نے حضور علیہ السلام کو دوڑتے بھی دیکھا ہے اور اگر چلوں تو حضور علیہ السلام کو چلتے بھی دیکھا ہے۔ وانا شیخ کبیر اور اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں (اس لیے دوڑ نہیں سکتا) (۲۹۸۸)

قبولیت دعائے سرکار اور شیطان کی چیخ و پکار

۔ ذکر چھڑتا ہے جب شفاعت کا بات اتنی سمجھ میں آتی ہے
اپنی نسبت سے کوئی کچھ بھی نہیں ان کی نسبت ہی بخشوانی ہے
حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے
انہیں خبر دی اپنے باپ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت

کے واسطے مغفرت کی دعا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول کی گئی اور حکم ہوا کہ میں نے مظالم کے علاوہ ان کے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں لیکن ظالم سے میں مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استدعا کی اے خدا! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دے دے اور ظالم کو معاف کر دے تو شام تک اس کی قبولیت نہ ہوئی۔ مزدلفہ کی صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں خدا آپ کو ہنتا رکھے۔ اس مقام پر ہم نے کبھی آپ کو ہنتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کے دشمن ابلیس کو جب یہ علم ہوا کہ خدا نے میری دعا قبول کی اور میری امت کی مغفرت کی تو وہ اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اور چیخنے لگا چلانے لگا تو مجھے اس کے چیخنے چلانے نے ہنسا دیا۔ (۳۰۱۳)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس (عرفہ کے) دن جتنے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزاد فرماتا ہے اتنے کسی اور دن میں نہیں فرماتا اور اللہ تعالیٰ آج کے دن اپنے بندوں کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر و مباہات فرماتے ہوئے انہیں پوچھتا ہے: مَا آرَادَ هَؤُلَاءِ۔ آخر میرے بندے چاہتے کیا ہیں۔ (۳۰۱۳)

کیا کسی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علاوہ کسی اور امت کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا فرمایا ہے اگر نہیں تو پھر ہم اپنے آقا علیہ السلام پہ قربان ہو کر کیوں نہ عرض کریں:

قربان تیرے نام پہ ہے جان قبر بھی	ماں باپ فدا تجھ پہ مرے لخت جگر بھی
ہے محفل ہستی میں تیرے ذکر سے رونق	آباد تیرے دم سے ہوئے بحر و بر بھی
شاہد ہے تیری عظمت تخلیق پہ قرآن	قدسی ہیں ترے نعت سرا جن و بشر بھی
یہ لوح و قلم، کرسی و عرش اور یہ فردوس	ہیں تیرے لیے حور و ملک جن و بشر بھی

ہے قلب ترا مہبط انوار الہی مازاغ سے تاباں ہے ترا حسن نظر بھی
اللہ غنی حسن تکلم کا یہ انداز بول اٹھے تیرے حکم سے پتھر بھی شجر بھی
منزل ہے تری سرحد ادراک سے آگے جلتے ہیں جہاں جانے سے جبریل کے پر بھی
دل مرکز انوارِ محبت ہو قمر کا ہو جائے تری نظر عنایت جو ادھر بھی
(قمریزدانی)

☆ زمزم شریف کو بسم اللہ پڑھ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے تین سانسوں میں
پیٹ بھر کے پینا چاہیے۔ (۳۰۶۱)

جن کو امت کا غم ہی ستا تا رہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
میرے ہاں سے تشریف لے گئے تو خوش خوش تھے اور جب تشریف لائے تو پریشان
تھے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

إِنِّي دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ فَعَلْتُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ
أَكُونَ أَتَعَبْتُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي (۳۰۶۲)

میں کعبہ معظمہ کے اندر گیا تھا اور بہتر تھا نہ ہی جاتا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ
میرے اس عمل کی وجہ سے میری امت کو کہیں تکلیف نہ ہو۔

(کہ وہ اس کو سنت سمجھ کر ثواب حاصل کرنا چاہیں اور نہ کر سکیں)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں مفصل حدیث (۳۰۷۴)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے حکم دیا کہ میں قربانی کے جانوروں کی حفاظت کروں اور قربانی کے بعد ان کی
جھولیں اور کھالیں تقسیم کر دوں اور ان میں سے قصائی کو کچھ نہ دوں۔ وَنَحْنُ

نُعْطِيهِ۔ (۳۰۹۹)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور تک مکہ

کے مکان کرائے پہ نہیں دیئے جاتے تھے۔ (۳۱۰۷)

مکہ معظمہ کی سر زمین افضل ترین

حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء سے روایت ہے کہ میں نے مقام حزورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی پہ سوار ہو کر (کعبہ معظمہ کو مخاطب کرتے ہوئے) یوں کہتے ہوئے دیکھا۔

وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَيَّ وَاللّٰهُ لَوْلَا اَنِّيْ
اُخْرِجْتُ مِنْكَ مَا خَرَجْتُ - اللہ کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی سب سے بہترین زمین
ہے سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہے۔ خدا کی قسم! اگر مجھے اس جگہ سے نہ نکالا جاتا تو
میں کبھی نہ نکلتا۔ (۳۱۰۸)

بندگی کا سرور ملتا ہے دیدہ دل کو نور ملتا ہے
ذکر سرکار سے خدا کی قسم زندگی کا شعور ملتا ہے

اے مدینہ تیرا جواب نہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنِّيْ اَشْهَدُ لِمَنْ مَاتَ بِهَا -
جو مدینہ شریف میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو تو ایسا ہی کرے کیونکہ جو مدینہ میں مرے
گا میں اس (کے ایمان) کی گواہی دوں گا۔ (۳۱۱۲)

آرزو کرے تو کرے آدمی مدینے کی ہو ہی جائیگی اک دن حاضری مدینے کی
مصطفیٰ کے تلوؤں کو چوما ہے تو جی بھر کر جھومتی ہے قسمت پہ ہر گلی مدینے کی
عاشقوں سے سنتے تھے خود ہی جا کے دیکھا ہے زندگی مدینے کی بندگی مدینے کی
شمس اور قمر دونوں دو جہاں کو دیتے ہیں روشنی مدینے کی چاندنی مدینے کی
آج بھی نوازے گی نسبت حرم تجھ کو کل بھی کام آئیگی دوستی مدینے کی
گلشن محبت کے پھول مسکرائیں گے دیکھنا ہوا جس دم چل پڑی مدینے کی

دل رہا نہ قابو میں چشم چشم تر ہو گئی جب کسی دیوانے نے بات کی مدینے کی بیٹھے تھے نیازی کبھی مصطفیٰ کی چوکھٹ پر یاد آ رہی ہے مجھے وہ گھڑی مدینے کی

(عبدالستار نیازی)

☆ احد پہاڑ جنت کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر ہے۔ (۳۱۱۵)

☆ حضور علیہ السلام اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مدینہ

سے مکہ تک پیدل حج کیا۔ (۳۱۱۹)

أَبْوَابُ الْأَضَاحِيِّ (قربانیوں کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو موٹے تازے سینگوں والے سیاہ رنگ کے

دبے خریدتے ایک کو اپنی امت کی طرف سے اور دوسرے کو اپنی اور اپنی آل کی

طرف سے ذبح کرتے۔ (۳۱۲۲)

☆ فرمایا قربانی تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور جانور کے

ایک ایک بال کے بدلے ایک ایک نیکی عطا کی جاتی ہے۔ (۳۱۲۷)

☆ اونٹ اور گائے میں قربانی کے سات سات حصے (۳۱۳۲)

☆ ایک صحابی نے عرض کیا حضور! میرے ذمے ایک اونٹ کی قربانی ہے اور

اونٹ مل نہیں رہا، فرمایا: اَنْ يَبْتَاعَ سَبْعَ شِيَاهٍ فَيَذْبَحَهُنَّ. اس کی جگہ سات بکریاں

ذبح کر دے۔ (۳۱۳۶)

☆ نماز عید سے پہلے قربانی کرنے والے کو دوبارہ قربانی کا حکم دیا۔

(۳۱۵۱-۵۳)

☆ لوگوں کی تنگی کی بنا پر پہلے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ عرصہ رکھنے

سے منع فرمایا گیا پھر فرمایا: فَكُلُوا وَاذْخِرُوا۔ اب کھاؤ بھی اور جمع بھی کر سکتے ہو۔

(۳۱۵۹-۶۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو زریق کی گلی میں قربانی فرمائی۔ (۳۱۵۶)
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّهُ كَانَ يَذْبَحُ بِالْبُصْلَى۔
 آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) عید گاہ میں قربانی کیا کرتے تھے۔ (۳۱۶۱)

أَبْوَابُ الذِّبَائِحِ (ذبیحوں کا بیان)

☆ بچے کا ساتویں دن عقیقہ کیا جائے (دو بکریوں سے اور بچی کا ایک بکری سے) اس کا سر موٹا جائے اور نام رکھا جائے۔ (۳۱۲۶-۶۵)
 ☆ اللہ تعالیٰ نے ہر شئی پہ احسان کرنا لکھ دیا ہے۔ قتل بھی کرو تو اچھی طرح (وہ قتل جو جائز ہے) ذبح کرو تو اچھی طرح اور چھری تیز کر کے جانور کو آرام پہنچاؤ۔
 (۳۱۷۰)

☆ بکری کو کان سے پکڑ کر کھینچنے کی بجائے گردن سے پکڑ کر کھینچو (۳۱۷۱)

☆ چھری کو جانور سے چھپا کر تیز کرو اور ذبح کرنے میں جلدی کرو۔

(۳۱۷۲)

☆ چھری نہ ہو تو دانت اور ناخن کے علاوہ کسی بھی تیز شئی سے ذبح کر لو۔

(۳۱۷۸۲۳۱۷۵)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو بکری کی کھال اتارنے کا طریقہ اس طرح سکھایا کہ اپنے ہاتھ کہنیوں تک کھال میں ڈال لیے اور فرمایا: هَكَذَا فَاسْلَخْ۔ اس طرح کھال اتار۔ (۳۱۷۹)

۔ تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مژہ دیا

☆ دودھ دینے والی بکری کو ذبح کرنے سے گریز کیا جائے۔ (۳۱۸۰-۸۱)

☆ حضور علیہ السلام کے دور میں ایک عورت نے پتھر کے ساتھ بکری کو ذبح

کیا۔ فَمَنْ يَرْبِه بَأْسًا۔ آپ نے اس میں کوئی حرج نہ سمجھا۔ (۳۱۸۲)

☆ بڑے بونے جانور کو تیر (وغیرہ جہاں بھی لگ جائے) سے ذبح کیا جا

سکتا ہے ہاں جانور کو باندھ کر نشانہ بنانے سے منع فرمایا۔ (۳۱۸۴-۸۷)
 ☆ نجاست خور جانور کا گوشت کھانے اور دودھ پینے سے منع فرمایا۔ (۳۱۸۹)
 (ہالم تحبس..... حاشیہ ص ۶، ص ۲۳۷ مرغی کو تین روز باندھ کر اور
 بکری کو دس دن باندھ کر کھا سکتے ہیں)

☆ گھوڑے کو ذبح کر کے اس کا گوشت کھانے کی دو روایات (۳۱۹۰-۹۱)
 ☆ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم نے گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (۳۱۹۸)
 ☆ جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو اس کا گوشت کھایا جاسکتا ہے اور اس کو بھی
 اسی طرح ذبح کیا جائے جیسے اس کی ماں کو ذبح کیا ہے۔ فَإِنَّ ذَكْوَتَهُ ذَكْوَةٌ أُقْبَهُ
 (۳۱۹۹)

أَبْوَابُ الصَّيْدِ (شکار کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا سوائے شکاری کتے
 کے اور وہ جو جانوروں کی حفاظت کے لئے رکھا گیا ہے۔ (۳۲۰۳) اسی طرح کھیتی
 کی حفاظت کے لئے کتار کھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ (۳۲۰۴)
 علی بن منذر نے اٹھاؤں حج کیے جن میں سے اکثر پیدل تھے۔ (۳۲۰۸)
 ☆ قینچی کی نوک سے شکار کیا تو حلال ہے چوڑائی سے مرے تو مردار۔

(۳۲۱۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حلال ہونے کے باوجود) ٹڈی نہ کھائی۔

(۳۲۱۹)

جبکہ امہات المؤمنین ایک دوسری کو طشتریوں میں رکھ کر پیش کرتیں۔ (۳۲۲۰)
 ☆ ٹڈی مچھلی کی چھینک سے پیدا ہوئی ہے۔ (۳۲۲۱)

☆ مولہ مینڈک، چیونٹی، حد حد اور شہد کی مکھی کو مارنے کی ممانعت

(۲۲-۳۲۲۳)

شان سرکار سے آگہی چاہیے

جس شخص نے حدیث پہ عمل نہ کیا حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے

اس کو فرمایا: لَا أَكَلْتُكَ أَبَدًا۔ میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گا۔ (۳۲۲۶)

تجھ سے یا رب مجھے بس یہی چاہیے
ان پہ قربان ہو جاؤں دیوانہ وار
ذرہ درو عشق بن کر عطا
عقل کے زور سے بات بنتی نہیں
زندگی وہ نہیں جو ہے بے بندگی
ان کے غم میں جو مر جاؤں جی جاؤں میں
میں یہ سمجھوں ملی دولت لازوال
راہ حق سے نہ بھٹکوں گا میں پھر کبھی
میں نے سب کچھ لیا تجھ سے جب یہ کہا
ذکر نور محمد کرو اے ریاض

شان سرکار سے آگہی چاہیے
اے خدا ایسی وارگی چاہیے
خشک آنکھوں میں مجھ کو نمی چاہیے
راہ الفت میں دیوانگی چاہیے
زندگی کے لیے بندگی چاہیے
جو نہ مانی ہو وہ زندگی چاہیے
کاسے دل میں درو نی چاہیے
مصطفیٰ کی مجھے رہبری چاہیے
اے خدا مجھ کو رحمت تیری چاہیے
قلب تاریک میں روشنی چاہیے

جانور بھی اگر کسی نبی کا گستاخ ہے تو اس کو زندہ نہ چھوڑا جائے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سائبہ مولاة النفا کہ بن المصعب و گنہیں اور
دیکھا کہ ام المومنین نے نیزہ رکھا ہوا ہے۔ سائبہ نے پوچھا: یہ نیزہ کس لیے ہے؟
حضرت عائشہ نے فرمایا: ہم اس کے ساتھ گرگٹ کو مارتے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام
نے فرمایا:

أَنَّ إِبْرَاهِيمَ لَمَّا أَلْقَى فِي النَّارِ لَمْ تَكُنْ فِي الْأَرْضِ دَابَّةٌ إِلَّا
أَطْفَاتِ النَّارِ غَيْرِ الْوَزْغِ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَنْفَعُ عَلَيْهِ فَأَمَرَ رَسُولُ

اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهِ (۳۲۳۱)

جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو زمین کا ہر جانور آگ بجھانے پہ لگا ہوا تھا اور گرگٹ پھونک مارتا تھا تا کہ آگ بھڑکے اس لیے حضور علیہ السلام نے اس کو مارنے کا حکم دیا۔ بلکہ ایک ہی ضرب کے ساتھ مارنے پہ زیادہ ثواب بیان ہوا (۳۲۲۹) تو کیا خیال ہے اس مکلف انسان بلکہ نام نہاد مسلمان بلکہ بزعم خویش مسلمانوں کے پیشواؤں کے بارے میں جو آئے دن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخیاں کرتے ہیں کیا ان کو زندہ رہنے کا حق ہے؟ جس آقا علیہ السلام کے تلوؤں کی شان اہل محبت کے ہاں یہ ہے کہ

آسماں گر تیرے تلوؤں کا نظارہ کرتا

روز اک چاند تصدق میں اتارا کرتا

☆ بجو کھانے کی روایت (۳۲۳۶) اگلی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام

سے بجو کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وَمَنْ يَأْكُلُ الضَّبْعَ۔ بجو بھلا کون کھاتا ہے؟ (۳۲۳۷) گوہ کھانے کی روایت اور حضور علیہ السلام کا اس سے

احتراز (۳۲۳۸-۳۹-۴۰-۴۱)

☆ حضور علیہ السلام نے خرگوش کھانے سے پرہیز کیا اور وجہ یہ بیان فرمائی:

مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کو حیض آتا ہے جبکہ دوسروں کو کھانے کی اجازت دی۔

(۳۲۳۳-۳۴-۳۵)

ایک حدیث میں آدھا علم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا فرمان روایت کیا کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْبَحْرُ الظُّهُورُ مَاءُهُ الْعَجَلُ مَيْتَتُهُ

دریا کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار (مچھلی بشرطیکہ مر کر پانی کے اوپر تیر نہ آتی

ہو۔ (۳۲۳۷) حلال ہے۔ (۳۲۳۶)

امام ابن ماجہ فرماتے ہیں: مجھے ابو عبیدہ الجواد کی طرف سے خبر پہنچی کہ انہوں نے کہا: یہ حدیث آدمی کے لیے کیونکہ دنیا دو حصوں پر مشتمل ہے، خشکی اور تری تو اس حدیث سے تجھے تری کا حکم معلوم ہو گیا۔ (ایضاً)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: من یا کس انغراب۔ بھلا کوئے کوون کھا سکتا ہے؟ وَقَدْ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ وَأَنَّه مَا هُوَ مِنَ النَّصَبَاتِ۔ حالانکہ حضور علیہ السلام نے اس کا نام ہی فاسق (نافرمان) رکھا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ پاکیزہ اشیاء میں سے نہیں ہے (۳۲۳۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ آپ کے دور میں تو اس کو کوئی بھی نہیں کھا سکتا تھا لیکن ہمارے دور میں کوئے کے حلال ہونے کے فتوے جاری ہو چکے ہیں اور کوؤں کے گوشت کی دعوتیں اڑائی گئی ہیں۔ النخیشث للنخیشثین والنخیشثون لمنخیشث۔

۔ کندھم جنس باہم جنس پرواز

کبوتر باکبوتر باز با باز

أَبْوَابُ الْأَطْعِمَةِ (کھانوں کا بیان)

پیکر نور کی تنویر کے صدقے جاؤں

☆ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو پہلی نظر سے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ اِنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ۔ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا ہو ہی نہیں سکتا اور جب کلام سنا تو بدل و جان قربان ہو گئے فرماتے ہیں: پہلا کلام حضور علیہ السلام نے (مدینہ شریف آمد پر) یہ فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا الْأَرْحَامَ

وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ
اے لوگو! ہر ایک کو سلام کرو (خواہ اس کو پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے۔

(۳۲۵۳)

لوگوں کو کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو رات کو جب لوگ سو جاتے ہیں تم نماز پڑھو اور
سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (۳۲۵۱)

۔ پیکر نور کی تنویر کے صدقے جاؤں

اپنے خوابوں کی میں تعبیر کے صدقے جاؤں

آشکارا ہے تیرے حسن سے حق کی صورت

میرے آقا تیری ”تصویر“ کے صدقے جاؤں

میرے آقا علیہ السلام کا ایک اور فرمان جنت نشان ملاحظہ ہو۔

طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ وَطَعَامُ
الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ (۳۲۵۳)

ایک کا کھانا دو کو دو کا چار کو اور چار کا آٹھ کو کافی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے علاوہ اس طرح کے تابدار موتی اور خوشبودار

پھول ہمیں کہاں سے مل سکتے ہیں لہذا

۔ جنس رحمت کا خریدار مدینے جائے

رب کی بخشش کا طلبگار مدینے جائے

اپنے پیارے کے توکل سے وہ بخشے گا ضرور

حکم ہے کہ گناہ کار مدینے جائے

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم

الرسول لوجدوا الله تو ابا رحيمًا. (النساء)

☆ گھر میں برکت کے لئے صبح کے کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کیا

جائے۔ (۳۲۶۰)

بسم اللہ شریف کی برکت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے دو لقموں میں سارا کھانا ختم کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

أَمَا أَنَّهُ لَوْ كَانَ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ لَكَفَاكُمْ

اگر یہ بسم اللہ شریف پڑھ لیتا تو یہی کھانا سب کو کافی ہو جاتا۔ پھر فرمایا: کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ اگر کوئی بھول جائے تو (کھانا کھانے کے دوران) یوں کہہ لے۔ بسم اللہ فی اولیہ وَاخِرہ۔ (۳۶۶۳)

☆ شیطان بائیں ہاتھ سے کھانا پیتا، لیتا دیتا ہے۔ تم یہ تمام کام دائیں ہاتھ سے کیا کرو۔ (۳۶۶۶)

☆ ایک ہی طرح کا کھانا ہو تو اپنے آگے یعنی قریب سے کھایا کرو اور اگر مختلف قسم کا ہو تو جہاں سے چاہو کھا سکتے ہو۔ (۳۲۷۴)

☆ کھانے کو کناروں سے شروع کیا جائے نہ کہ درمیان سے۔ فَإِنَّ الْبَرَكَاتَ تَنْزِلُ فِي وَسْطِهِ۔ کیونکہ برکت درمیان میں اترتی ہے۔ (۳۲۷۷-۷۸)

☆ حضرت جابر کہتے ہیں: حضور علیہ السلام کے دور میں اول تو کھانا ملتا ہی نہ تھا، مل جاتا تو ہمارے پاس ہاتھ پونچھنے کے لئے رومال وغیرہ نہ ہوتے تھے، ہم اپنے ہاتھوں کو پاؤں اور بازوؤں سے پونچھ لیتے اور بغیر نیا وضو کئے نماز ادا کر لیتے تھے۔

(۳۲۸۲)

کیا میں تم گنواروں کی وجہ سے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دوں

۔ جنوں میں بھی عقیدت کا قرینہ چاہتا ہوں میں

نبی کی یاد میں مرمر کے جینا چاہتا ہوں میں

marfat.com

Marfat.com

سر محشر جو بانٹے جائیں صدقے ان کی رحمت کے

تو میرے دل سے یہ نکلے مدینہ چاہتا ہوں میں

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ساتھ مل کے کھانا کھا رہے تھے کہ ہاتھ سے لقمہ گر گیا جس کے ساتھ مٹی لگ گئی۔ آپ نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان برکت نشان اِذَا وَقَعَتِ اللَّقْمَةُ مِنْ يَدِ أَحَدِكُمْ فَلْيَمْسَحْ مَا عَلَيْهَا مِنَ الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا۔ (۳۲۷۹) صاف کیا اور کھا لیا۔ یہ دیکھ کر عجمی کسان جو وہاں موجود تھے آپس میں اشارہ بازی کرنے لگے اور (طنز کے طور پہ) بولے: اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے اس قدر کھانا سامنے ہوتے ہوئے لقمہ زمین سے اٹھا کر کھانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا: اِنِّي لَمَّا اَكُنْ لِادَعَا مَا سَبَعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهٰذِهِ الْاَعَاجِمِ۔ میں ان عجمیوں کی وجہ سے اپنے نبی علیہ السلام کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا، ہمیں اسی طرح ہی حکم دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس کو جھاڑ کر کھالے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔

(۳۲۷۸)

جسم ہو کہیں اپنا دل تو ہے مدینے میں	یاد مصطفیٰ ایسی بس گئی ہے سینے میں
ہاں مگر وہ رہتے ہیں عاشقوں کے سینے میں	میرے آقا مولا کا گھر تو ہے مدینے میں
ہر جگہ ہیں پروانے شمع ہے مدینے میں	کون سی زمین ان کے عاشقوں سے خالی ہے
فرق ہے بہت زہد تیرے میرے پینے میں	تو نے پی کتابوں سے میں نے پی نگاہوں سے
جانے کون سے سن میں جانے کس مہینے میں	راز وہ بلائیں گے یہ یقین تو ہے لیکن

کھانا کھا کر دعا کرنے سے گزشتہ گناہوں کی معافی

حضرت انس جہنی رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کھانا کھایا اور (مندرجہ ذیل) دعا پڑھی اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بغیر مشقت مجھے رزق عطا کیا۔ (۳۲۸۵)

☆ مل کر کھانا کھانا باعث برکت ہے۔ فَإِنَّ الْبَرَكَاتَ مَعَ الْجَمَاعَةِ

(۳۲۸۷)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو کھانے اور پانی میں پھونک مارتے اور نہ ہی

برتن میں سانس لیتے۔ (۳۲۸۸)

غریبوں کا والی غلاموں کا مولیٰ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ خَائِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنَّ أَبِي فَلْيَنَاولُهُ مِنْهُ۔

جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لے کر آئے تو مالک کو چاہیے کہ

خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائے اگر یہ نہیں کر سکتا تو کم از کم اس کھانے میں

سے اسے ضرور کچھ نہ کچھ دے دے (۳۲۸۹) فَإِنَّهُ وَهُوَ الَّذِي وَلِيَ حَرَّةً وَ

دُخَانَهُ۔ آخر اس بیچارے نے دھوئیں اور آگ کی تکلیف تو برداشت کی ہے۔

(۳۲۹۱)

جب گوارا ان کو میرا دکھ نہیں ہے اے ریاض

کیون پکاروں پھر کسی کو ایسا آقا چھوڑ کر

☆ جب کوئی دسترخوان پہ کھانا کھائے تو بلا عذر نہ اٹھے جب تک کہ تمام لوگ

فارغ نہ ہو جائیں۔ اس طرح ساتھ والا شرمندہ ہوگا اور ہو سکتا ہے ابھی اس کو کھانے

کی حاجت ہو۔ (۳۲۹۵)

ہائے میں نے ایسا کیوں کیا؟

نبی کے چاہنے والے تو گھر قربان کرتے ہیں
وہ سیم و زر جوانی جاں جگر قربان کرتے ہیں
نبی کے شہر میں ناصر جو پک جائیں گدا بن کر
وہ دل دیتے ہیں نذرانہ، عمر قربان کرتے ہیں

ایک صحابی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: قریب ہو جاؤ اور کھانا کھا لو۔ انہوں نے عرض کیا: حضور میرا روزہ ہے۔ (پھر ساری زندگی حسرت سے کہتے رہے)
فِيَالْهَفَ نَفْسِي هَلَّا كُنْتُ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ہائے افسوس! میں نے اپنے آقا علیہ السلام کے ساتھ کھانا کیوں نہ کھایا؟

☆ صحابہ کہتے ہیں، ہم حضور علیہ السلام کے دور میں مسجد کے اندر روٹی اور گوشت کھایا کرتے تھے۔ (بہ نیت اعتکاف) (۳۳۰۰)

☆ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم حضور علیہ السلام کے زمانہ میں (ممانعت سے پہلے) چلتے پھرتے کھا لیتے تھے اور کھڑے کھڑے پی لیتے تھے۔ (۳۳۰۱)

اہل دنیا اور اہل جنت کے کھانوں کا سردار کھانا کون سا ہے؟

حضرت ابوورداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَأَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّحْمُ

دنیا والوں اور جنت والوں کے کھانوں کا سردار کھانا، گوشت ہے۔ (۳۳۰۵)

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَا دُعِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى لَحْمٍ قَطُّ إِلَّا أَجَابَ وَلَا أُهْدِيَ لَهُ لَحْمٌ قَطُّ إِلَّا قَبِلَهُ۔ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت کی دعوت دی گئی تو آپ نے قبول

فرمائی اور جب بھی آپ کی خدمت میں گوشت کا ہدیہ بھیجا گیا۔ آپ نے قبول فرمایا۔ (۳۳۰۶)

کیونکہ گوشت دنیا والوں اور جنت والوں کے کھانوں کا سردار ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کے سردار، اہل جنت کے سردار، سارے نبیوں کے سردار والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت

۔ اس قدر اونچا ہے رتبہ شہ والا تیرا
سب جہاں والوں میں چلتا ہے حوالہ تیرا
حاکم خستہ پہ بھی لطف و عنایت کی نظر
ہو نہ مایوس کبھی چاہنے والا تیرا

☆ دستی کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ (حضرت ابو ہریرہ) لیکن آپ نے فرمایا: **أَطْيَبُ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ**۔ سب سے اچھا اور پاکیزہ گوشت پشت کا ہے۔ (۳۳۰۷-۸)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے گوشت کھایا اور پھر چٹائی کے ساتھ ہاتھ پونچھ کر بغیر نیا وضو کیے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ (۳۳۱۱)

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کی تو وہ (آپ کے مرتبہ و مقام اور گفتگو کے رعب سے) کانپنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو حوصلہ دیتے ہوئے اور اس کی ہمت بڑھاتے ہوئے) فرمایا:

هَوْنٌ عَلَيْكَ فَلَيْتِي لَسْتُ بِمَلِكٍ إِنَّمَا أَنَا ابْنُ امْرَأَةٍ تَأْكُلُ الْقَدِيدَ۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں، میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں بلکہ میں تو ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو کہ سوکھا گوشت کھا لیا کرتی تھی۔ (۳۳۱۲) حالانکہ

انبیاء میں عدیم النظیر آپ ہیں زیست پیکر ہے اس کا ضمیر آپ ہیں
 سرور کائنات آپ کی ذات ہے بے نیاز سپاہ و سریر آپ ہیں
 آپ ہیں خیر و برکت کی باد خنک جو دور رحمت کا ابر مطیر آپ ہیں
 روشنی جبیں کی مدہم نہ ہوگی کبھی وہ ہدایت کا مہر منیر آپ ہیں
 یہ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ کی تفسیر ہے مفلسوں، بیکسوں کے نصیر آپ ہیں
 میں کسی بھیڑ میں بھی اکیلا نہیں ہر قدم پر مرے دستگیر آپ ہیں
 یہ عنایت بھی تاب کوئی کم نہیں اس دکھی روح کے بھی ہم صغیر آپ ہیں

اللہ کی نعمتوں کی قدر اللہ کے محبوب سے پوچھو

☆ قربانی کے پائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ دن بعد تناول فرمائے۔

(۳۳۱۳)

☆ نمک سالنوں کا سردار اور سرکہ بہترین سالن ہے (۱۶-۳۳۱۵) اور سرکہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کا بھی سالن رہا ہے۔ نیز فرمایا: جس گھر میں یہ
 ہو اس کو سالن کی ضرورت نہیں۔ (۳۳۱۸)

☆ دودھ پینے کی دعا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔ فرمایا: کھانے پینے
 والی اشیاء میں سے دودھ ہی ایسی چیز ہے جو کھانے کا بھی کام دیتا ہے اور پینے کا
 بھی۔ (۳۳۲۳)

☆ کھجور اور ککڑی ایک ساتھ کھانے سے موٹاپا ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی
 اللہ عنہا کو ان کی والدہ نے (رخصتی سے پہلے) کھلائیں تاکہ کچھ جسم بنے اور حضور علیہ
 السلام کی خدمت میں بھیجیں۔ (۳۳۲۴) حضور علیہ السلام نے خود بھی یہ دونوں
 چیزیں ایک ساتھ استعمال فرمائیں۔ (۳۳۲۵) اور تربوز کے ساتھ تر کھجور بھی استعمال
 فرمائی۔ (۳۳۲۶)

☆ جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں، گویا اس گھر میں کھانا ہی

پہلا میوہ ارامام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی بابرکت دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب موسم کا پہلا میوہ لایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کرتے:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثَمَارِنَا وَفِي مَدِينَتِنَا وَفِي صَاعِنَا
بَرَكَتَةً مَعَ بَرَكَتِهِ

اے اللہ! ہمارے مدینے میں برکت عطا فرما اور ہمارے پھلوں، مد اور صاع (پیمانوں) میں برکت نازل فرما ڈھیروں برکات۔ پھر اپنے پاس موجود بچوں میں سے سب سے چھوٹے بچے کو وہ میوہ عطا فرمادیتے۔ (۳۳۲۹)

☆ گدر کھجور کے ساتھ خشک اور نئی کھجور کے ساتھ پرانی کھجور ملا کر کھانے سے شیطان ناراض ہو کر کہتا ہے: بَقِيَ ابْنُ اَئِمَّةٍ حَتَّى اَكَلَ الخَلْقَ بِالْجَدِيدِ۔ جب تک انسان نئی کھجور کے ساتھ پرانی کھجور کھاتا رہے گا، زندہ و سلامت رہے گا۔ (۳۳۳۰)

☆ حضور علیہ السلام کے دور میں چھلنی (چھاننی) نہ ہوتی تھی، آٹا پیس کر پھونک مار کر اڑایا جاتا، بھوسا اڑ جاتا باقی کھا لیا جاتا۔ (۳۳۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو باریک چپاتی پیش کی گئی تو رونے لگے کہ حضور علیہ السلام نے ایسی روٹی ساری زندگی نہ دیکھی (۳۳۳۸) اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ حضور علیہ السلام نے کبھی وفات تک باریک روٹی یا پوری بھنی ہوئی بکری دیکھی ہو۔ (۳۳۳۹)

کھانا تو دیکھو جو کی روٹی ان چھنا آٹا روٹی موٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم

جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: حضور آپ کی امت فالودہ کھائیگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم نے فالودے کا نام تک نہ سنا تھا وہ تو ایک بار جبریل علیہ السلام نے حاضر دربار رسالت مآب ہو کر عرض کیا: حضور! آپ کی امت بہت سارے ملکوں کو فتح کرے گی اور فالودہ کھائے گی۔ سرکار نے پوچھا: فالودہ کیا ہوتا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: (الْفَالُودُ ذَبْحٌ) يَخْلُطُونَ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ جَمِيعًا۔ فالودہ گھی اور شہد سے بنایا جاتا ہے۔ فَشَهَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذَلِكَ شَهَقَةً۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے۔ (۳۳۴۰) جب ہمارے آقا علیہ السلام ہمیں نعمت ملنے پر اس قدر خوش ہوتے ہیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ آقا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جو عظمت و شان ملے اس پہ خوش ہوں اور اس عظمت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سامنے خوش ہو کر بیان کریں۔ اگر ہماری عزت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عزت سمجھتے ہیں تو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو اپنی عظمت سمجھنا چاہیے اور اس بارے میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے۔

۔ جن کے لب پر رہا امتی امتی یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی

وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لئے

☆ حضور علیہ السلام نے شدید خواہش کا اظہار فرمایا: گندم کی روٹی گھی میں پکائی گئی ہو اور اسے دودھ میں ڈال کر کھائیں۔ جب ایک صحابی لیکر حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: یہ گھی کس میں تھا؟ عرض کیا گیا گوہ کی کھال میں۔ تو آپ نے کھانے سے انکار فرما دیا۔ (۳۳۴۱)

☆ ایک بندے کا کھانا (حضور علیہ السلام کی برکت سے اسی افراد نے پیٹ

بھر کر کھالیا) (۳۳۴۲)

فاقہ کشی و میانہ روی و بسیار خوری

☆ حضور علیہ السلام نے وفات تک کبھی متواتر تین دن تک پیٹ بھر کر گندم کی روٹی نہ کھائی۔ (۳۳۴۴)

☆ حضور علیہ السلام اپنی نعلین پاک خود گانٹتے، موٹا کپڑا پہنتے اور جو کی سخت روٹی کھاتے جسے بغیر پانی کے نہ کھایا جاسکتا پھر بھی کئی کئی راتیں پے در پے فاقوں میں گزرتیں۔ (۳۳۴۷-۴۸)

☆ اگر زیادہ بھی کھانا ہو تو تہائی پیٹ کھانے سے اور تہائی پانی سے بھر لو اور تہائی سانس لینے کے لئے چھوڑ دو۔ (۳۳۴۹) دنیا میں سیر ہو کر کھانے والے قیامت کو بھوکے ہوں گے۔ (۳۳۵۵-۵۱) جس شئی کی نفس خواہش کرے، فضول خرچی میں داخل ہے۔ (۳۳۵۲) حضور علیہ السلام نے گرا پڑا روٹی کا ٹکڑا اٹھایا اور صاف کر کے کھالیا اور رزق کی عزت کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے رزق چھین لیتا ہے تو واپس نہیں کرتا۔ (۳۳۵۳) حضور علیہ السلام نے بھوک سے اور زیادہ پیٹ بھرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی۔

(۳۳۵۴)

☆ رات کا کھانا نہ چھوڑو چاہے ایک میٹھی کھجور ہی کیوں نہ ہو اس سے آدمی ضعیف ہو جاتا ہے۔ (۳۳۵۵) جس گھر میں کھانا کھایا جائے اس میں بھلائی اونٹ کی کوہان پہ چھری چلنے سے بھی زیادہ تیز دوڑ کر آتی ہے۔ (۳۳۵۷)

☆ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَيْفِهِ إِلَى بَابِ الدَّارِ۔
مہمان کو گھر کے دروازے تک چھوڑ کر آنا سنت ہے۔ (۳۳۵۸)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی تو حضور علیہ السلام نے ان کے گھر پر وہ لٹکا ہوا دیکھا اور واپس تشریف لے گئے۔ فرمایا: لَيْسَ لِي أَنْ أَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا۔ میرے لیے یہ مناسب نہیں کہ آراستہ پیراستہ گھر میں

داخل ہو جاؤں (۳۳۶۰) ایک روایت میں ہے: فَرَأَى تَصَاوِيرَ فَرَجَعَ - تصویریں دیکھیں اور واپس تشریف لے گئے۔ (۳۳۵۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے گھر سے کھانا نہ کھایا، کیوں؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں ایک دن دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے ان کے لئے جگہ چھوڑی۔ انہوں نے وہاں بیٹھ کر کھانا تناول فرمانا شروع کیا تو ایک دو لقمے کھانے کے بعد فرمایا: مجھے کھانے میں ایسی چکنائی نظر آ رہی ہے جو گوشت کی چکنائی سے علیحدہ ہے۔ ابن عمر نے عرض کیا: امیر المومنین میں بازار میں موٹے گوشت کی تلاش میں گیا لیکن وہ بہت مہنگا تھا تو میں نے ایک درہم کا دبلا گوشت اور ایک درہم کا گھی خرید لیا تاکہ گھڑ والوں کو ایک ایک ہڈی تو میسر آ جائے۔ حضرت عمر نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو جب دونوں چیزیں جمع ہو جائیں تو ایک کو تناول فرما لیتے اور دوسری کا صدقہ کر دیتے۔ ابن عمر نے عرض کیا: امیر المومنین اب تو کھا لیجئے میں آئندہ ایسا ہی کروں گا۔ حضرت عمر نے فرمایا: نہیں میں اب نہیں کھاؤں گا۔ (۳۳۶۱) سبحان اللہ! ایک طرف حقیقی بیٹے کا گھر ہے تو دوسری طرف طریقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے لیکن بیٹے کے گھر کا کھانا چھوڑ دیا مگر دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں سے چھوڑنا گوارا نہیں۔

سر کٹے کنبہ مرے اور گھر لے

دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے

☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے طائف سے ہدیہ

کے طور پر آئے ہوئے انگوروں کا خوشہ دیا اور فرمایا: اپنی والدہ کو دے دو۔ انہوں نے

خود کھا لیا۔ چند دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: مَا فَعَلَ الْعُنُقُودَ هَلْ

أَبْلَغْتَهُ أُمَّكَ - کیا اپنی ماں کو انگور دے دیئے تھے؟ میں نے عرض کیا: نہیں (حضور

میں نے خود کھا لیے تھے) فَسَّأَنِي غَدَاً. پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام غدار رکھ دیا۔ (۳۳۶۸)

☆ یہی دانہ دل کو آرام پہنچاتا ہے۔ (۳۳۶۹)

أَبْوَابُ الْأَشْرِبَةِ (پی جانیوالی چیزوں کا بیان)

☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرَبَ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ. میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی چابی ہے۔ (۳۳۷۱)

☆ جس طرح (بیج سے) درخت پھیلتا ہے اس طرح شراب سے گناہ بڑھتے جاتے ہیں (۳۳۷۲)

☆ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنْبَةِ (اصطلاحی) شراب ان دو درختوں سے بنتی ہے کھجور اور انگور سے (۳۳۷۸) یہی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا موقف ہے باقی جس چیز کو بھی خمر کہا گیا لغوی معنی کے اعتبار سے کہا گیا۔

☆ شراب کی وجہ سے دس افراد لعنتی: پینے والا، نچوڑنے والا، نچوڑوانے والا، بیچنے والا، خریدنے والا، لے جانے والا، جس کے لئے لے جانی جا رہی ہے، قیمت کھانے والا اور پلانے والا۔ (۳۳۸۰)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات کو تین برتن ڈھانپ کر رکھتیں۔ ایک وضو کا، دوسرا مسواک کا اور تیسرا پینے کا۔ (۳۳۱۲)

☆ پانی پیتے وقت دو یا تین سانس لینا۔ (۳۳۱۶-۱۷)

☆ حضور علیہ السلام نے مشک کو منہ لگا کر یا الٹا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ ایک شخص نے ممانعت کے باوجود مشک کو منہ لگا کر پانی پیا تو مشک سے سانپ

نکل آیا۔ (۱۹-۳۴۱۸)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر زمزم پیا لیکن حضرت عکرمہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! حضور علیہ السلام نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ (۳۴۲۲)

جہاں حضور کا دھن اقدس لگا صحابیہ نے مشک کا وہ حصہ کاٹ کر بطور تبرک رکھ لیا

حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور علیہ السلام تشریف لے گئے۔ ان کے پاس ایک مشک لٹکی ہوئی تھی۔ حضور علیہ السلام نے اس مشک کو منہ لگا کر کھڑے ہو کر (بوجہ عذر) پانی پیا۔ فَقَطَعَتْ فَمَ الْقُرْبَةَ تَبْتَغِي بَرَكَاتَ مَوْضِعِ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ انہوں نے مشک کا وہ حصہ کاٹ لیا تاکہ حضور علیہ السلام کے دھن اقدس لگنے کی جگہ سے برکت حاصل کریں۔ (۳۴۲۳)

صحابیہ نے اپنی رسائی کے مطابق اپنا ذوق پورا کر لیا، ہم نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے جذبات کی تسکین کر لیتے ہیں۔

نعت سرکار گنگنائی ہے	نغمگی سی فضا میں چھائی ہے
کتنی رونق سمٹ کے آئی ہے	تم نے دیکھا غریب کھانے میں
دشینی ہے دربائی ہے	یہ مدینہ ہے اس کی مٹی میں
اے ہوا تو کہاں سے آئی ہے	تجھ میں تو رنگ بھی ہے خوشبو بھی
جگمگایا ، تو جگمگائی ہے	میری قسمت کو میرے آقائے
ڈھونڈتے ڈھونڈتے تو آئی ہے	ان کی رحمت گناہ گاروں کو
ان کے قدموں میں موت آئی ہے	وہ مقدر کا ہے دھنی جس کو
دل میں محفل الگ سجائی ہے	صرف آنکھوں میں ہی نہیں جلوے
نعت لکھنے میں کام آئی ہے	میں ہوں مسرور زندگی میری

جس کو یہ آگ جلائے وہ امر ہوتا ہے

حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں دودھ لایا گیا تو آپ نے نوشِ جاں کیا اور بچا ہوا بائیں جانب بیٹھے ہوئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دینے کی بات کی جبکہ دائیں جانب ابن عباس رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے جو کہ کم عمر تھے چنانچہ ان سے آپ نے فرمایا: اَتَاذُنْ لِيْ اَنْ اَسْقِيَ خَالِدًا. کیا تم مجھے خالد کو دینے کی اجازت دیتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: مَا اُحِبُّ اَنْ اُوْتِرَ بِسُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ اَحَدًا۔ میں تو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ حضور پاک کا تبرک خود نہ پیوں اور کسی دوسرے کو دے دوں۔ چنانچہ پہلے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پیا پھر حضرت خالد نے (۳۳۲۶) یہ بھی دین ہے بلکہ یہ ہی اصل دین ہے جس کے پیروکار رہتی دنیا تک باقی رہیں گے اور اس نظریے کے منکر اس طرز عمل پہ جلتے رہیں گے اور جل جل کے مرتے رہیں گے اور عشقِ مصطفیٰ کی آگ میں جلنے والا۔

آتشِ عشقِ سرکار میں جلنے والا
حقِ تعالیٰ کا بھی محبوب نظر ہوتا ہے
زندگی اس پہ سدا ناز کیا کرتی ہے
جس کو یہ آگ جلائے وہ امر ہوتا ہے

☆ حضور علیہ السلام پینے کی چیز میں پھونک نہیں مارتے تھے (حالانکہ آپ کے پھونک میں شفا ہی شفا تھی) اور آپ برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع فرماتے تھے۔ (۳۳۲۸-۲۹-۳۰)

☆ سَاقِي الْقَوْمِ الْاٰخِرُهُمْ شُرْبًا۔ قوم کو پلانے والا خود آخر میں پئے گا۔

(۳۳۳۳)

☆ حضور علیہ السلام شیشے کے پیالے میں پانی پیا کرتے تھے۔ (۳۳۳۵)

آبَوَابُ الطَّبِّ (طب کے بیان میں)

☆ بڑھاپے کے علاوہ ہر بیماری کی دوا ہے اور دوا بھی تقدیر الہی سے ہے۔
کوئی ایسی بیماری نہیں جس کی دوا نہ ہو۔ (۳۲۳۶-۳۷-۳۸)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کھجوریں کھانے سے روک دیا کیونکہ وہ بیماری کی وجہ سے کمزور تھے اور فرمایا: جو کی روٹی کھاؤ یہ تمہارے لیے مفید ہے۔ (۳۲۴۲)

☆ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھتی تھیں، حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے تو آپ کے پاس روٹی اور کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ فرمایا: اے صہیب! کھجوریں کھا لو! انہوں نے کھانی شروع کر دیں تو آپ نے فرمایا: تَأْكُلُ تَمْرًا وَبِكَ رَمَدٌ۔ تیری تو آنکھ دکھتی ہے اور تو کھجوریں کھا رہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اِنِّي اَمْضَعُ مِنْ نَاحِيَةِ اُخْرَى۔ حضور جو آنکھ دکھتی ہے میں اس طرف تو نہیں کھا رہا بلکہ دوسری طرف سے کھا رہا ہوں۔ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ (۳۲۴۳)

☆ اپنے بیماروں کو کھانے پینے پہ مجبور نہ کیا کرو انہیں خدا کھلاتا پلاتا ہے۔

(۳۲۴۴)

☆ حریرہ (سیرہ کنہاں) دل کو قوت دیتا ہے اور بیماری کو ایسے دھوتا ہے جیسے پانی چہرے سے میل کو دھوتا ہے۔ (۳۲۴۵) حضور علیہ السلام کے گھر والوں سے کوئی بیمار ہوتا تو حریرہ کی ہانڈی چولہے پہ چڑھا دی جاتی اور تب اتاری جاتی جب بیمار تندرست ہو جاتا یا وفات پا جاتا۔ (۳۲۴۶)

☆ کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ (۳۲۴۷-۳۸-۳۹)

☆ جو مہینے میں تین دن تک صبح کے وقت شہد چائے اس کو کوئی بڑے تکلیف

نہ پہنچے گی۔ فرمایا: دو شفا دینے والی چیزوں کو اپنا و قرآن اور شہد (۵۲-۳۳۵۰) ☆
عجوبہ کھجور جنت سے تعلق رکھتی ہے اور دیوانہ پن کو شفا دیتی ہے۔

(۳۳۵۵)

اور زہر کا اثر ختم کرتی ہے (۳۳۵۵) کھمبہ من سے ہے جو بنی اسرائیل پہ نازل
ہوا اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفا ہے۔ (ایضاً)

ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت
فرمائی تو میں نے بھی ہجرت کی، میں نماز پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا
تو آپ نے فارسی میں مجھ سے پوچھا: أَشْكَبْتِ دَرْدَ۔ کیا تیرے پیٹ میں درد ہے
ہے۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: قُمْ فَصَلِّ فَإِنَّ فِي الصَّلَاةِ شِفَاءً۔ اٹھ نماز
پڑھ نماز میں شفا ہے۔ (۳۳۵۸)

☆ سنی (سناکی) میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔ (۳۳۶۱)

☆ عطائی ڈاکٹر اور نیم حکیم کے علاج سے کسی کو نقصان ہو گیا تو یہ لوگ ذمہ

دار ہوں گے۔ مَنْ تَطَيَّبَ وَلَمْ يُعَلِّمْ مِئْتَهُ طِبًّا قَبْلَ ذَلِكَ فَهُوَ ضَامِنٌ

(۳۳۶۶)

☆ بخار کو برانہ کہو یہ گناہوں کو ایسے مٹاتا ہے جس طرح آگ لوہے کے میل

کو۔ اللہ فرماتا ہے: بخار میری آگ ہے جس پر میں دنیا میں اس کو مسلط کر دیتا ہوں

وہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بری ہوگا۔ (۳۳۶۹-۷۰)

☆ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر جس فرشتے کے پاس سے

ہوا اس نے یہی کہا: عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ بِالْحَجَامَةِ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے

اوپر سچھنے لگوانے لازم کر لو۔ (۳۳۷۷)

☆ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: دونوں

کندھوں اور گردن کی رگ کے درمیان چھپنے لگوائے۔ (۳۲۸۲)

☆ جو سر اور کندھوں کے درمیانی حصہ سے خون نکلوائے (چھپنے لگوائے) اس کو کسی بیماری سے ضرر نہ پہنچے گا چاہے کوئی اور دوا نہ کرے (۳۲۸۳)

☆ چھپنے لگوانے کے دن سترہ انیس یا اکیس تاریخ ہے۔ ان دنوں خون جوش میں ہوتا ہے۔ ان دنوں کے علاوہ دنوں میں چھپنے لگوانے سے بندہ فوت بھی ہو سکتا ہے۔ (۳۲۸۶)

خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

حضرت نافع فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرے خون میں جوش پیدا ہو گیا ہے تم میرے لیے کسی نرم مزاج حجام کو تلاش کرو جو نہ بوڑھا ہو نہ بچہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہار منہ چھپنے لگوانے سے صحت اور برکت حاصل ہوتی ہے۔ عقل اور حافظہ میں تیزی آتی ہے۔ بدھ جمعہ ہفتہ اور اتوار کو چھپنے نہ لگواؤ کیونکہ منگل کے دن اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو مرض اور مصیبت سے نجات عطا فرمائی اور بدھ کے دن وہ مصیبت میں مبتلا ہوئے اور جزام یا برص بدھ کے دن یا بدھ کی رات کو ظاہر ہوتا ہے۔ (۳۳۲۸) کوئی بھی موضوع ہو نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہماری رہنمائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور یہ تمام فرمودات عالیہ و ماینطق عن الہوی ان هو الاوحیٰ یوحیٰ کی شان رکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ زمانہ تا قیامت ان کلمات خیر سے روشنی حاصل کرتا رہے گا اور اپنے آقا علیہ السلام کے ان احسانات کا شکر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کے ترانے پڑھ کر ادا کرتا رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بول صرف اس جہان میں نہیں قبر و حشر میں بھی ہمیں روشنی دیتے رہیں گے۔

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا

پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

ہم صفیرو! باغ میں ہے کوئی دم چھہا
 بلبلیں اٹھ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا
 اطلس و کخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
 اس تن بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا
 جو پڑھے گا صاحب لولاک کے اوپر درود
 آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا
 سب فنا ہو جائیں گے کافی و لیکن حشر تک
 نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا
 ☆ حضور علیہ السلام ایک آنکھ میں سرمہ کی تین سلائیاں لگاتے تھے۔

(۳۴۹۹)

نیز فرمایا: جو طاق بار سرمہ لگائے تو اس نے اچھا کیا اور جو طاق بار نہ لگائے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (۳۴۹۸)

☆ خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْآنُ۔ سب سے بہترین دوا قرآن پاک ہے۔ (۳۵۰۱)
 ☆ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں زخم ہو جاتا یا کاٹنا چبھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ مہندی لگایا کرتے۔ (۳۵۰۲)

حضور پاک نے مکھی کے پروں میں بیماری و شفا کے جراثیم دیکھ لیے
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا:

إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ فِيهِ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِي
 أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ

جب مکھی تمہارے پینے کی چیز میں گر جائے تو اس کو ڈبو کر نکالو اور پھینک دو
 کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے (جس کو ڈبوتی ہے) اور دوسرے میں شفا ہے

(جس کو اوپر رکھتی ہے) ۳۵۰۴-۵

سائنس کو تو آج شفاء و بیماری والے جراثیم نظر آئے وہ بھی دوربین کے ذریعے
لیکن ہمارے آقا علیہ السلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے۔ خبریں وہ دیں کہ
جن کی کسی کو خبر نہ تھی۔ مگر ہائے افسوس جو خود کچھ نہیں جانتے وہ سرکار کے علم کی نفی
کرتے ہیں۔ مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں۔

☆ اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ فَاِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو کیونکہ نظر
لگ جانا ایک حقیقت ہے۔ (۳۵۰۸)

☆ نظر کا علاج یہ ہے کہ جس کی نظر لگی ہے اس کے پردے کے مقام کو
دھلائیں، وضو کرائیں اور وہ پانی جس کو نظر لگی ہے اس کے پیچھے ہو کر اس پر ڈالیں۔
(۳۵۰۹)

☆ معوذتین کے نزول پر حضور علیہ السلام نے باقی تمام دعاؤں کو چھوڑ کر
انہیں ہی پڑھنا شروع کر دیا۔ (۳۵۱۱)

حضور علیہ السلام کے غسالے کی برکت سے آسیب کا اثر ختم ہو گیا

حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ آپ علیہ السلام نے قربانی کے دن بطن وادی کی جانب سے جمرۃ العقبہ کی
رمی کی۔ پھر آپ علیہ السلام واپس لوٹے تو آپ علیہ السلام کے پیچھے بنو نضیم کی ایک
عورت ہوئی جس کی گود میں ایک بچہ تھا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم! میرے گھرانے میں ایک ہی بچہ رہ گیا ہے اس پر بھی کچھ اثر ہے جس کی وجہ
سے یہ بولتا نہیں۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا: تھوڑا سا پانی لاؤ۔ لوگوں نے
پانی حاضر کیا۔ آپ علیہ السلام نے دونوں ہاتھوں کو دھویا اور منہ میں پانی لے کر کلی کی
اور عورت سے فرمایا: یہ پانی اس بچہ کو پلا دیا کرو۔ ام جندب کہتی ہیں کہ میں نے اس
عورت سے مل کر کہا تھوڑا سا پانی مجھے دے دو۔ اس نے کہا: یہ بچے کی صحت کے لئے

ہے اس لیے میں معذور ہوں۔ الغرض دوسرے سال میں نے جب اس عورت سے ملاقات کی تو میں نے اس سے اس بچے کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا: وہ بچہ نہایت تندرست ہے اور بہت ذہین اور عقلمند ہو گیا ہے۔ (۳۵۳۲)

۔ جہاں میں جب کوئی مشکل مقام آیا ہے

تو لطف شاہ عرب میرے کام آیا ہے

☆ (اگرچہ بیماری وغیرہ اللہ کے حکم کے بغیر نہیں لگ سکتی۔ تاہم لوگوں کے

عقائد کو محفوظ کرنے کے لئے) فرمایا: لَا يُورَدُ الْمَرِيضُ عَلَى النَّصِيحِ۔ بیمار کو تندرست آدمی کے پاس نہ لے جایا جائے۔ (۳۵۳۱)

☆ مجذوم کو حضور علیہ السلام نے اپنے ساتھ کھانا کھلایا اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

كُلْ ثِقَةً بِاللَّهِ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ۔ اللہ پر بھروسہ کر کے کھا۔ (۳۵۳۲)

☆ مسلسل مجذوم کی طرف دیکھنے سے بھی منع فرمایا اور خود بھی مجذوم کو قریب

نہ آنے دیا اور دور سے ہی پیغام بھیجا کہ ہم نے تمہیں بیعت کر لیا ہے۔ (۳۵۳۳-۳۴)

☆ حضور علیہ السلام پہ جادو کا واقعہ (۳۵۳۵)

☆ گھبراہٹ اور نیند اچاٹ ہونے کی دعا:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (۳۵۳۷)

دست اقدس سے گورنر کے وسوسوں کا علاج ہو گیا

حضرت عثمان بن ابوالعاص کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب

مجھے طائف کا گورنر بنایا تو میرے دل میں اس قسم کے خیالات آنے لگے کہ مجھے یہ

بھی یاد نہ رہتا کہ کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ جب میں نے اپنی یہ حالت دیکھی تو سفر

کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا:

و ابوالعاص کا بیٹا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے پوچھا: کیوں آئے ہو؟

میں نے وجہ بیان کی تو سن کر فرمایا: آگے آؤ۔ میں ادب سے دوڑا تو سامنے بیٹھ گیا۔

آپ نے میرے سینہ پر دست مبارک رکھا اور اپنا لب مبارک میرے منہ میں ڈالا اور تین بار فرمایا: اے اللہ کے دشمن نکل جا۔ اس کے بعد فرمایا: اے عثمان اپنے کام پر جاؤ۔ عثمان فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اس دن سے شیطان نے اس قسم کے دوسے میرے دل میں کبھی پیدا نہیں کئے۔ (۳۵۲۸)

کِتَابُ اللَّيْبَاسِ (لباس کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی چادر کو گرہیں دے کر اس میں نماز ادا فرمائی۔ (۳۵۵۲)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر کی ضرورت تھی لیکن صحابی نے مانگ لی تاکہ اس چادر میں انہیں کفن دیا جائے اور حضور علیہ السلام نے اس کو چادر عطا فرمادی۔ (۳۵۵۵)

☆ حضرت عمر کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَلْبَسْ جَدِيدًا وَعِشْ حَيِّدًا وَمُتْ شَهِيدًا۔ نیا لباس پہنو، عمدہ زندگی گزارو اور شہید ہو کر مرو۔ (۳۵۵۸)

☆ حضور علیہ السلام نے صرف ایک رومی جبہ میں نماز ادا فرمائی، اس کے علاوہ جسم اقدس پہ کوئی کپڑا نہ تھا۔ (۳۵۶۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک کبیل کا تہبند باندھے بکریوں کے کانوں کو داغ رہے تھے۔ (۳۵۶۵)

☆ سفید کپڑے بہترین لباس ہے، خود بھی پہنو اور اپنے مردوں کو بھی ان میں کفناؤ۔ (۳۵۶۶)

☆ چادر، کرتہ، عمامہ میں سے کوئی کپڑا بھی تکبر کے طور پر لٹکانا اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ (۳۵۷۶) لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

☆ گرمی سردی میں حضور علیہ السلام کے کرتے کے بٹن کھلے رہتے تھے۔

(۳۵۷۸)

☆ حضرت عمر چار انگلیوں کے برابر ریشم پہننے کی اجازت دیتے تھے۔

(۳۵۹۳)

☆ مقدم (بہت سرخ رنگا ہوا کپڑا) پہننے سے منع فرمایا گیا۔ (۳۶۰۱)

☆ کھاؤ، پیو، صدقہ کرو، پہنو لیکن فضول خرچی اور تکبر سے بچو۔ (۳۶۰۵)

☆ کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا (جبکہ گرنے کا اندیشہ ہو)

(۳۶۱۸-۱۹)

☆ سیاہ خضاب بہت عمدہ ہے کیونکہ اس میں تمہاری عورتوں (بیویوں) کی

تمہاری طرف رغبت ہے اور جہاد میں کفار کے دل میں ہیبت بیٹھتی ہے۔ (۳۶۲۴)

☆ حضور علیہ السلام نے ایک صحابیہ کو کھجور کی تصویر بنانے سے بھی منع فرمایا۔

(۳۶۵۲)

(شاید فعل عبث ہونے کی وجہ سے یا زیب و زینت سے بچانے کے لئے

ممانعت فرمائی ہو ورنہ بالاتفاق غیر ذی روح کی تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں)

ابوابُ الأدب (ادب و آداب کا بیان)

☆ سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ تیری بیٹی جو (بیوہ یا مطلقہ ہو کر) تیرے

گھر واپس آگئی اور تیرے علاوہ کوئی اس کا کمانے والا نہ ہو۔ (۳۶۶۷)

☆ جس نے تین تینوں کو پالا وہ ایسے ہے جیسے رات بھر عبادت کرتا رہا ہو

دن میں روزے رکھتا رہا ہو اور صبح و شام تلوار لے کر جہاد کرتا رہا ہو اور جنت میں وہ

شخص میرے ساتھ ایسے ہوگا جیسے ایک انگلی دوسری کے ساتھ آپ نے درمیانی اور

شہادت کی انگلی کو ملا کر فرمایا۔ (۳۶۸۰)

☆ ایک شخص نے راستے پہ پڑی ٹہنی ہٹا دی جو لوگوں کے لئے تکلیف کا

باعث بن رہی تھی اس پر اس کو جنت عطا کر دی گئی۔ (۳۶۸۲)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اہل جنت کی صف بندی ہوگی اور ایک دوزخی کا ادھر سے گزر ہوگا یہ ان لوگوں میں سے ایک شخص کو پہچان کر اس سے کہے گا: تمہیں یاد ہے یا نہیں میں نے تجھے فلاں وقت پانی کا ایک گھونٹ پلایا تھا حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ شخص اس بات پر اس کی شفاعت کرے گا۔ دوسرا دوزخی گزرے گا اور ایک شخص سے کہے گا: تمہیں یاد ہے کہ نہیں ایک بار میں نے تمہیں وضو کرایا تھا تو وہ بھی اس کی شفاعت کرے گا۔ تیسرا گزرے گا تو کسی سے کہے گا تجھے یاد ہے کہ نہیں تم نے مجھے فلاں کام کے لئے بھیجا تھا جو میں نے پورا کیا تھا وہ اس پر اس کی شفاعت کرے گا۔ (۳۶۸۵)

☆ نرمی سے ہدایت کی طرف بلانے پر بہ نسبت سختی سے بلانے کے زیادہ

اجرو ثواب ہے۔ (۳۶۸۸)

☆ ایک شخص کے سلام کا جواب حضور علیہ السلام نے علیک السلام سے دیا۔

(۳۶۹۵)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت جبریل علیہ السلام کے

سلام کا جواب ان الفاظ کے ساتھ دیا: علیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ (۳۶۹۶)

☆ حضور علیہ السلام نے بچوں اور عورتوں کو سلام کہا۔ (۳۷۰۰-۱)

☆ جب مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کی

مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (۳۷۰۳)

☆ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومے کچھ یہودی

حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی حضور علیہ السلام کے

ہاتھ پاؤں چومے۔ (۳۷۰۴)

مزاح کے ایک واقعہ پہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام ایک سال تک ہنستے رہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک سال پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بصرہ کی طرف تجارت کے لئے گئے اور ان کے ساتھ نعیمان اور سویبٹ بن حرید تھے جو بدری تھے۔ نعیمان زادراہ پہ متعین ہوئے اور سویبٹ کی طبیعت میں مزاح تھا۔ انہوں نے نعیمان کو کہا: مجھے کھانا کھلاؤ۔ نعیمان نے جواب دیا: جب ابو بکر آجائیں گے تب کھانا ملے گا۔ سویبٹ نے جواب دیا: تم نے مجھے کھانا نہیں دیا میں تمہیں پریشان کروں گا۔ تھوڑی دیر میں ان کا گزر ایک قوم پر ہوا۔ سویبٹ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا: میرے پاس ایک غلام ہے کیا تم خریدنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ سویبٹ کہنے لگے: وہ بولتا ہے اور وہ یہی کہتا رہے گا کہ میں آزاد ہوں تم اس کی باتوں میں آ کر اسے چھوڑ نہ دینا۔ انہوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ ہم تم سے اسے خریدنا چاہتے ہیں۔ الغرض ان لوگوں نے دس اونٹوں کے عوض خرید لیا۔ پھر وہ لوگ نعیمان کے پاس گئے اور ان کے گلے میں رسی ڈالی۔ نعیمان بولے: بھائی اس نے تم سے مذاق کیا ہے میں تو آزاد ہوں۔ ان لوگوں نے کہا یہ تو تمہاری عادت ہمیں وہ (تیرا مالک) پہلے ہی بتا چکا ہے۔ وہ انہیں پکڑ کر لے گئے تو اتنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہیں اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ اس قوم کے پاس گئے اور اسے ان کے اونٹ دے کر نعیمان کو چھڑا لائے۔ جب یہ لوگ مدینہ واپس آئے تو حضور علیہ السلام سے یہ واقعہ بیان کیا گیا چنانچہ ایک سال تک حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام اس واقعہ پر ہنستے رہے۔ (۳۷۱۹)

☆ سفید بال مومن کا نور ہیں اس لیے ان کو اکھاڑنے سے منع فرمایا گیا۔

(۳۷۲۱)

☆ الثا سونا دوزخیوں کا سونا ہے اور خدا کو ناپسند ہے۔ (۳۷۲۳-۲۲)

☆ جو منہ پر تعریف کرے اس کے منہ میں خاک ڈالو منہ پر تعریف کرنا ذبح

کرنا ہے اگر ضرور ہی تعریف کرنا پڑے تو یوں کہو: أَحْسِبُهُ۔ میرا خیال ہے وہ ایسا ہے
فَلَا أُزَكِّي عَلَى اللَّهِ أَحَدًا۔ میں اللہ کے ہاں کسی کو پاک نہیں کر سکتا۔

(۳۷۲۲-۲۳-۲۴)

☆ مشورہ دیانتداری سے دیا جائے۔ الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمِنٌ۔ جس سے مشورہ
کیا جائے وہ امانتدار ہوتا ہے۔ جب کسی سے مشورہ لیا جائے تو وہ اچھا مشورہ دے۔

(۳۷۲۵-۲۷-۲۸)

☆ حضور علیہ السلام نے پردہ والی جگہ پر چونا استعمال فرمایا اور خود اپنے ہاتھ
سے لگایا باقی جسم پہ ازواج لگاتیں۔ (۳۷۵۱-۵۲)

اچھے اشعار حضور علیہ السلام کو پسند تھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد
فرمایا: أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةٌ لَيْبِدُ۔ سب سے سچا شعر وہ ہے جو لبید
شاعر نے کہا:

مِ الْأَكْلُ شَيْءٌ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ

اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر شئی فنا ہونے والی ہے۔ فرمایا: امیہ بن صلت بھی مسلمان
ہونے کے قریب تھا (۳۷۵۷) جس کے سوا اشعار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری
پہ سوار ہو کر اپنے ردیف سے سنے وہ ایک شعر پڑھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے: "هَيْه" اور پڑھ اس طرح پورے سوا اشعار سماعت فرمائے اور فرمایا: كَاذَ أَنْ
يُسَلِّمَ۔ وہ مسلمان ہونے کے قریب تھا۔ (۳۷۵۸)

یہ موضوع بڑی تفصیل سے ہم "بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو" میں بیان کر آئے
ہیں۔ اس جگہ چند اچھے اشعار پر ہی بات کو ختم کیا جاتا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے
اچھے اشعار کو پسند فرمایا ہے تو یقیناً اچھے اشعار لکھنے سے حضور علیہ السلام خوش ہوں
گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف جن اشعار میں ہو ان سے بڑھ کر اچھے اشعار

کون سے ہو سکتے ہیں اور ان اشعار کا تعلق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کائنات میں جلوہ گری کے ساتھ ہے اور یہ اشعار ہیں صوفی تبسم کے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔
 آپ آئے تو محفل پہ شباب آیا ہے بزم ہستی کا ہوا حسن نمایاں تجھ سے
 سر بلند اور ہوا دہر میں آدم کا وقار ارجمند اور ہوئی عظمت انساں تجھ سے
 وہ تگ و تاژ کہ دی تیزیِ دوراں کو شکست

وہ تب و تاب کہ سایہ تھا گریزاں تجھ سے
 نفث عجز سے کفر اور نگوں سار ہوا
 استوار اور ہوئی سطوت ایماں تجھ سے
 تجھ سے تاریک فضاؤں کو ملی کسوت نور

عظمت شام بنی صبح درخشاں تجھ سے
 شور اٹھا کہ غریبوں کے مددگار آئے
 درد مندوں کو ملا درد کا درماں تجھ سے
 اہل زر کو ہوا احساس فرومانگی کا
 ایسے پُر مایہ ہوا ہر تہی داماں تجھ سے
 وسعت جو دوسخا دیکھ کے تیرا سائل
 تھا جگ طرئی دامن پہ پشیمان تجھ سے

آبَابُ الذِّكْرِ (ذکر و اذکار کا بیان)

☆ نماز میں تین آیات پڑھنا تین اونٹنیوں سے افضل ہے۔ (۳۷۸۲)
 ☆ لا الہ الا اللہ سے کوئی عمل آگے نہیں بڑھ سکتا اور نہ یہ کوئی گناہ چھوڑتا ہے۔
 (۳۷۹۷)

☆ چار کلمے تمام کائنات سے بہتر ہیں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، اللَّهُ
 أَكْبَرُ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۳۸۱۱)

☆ حضور علیہ السلام ایک مجلس میں سو بار یہ کلمات پڑھتے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۳۸۱۴)

☆ بہت خوش نصیب ہے وہ بندہ جس کے نامہ اعمال میں کثرت کے ساتھ

استغفار ہو۔ (۳۸۱۸)

☆ جس نے استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لیا اللہ تعالیٰ اس کو ہر غم اور تکلیف

سے نجات دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اسے وہم و

گمان بھی نہ ہوگا۔ (۳۸۱۹)

☆ آدمی کا ہر عمل دس سے سات گنا تک بڑھایا جاتا ہے سوائے روزہ کے اللہ

تعالیٰ اس کے بارے میں فرماتا ہے: فَإِنَّهُ لِيْ وَآنَا أَجْزِيْ بِهِ. وہ میرے لیے ہے

اور میں خود اس کی جزا دوں گا۔ (۳۸۲۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی (حازم بن حرمہ) سے فرمایا:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کی کثرت کیا کرو کیونکہ یہ جنت کے خزانوں سے ہے۔

(۳۸۲۶)

أَبْوَابُ الدُّعَاءِ (دعاؤں کا بیان)

☆ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پہ غضبناک ہو جاتا ہے۔

(۳۸۲۷)

☆ اللہ تعالیٰ کو دعا سے زیادہ کوئی چیز معزز نہیں۔ (۳۸۲۹)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک سال بعد حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ منبر پہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِي مَقَامِي هَذَا عَامَ الْأَوَّلِ ثُمَّ بَكَى أَبُو بَكْرٍ۔ پچھلے سال اس مقام پہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے تھے پھر حضرت ابوبکر نے رونا شروع کر دیا۔ (۳۸۳۹)

چشم تر کا اثر دیکھتے رہ گئے

ان کو پیش نظر دیکھتے رہ گئے

☆ بندہ جو بھی دعائے مانگے اس دعا سے افضل نہیں ہو سکتی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ

الْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ (۳۸۵۱)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: بندے کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے بشرطیکہ جلدی نہ کرے۔ صحابہ کرام علیہم

الرضوان نے عرض کیا: وَكَيْفَ یَعْجَلُ۔ بندہ جلدی کس طرح کرتا ہے؟ فرمایا:

یَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ اللّٰهَ فَلَمْ یَسْتَجِبْ اللّٰهُ لِی۔ میں نے اللہ سے دعا کی تو اس

نے قبول ہی نہیں کی۔ (۳۸۵۳)

☆ حضور علیہ السلام نے اسم اعظم کو ان دو آیات میں بیان فرمایا:

(۱) وَالْهَکْمُ اللّٰهُ وَاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (البقرہ)

(۲) اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (ال عمران)

الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کے جلوے

یہ دونوں صفات درحقیقت اللہ ہی کے لئے مخصوص ہیں اللہ کے سوا نہ کوئی حی ہو

سکتا ہے نہ قیوم۔ لیکن ہر شے میں حی اور قیوم کا نور ہر وقت جلوہ گر ہے اور کائنات کی

کوئی بھی شے اس سے خالی نہیں۔ ہر ذی روح اور وسیع و عریض کائنات کی ہر شے حی

سے زندہ ہے اور قیوم سے قائم ہے۔ بلبل کی چمک میں، پھول کی ٹپک میں، کلی کی

مہک میں، آگ کی دہک میں، سونے کی دمک میں، ہیرے کی چمک میں، سورج کی

دھوپ میں، چاند کے روپ میں، بجلی کی کڑک میں، شعلے کی بھڑک میں، کوئل کی کو میں،

خرے کی ہو میں، چنبیلی کی کلی میں، عنبر کی ڈلی میں، ہواؤں کے زور میں، دریاؤں کے

شور میں، صحرا کی ریت میں، کسان کے کھیت میں، دریا کے بہاؤ میں، ساگر کے ٹھہراؤ

میں 'خرد کی خبر میں' عشق کی نظر میں 'محبوب کے ناز میں' محبت کے نیاز میں 'آنکھ کے نور میں' دل کے سرور میں 'محبوب کے جمال میں' محبت کے جلال میں 'لا الہ کی ہستی میں' الا اللہ کی مستی میں 'یا حی یا قیوم' کا سرمدی نور جلوہ گر ہے۔ (مقالات حکمت)

س ہے ذکر تیرا گلشن گلشن سبحان اللہ سبحان اللہ

مصرف ثنا ہیں سرو و سخن سبحان اللہ سبحان اللہ
 غنچوں کی چٹک شبنم کی ضیا پھولوں کی مہک بلبل کی نوا
 قائم ہے تجھی سے حسن چمن سبحان اللہ سبحان اللہ
 کیا دیکھے کوئی وسعت تیری ہو کیسے بیاں عظمت تیری
 عاجز ہے نظر قاصر ہے وہن سبحان اللہ سبحان اللہ
 مطلوب بھی تو مقصود بھی تو 'مسجود بھی تو معبود بھی تو
 تو روح صبا تو جان چمن سبحان اللہ سبحان اللہ
 ہر نقش تیری قدرت کا نشان ہر نقش کے لب پر تیرا بیاں
 ہر بزم میں تو موضوع سخن سبحان اللہ سبحان اللہ
 میں نے جو کہا میں نے جو سنا کچھ بھی نہ کہا کچھ بھی نہ سنا
 ہے اس سے ورا تیرا مسکن سبحان اللہ سبحان اللہ
 مٹی کو زباں دے کر اس کو اعجاز بیاں دینے والے
 اعظم کو بھی دے توفیق سخن سبحان اللہ سبحان اللہ

تمن دعائیں ہر حال میں قبول ہوتی ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لِهِنَّ لِأَشْكَ فِيهِنَّ۔ تمن دعائیں ضرور قبول ہو کر رہتی
 ہیں۔

(۱) دَعْوَةُ الْمَظْمُومِ۔ مظلوم کی دعا (اور اللہ کی بارگاہ میں کوئی پردہ نہیں ادھر

اس کے منہ سے نکلتی ہے ادھر بارگاہ خداوندی میں قبول ہو جاتی ہے)

(۲) دَعْوَةُ الْمَسَافِرِ - مسافر کی دعا (گھر واپس آنے تک)

(۳) دَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَالِدِهِ - باپ کی دعا بیٹے کے حق میں (۳۸۶۲)

مزید فرمایا: دُعَاءِ الْوَالِدِ يُفْضِي إِلَى الْحَبَابِ - باپ کی دعا (بیٹے کے حق

میں) حجاب خداوندی تک جاتی ہے۔ (۳۸۶۳)

☆ دعا کرو تو اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر ہتھیلیوں سے کرو نہ کہ پشت سے اور جب

دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھ کو منہ پہل لو۔ (۳۸۶۶)

☆ ایک دن دعا (بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ) نہ کی تو فالج کا

حملہ ہو گیا تا کہ تقدیر الہی قائم ہو جائے۔ (۳۸۶۹)

أَبْوَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَاءِ (خوابوں کی تعبیر کا بیان)

☆ مومن کا اچھا خواب نبوت کا چھیا لیسواں (وفی روایۃ) ستر واں حصہ ہے۔

(۳۸۹۳-۹۷)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا گویا اس نے

مجھے بیداری میں دیکھا۔ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ - إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ

يَتَمَثَّلَ بِيْ - شیطان میں جرات ہی نہیں کہ میری شکل میں آسکے۔ (۳۹۰۳-۵)

☆ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) شیطانی جن سے وہ انسان کو ڈراتا

ہے۔ (۲) خیالات جو دن کو پیش نظر رہتے ہیں وہی رات کو سامنے آ جاتے ہیں۔

(۳) وہ خواب جو نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہوتے ہیں۔ (۳۹۰۷)

برا خواب نہ بیان کیا جائے کیونکہ خواب میں شیطان انسان سے کھیلتا ہے اچھا

خواب بھی اس سے بیان کرو جو صاحب عقل ہو اور اس کی تعبیر جانتا ہو۔ (۳۹۱۲-۱۳)

☆ حضرت ام فضل (حضور علیہ السلام کی چچی) نے خواب دیکھا کہ حضور علیہ

السلام کے جسم اقدس کا ایک ٹکڑا میری گود میں آ گیا ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

میری بیٹی فاطمہ کو اللہ تعالیٰ بیٹا عطا کرے گا جو تیری گود میں آئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۳۹۲۳)

☆ ایک سال پہلے شہید ہونے والے کو جنت جانے سے روک دیا گیا اور ایک سال بعد طبعی موت مرنے والا جنت میں داخل کر دیا گیا۔ صحابہ کے تعجب پہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: بعد والے نے ایک سال نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور دیگر نیک کام کئے۔ فَمَا بَيْنَهُمَا ابْعَدَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ اسی وجہ سے ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان سے بھی زیادہ فاصلہ ہے۔ (۳۹۲۵)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: أَكْرَهُ الْغُلَّ وَأَجْبُ الْقَيْدَ، الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ۔ میں (خواب میں) طوق دیکھنے کو برا سمجھتا ہوں اور بیڑیوں کو دیکھنا اچھا سمجھتا ہوں کیونکہ بیڑیوں سے مراد دین میں استقامت ہے۔ (۳۹۲۶)

أَبْوَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)

مرد مومن کی حرمت کعبہ سے کہیں زیادہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا:

مَا أَطْيَبَكَ وَأَطْيَبَ رِيْحِكَ مَا أَعْظَمَكَ وَأَعْظَمَ حُرْمَتِكَ وَالَّذِي
نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لِحُرْمَةِ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِنْكَ
مَالِهِ وَدَمِهِ وَأَنْ نَنْظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا (۳۹۲۲)

(اے کعبہ) تو کتنا عمدہ ہے اور کتنی پیاری تیری خوشبو ہے تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور کتنی بلند تیری شان ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے: مومن کے مال و جان کی حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ ہے۔ اس لیے ہمیں مومن کے بارے اچھا گمان ہی رکھنا چاہیے۔

☆ دشمن کی بکریوں کو لوٹ مار کے ذریعے ذبح کر کے ہانڈیوں پہ چڑھا دیا گیا تو حضور علیہ السلام نے ہانڈیاں الٹ دینے کا حکم دیا اور فرمایا: **إِنَّ التُّهْبَةَ لَا تَحِجُّ**۔ لوٹ مار حلال نہیں ہے۔ (۳۹۳۸)

☆ جس بات کو حضور علیہ السلام کے دور میں منافقت شمار کیا جاتا اس کو بعد میں اپنا یہ گیا وہ بات یہ کہ امراء کے پاس جا کر اور بات کرتے اور ان کے پاس سے واپس آئیں تو وہ بات کرتے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: **كُنَّا نَعْتَدُ ذَلِكَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّفَاقَ**۔ (۳۹۳۹)

☆ **لَا يَدْخُلُ تَبَوُّعٌ مِنْ جَعْرِ فَزَائِيْنِ**۔ مؤمن ایک سو بائیس سے زیادہ نہیں ڈرے جاتا۔ (۳۹۴۰)

☆ **لَمَّا نَزَلَ عَرِيْبٌ وَسَيَعُوذُ عَرِيْبًا فَطَوَّبِي بِنَفْسِي**۔ اس وقت کہ حالت میں شروع ہو اور بت میں نہ حالت میں ہو جانے کا تو فرما دے نہ خوشخبری ہو۔ (۳۹۴۱) پوچھو کیا حضور ان فرما رہے ہیں؟ فرمایا **لَمَّا نَزَلَ مِنْ جَعْرِ** جنہیں (سومقوں کہنے کی وجہ سے) قلعے والوں نے اپنے سے بھاگ دیا ہو۔ (۳۹۴۲)

☆ **تَبَوُّعُ فُتُوْءٍ وَنَاحِيَةُ** (۳۹۴۳-۳۹۴۴-۳۹۴۵)

☆ **لَمَّا نَزَلَ عَرِيْبٌ فَطَوَّبِي بِنَفْسِي**۔ اس وقت کہ حالت میں شروع ہو اور بت میں نہ حالت میں ہو جانے کا تو فرما دے نہ خوشخبری ہو۔ (۳۹۴۶) پوچھو کیا حضور ان فرما رہے ہیں؟ فرمایا **لَمَّا نَزَلَ مِنْ جَعْرِ** جنہیں (سومقوں کہنے کی وجہ سے) قلعے والوں نے اپنے سے بھاگ دیا ہو۔ (۳۹۴۷)

☆ **لَمَّا نَزَلَ عَرِيْبٌ فَطَوَّبِي بِنَفْسِي**۔ اس وقت کہ حالت میں شروع ہو اور بت میں نہ حالت میں ہو جانے کا تو فرما دے نہ خوشخبری ہو۔ (۳۹۴۸)

☆ **لَمَّا نَزَلَ عَرِيْبٌ فَطَوَّبِي بِنَفْسِي**۔ اس وقت کہ حالت میں شروع ہو اور بت میں نہ حالت میں ہو جانے کا تو فرما دے نہ خوشخبری ہو۔ (۳۹۴۹)

مردوں کی وجہ سے بربادی ہے۔ (۳۹۹۹)

★ **أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةٌ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔** سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ (۴۰۱۱)

پانچ گنا ہوں کی دنیا میں ہی پانچ سزائیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: اے مہاجرین جب تم پانچ باتوں میں مبتلا کر دیئے جاؤ اور میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان باتوں کو پاؤ۔ اول یہ کہ جب کسی قوم میں برائیاں تلانیہ ہونے لگ جائیں تو ان میں طاعون اور وہ بیماریاں عام ہو جاتی ہیں جو پہلے کبھی ظاہر نہ ہوئی تھیں۔ دوم یہ کہ جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو ان پر قحط اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں اور بادشاہ ان پر ظلم کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ جب لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش کو روک دیتا ہے۔ اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا۔ چہارم یہ کہ جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر دشمنوں کو مسلط کر دیتا ہے تو وہ ان کا مال وغیرہ سب کچھ چھین لیتے ہیں۔ اور پانچویں یہ کہ جب مسلمان حکمران اللہ کے قانون کو چھوڑ کر دوسرا قانون اور احکام خداوندی میں سے کچھ لیتے اور کچھ چھوڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اختلاف پیدا فرما دیتا ہے۔ (۴۰۱۹)

★ شرابیوں اور گانے والیوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور انہیں بندر اور سور بنا دیا جائے گا۔ (۴۰۲۰) **يَعْفِ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ۔**

★ گناہوں کی وجہ سے انسان اپنے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

وَأَنَّ الرَّجُلَ يَخْرُمُ الرِّزْقَ بِأَنْتَبِ يَصِيبُهُ (۴۰۲۲)

بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے

اگر دین میں سخت ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوگی اور اگر دین میں نرم ہے تو تکلیف بھی کم ہوگی۔ بندے پہ مصائب آتے رہتے ہیں (اور وہ ان پہ صبر کرتا رہتا ہے) **تَا آ نَكَ يَنْشِي عَلَى الْأَرْضِ وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ** زمین پہ گناہوں سے پاک ہو کر چلتا ہے۔ (۴۰۲۳)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو سخت بخار تھا۔ میں نے چادر کے اوپر آپ کے جسم پہ ہاتھ رکھا تو بخار کی گرمی محسوس کر لی۔ میں نے عرض کیا: بہت تیز بخار ہے؟ فرمایا: ہاں ہم پہ مصیبت بھی سخت آتی ہے اور ہمیں ثواب بھی دگنا ملتا ہے۔ میں نے عرض کیا: حضور! زیادہ سخت مصیبت کن لوگوں پہ آتی ہے۔ فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام پر۔ میں نے پوچھا: پھر کن پر؟ فرمایا: پھر نیک لوگوں پر اور فرمایا: **إِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيَبْتَلَىٰ بِالْفَقْرِ حَتَّىٰ مَا يَجِدُ أَحَدُهُمْ إِلَّا الْعَبَاءَ ۗةَ يُحَوِّيَهَا**۔ بعض نیک لوگ ایسی تنگ دستی میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں کہ ایک کبل کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا جس کو اوڑھتے بچھاتے رہتے ہیں۔ **وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيَفْرَحُ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالرِّخَاءِ**۔ ان میں سے بعض بندے مصیبت پہ اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تم میں سے بعض آرام پر۔ (۴۰۲۴)

معراج کی رات ایک قبر سے خوشبو آ رہی تھی

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے معراج کے موقع پر ایک خوشبو محسوس ہوئی تو میں نے جبرئیل سے دریافت کیا یہ کیسی خوشبو ہے؟ انہوں نے کہا: یہ ایک عورت کی خوشبو ہے جو فرعون کی بیٹی کو کنگھی کیا کرتی تھی اور اس کے دونوں بیٹوں اور شوہر کی قبریں ہیں اور ان کا قصہ اس طرح ہے کہ حضرت خضر بنو اسرائیل کے معزز گھرانے سے تھے ان کا گزر ایک

فقیر عابد کے عبادت خانے کے قریب سے ہوتا تو وہ عابد نکل کر انہیں اسلام کی تعلیم دیتا۔ آخر کار جب خضر جوان ہوئے تو ان کے والد نے ان کا ایک عورت سے نکاح کر دیا، انہوں نے اس عورت کو بھی اسلام کی تعلیم دی اور اس سے عہد لیا کہ اس بات کی کسی کو خبر نہ ہو، حضرت خضر عورتوں سے صحبت نہیں کیا کرتے تھے، کچھ دنوں بعد حضرت خضر نے اس عورت کو طلاق دے دی، ان کے باپ نے ان کا نکاح دوسری عورت سے کر دیا، خضر نے اس سے بھی عہد لے کر اسے دین کی تعلیم دی لیکن ان میں سے ایک عورت نے اس راز کو چھپا لیا اور دوسری نے فاش کر دیا۔ فرعون نے ان کی گرفتاری کا حکم دیا یہ سنتے ہی وہ فرار ہو کر سمندر کے ایک جزیرے میں چھپ گئے۔ وہاں دو شخص لکڑیاں کاٹنے کے لئے آئے تو انہوں نے خضر کو اس مقام پر دیکھا۔ ان میں سے ایک نے تو اس راز کو پوشیدہ رکھا اور دوسرے نے فاش کر دیا۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا تمہارے ساتھ اور کس نے دیکھا ہے؟ اس نے دوسرے کا نام لیا۔ جب اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے انکار کیا اور راز کو چھپا لیا۔ حالانکہ فرعون کے قانون میں جھوٹ کی سزا قتل تھی۔ الغرض اس نے اس عورت سے نکاح کر لیا جس نے راز چھپایا تھا، یہ عورت فرعون کی بیٹی کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھی۔ ایک دن اس کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی تو اس کی زبان سے بے اختیار نکل گیا کہ فرعون تباہ ہو۔ یہ کلمہ فرعون کی بیٹی نے سن لیا اور باپ سے بیان کیا، فرعون نے اسے اس کے شوہر کو اور اس کے بیٹوں کو بلایا اور اپنے دین میں آنے کے لئے کہا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ فرعون نے انہیں قتل کرنے کی دھمکی دی تو انہوں نے جواب دیا: اس میں کوئی حرج نہیں لیکن ہم پر اتنا احسان کرنا کہ ہمیں ایک ہی قبر میں دفن کر دینا تو فرعون نے ایسا ہی کیا تو معراج کی رات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو محسوس ہوئی وہ انہی لوگوں کی قبر کی تھی۔

(۴۰۳۰)

قیامت کی نشانیاں

حضور علیہ السلام کی وفات بیت المقدس کا فتح ہونا۔ بیماری کا ظاہر ہونا جس میں عوف بن مالک اور ان کی اولاد شہید ہو جائے گی۔ مال کی کثرت، آپس کا فساد اہل اسلام اور رومیوں میں صلح لیکن رومی دغا بازی کریں گے اور اسی جھنڈوں پہ مشتمل لشکر لے کر آ جائیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوج ہوگی (۴۰۴۲) تم اپنے امام کو خود قتل کر دو گے۔ باہم جنگ و جدال بدترین لوگ دنیا کے مالک ہوں گے۔ (۴۰۴۳) لونڈی اپنے آقا کو جنے گی۔ ننگے پاؤں ننگے بدن لوگ حاکم بن جائیں گے۔ بکریاں چرانے والے عالیشان عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گے۔ (۴۰۴۴) علم اٹھ جائے گا۔ جہالت ظاہر ہو جائے گی۔ زنا شراب عام ہوگا۔ مرد کم اور عورتیں زیادہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا کفیل ایک مرد ہوگا۔ (۴۰۴۵) دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نکلے گا جس پر لوگ باہم جنگ کریں گے اور دس میں سے نو آدمی قتل ہو جائیں گے۔ (۴۰۴۶) فتنہ اور قتل (ہرج) عام ہو جائے گا۔ (۴۰۴۷) کتاب اللہ غائب ہو جائے گی۔ کلمہ رسمی طور پر پڑھا جائے گا۔ لوگ نہ جائیں گے کہ نماز، روزہ، قربانی اور صدقہ کیا چیز ہے۔ (۴۰۴۹) لوگ بخیل ہو جائیں گے۔ (۴۰۵۲) امانت ختم ہو جائے گی (۴۰۵۳) سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ دجال نکلے گا۔ دھواں ظاہر ہوگا۔ دابة الارض، یاجوج و ماجوج، عیسیٰ علیہ السلام کی آمد، تین بار زمین میں دھنسا ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں۔ عدن کے ایک گاؤں ابنین سے آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی۔ (۴۰۵۵) خاص آفت اور عام آفت (۴۰۵۶) قیامت کی نشانیاں دو سو سال بعد ظاہر ہوں گی۔ (۴۰۵۷) امت پانچ طبقوں پہ مشتمل ہوگی۔ چالیس سال تو دیانتدار اور پرہیزگار لوگ ہوں گے پھر ان کے بعد ایک سو سال صلہ رحمی کرنے والے اور اپنوں سے تعلق رکھنے والے ہوں گے۔ پھر ان کے بعد ایک سو ساٹھ سال

تک وہ لوگ ہوں گے جو رشتہ ناطہ توڑ دیں گے اور لوگوں سے منہ پھریں گے پھر اس کے بعد قتل ہی قتل ہوگا۔ (۴۰۵۸) مسخ ہوگا (صورت تبدیل ہو جانا) قذف ہوگا (آسمان سے آگ برسنا) اور حسف (زمین میں دھنسا) (۴۰۵۹) ایک لشکر خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے چلے گا اور مقام بیداء (ذوالحلیفہ کے پاس) آئے گا تو اس کا درمیانی حصہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا..... (۴۰۶۳) حضرت امام مہدی کا ظہور (۸۸-۸۷-۸۶-۸۵-۸۴-۸۳-۸۲-۸۱) قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے جنگ نہیں کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی، چہرے گویا چھٹی ڈھالیں، ان کے پاس ڈھالیں ہوں گی۔ درختوں کی جڑوں سے گھوڑے باندھیں گے۔ (۴۰۹۹)

آبَابُ الزُّهْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان)

☆ حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینا زہد نہیں نہ ہی اپنا مال لٹا دینا زہد ہے بلکہ زہد یہ ہے کہ اپنے مال پر خدا کے مال سے زیادہ بھروسہ نہ کرے (یعنی یقین کامل ہو کہ خدا نے رزق کا جو وعدہ فرمایا ہے ضرور پورا ہوگا) آخرت کی مصیبت کے مقابلہ میں دنیا کی مصیبت پر خوش رہے (۴۱۰۰) دنیا سے بے رغبت بندے کے پاس بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔ (۴۱۰۱)

☆ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے اور پھر دیکھے کتنی تری لگی ہوگی (یہ انگلی پہ تری کا لگنا دنیا ہے اور پورا سمندر آخرت ہے۔ یہ بھی صرف سمجھانے کے لئے ہے ورنہ سمندر تو پھر محدود ہے اور آخرت غیر محدود) (۴۱۰۸)

جنت کے بادشاہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكَ عَنْ مُلُوكِ الْجَنَّةِ - کیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ جنت کے بادشاہ کون لوگ ہیں؟ میں نے عرض کیا: ضرور ارشاد فرمائیں۔ فرمایا: رَجُلٌ ضَعِيفٌ مُسْتَضْعَفٌ ذُو طَمْرَيْنٍ لَا يُؤْبَهُ لَهُ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لِابْتِرَاءٍ - وہ کمزور و ناتواں جس کو لوگ کچھ نہ سمجھیں۔ پھٹے پرانے کپڑوں والا لیکن اللہ کے ہاں اتنا مقبول کہ اگر کسی کام پہ قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا فرمادے۔ (۴۱۱۵)

☆ خِيَارُكُمْ الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ - تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جنہیں دیکھیں تو اللہ یاد آ جائے۔ (۴۱۱۹)

☆ شان نزول آیت مبارکہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ (۴۱۲۷)

☆ جس نے حضور علیہ السلام کے بھیجے ہوئے کو خالی لوٹا دیا حضور علیہ السلام نے اس کے لئے بھی ڈھیروں مال کی دعا کی اور جس نے اونٹنی پیش کر دی اس کے لئے ہر روز نئے رزق کی دعا کی۔ (۴۱۳۳)

☆ جس نے تندرستی کے ساتھ اپنے ٹھکانے میں صبح کی اور اس کے پاس دن بھر کا کھانا ہے تو جان لو کہ اس کے لئے دنیا کو جمع کر دیا گیا۔ (۴۱۴۱)

☆ اپنے سے نچلے لوگوں کو دیکھو نہ کہ اوپر والوں کو اس طرح اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو گے۔ (۴۱۴۲)

☆ بھوک کی وجہ سے حضور علیہ السلام کروٹیں بدلتے پیتے دباتے رومی کھجوریں بھی نہ تھیں کہ جن سے پیٹ بھر لیتے۔ (۴۱۴۶)

☆ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام پتے کھا کر بھی گزارا کرتے رہے جنکی وجہ سے سوڑھے سوج جاتے۔ (۴۱۵۶)

حکمت کی بات سن کر چھپا لینے والے کی مثال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص حکمت کی بات سنے لیکن اپنے ساتھی سے بری بات کے علاوہ کچھ بیان

نہ کرے اور حکمت کی بات کو چھپالے تو اس شخص کی مثال اس کی طرح ہے جو بکریاں چرانے والے کے پاس گیا اور اس سے کہا: مجھے ایک بکری دے دے۔ اس نے کہا جو پسند آئے: ریوڑ سے جا کر لے لو فَذَهَبَ فَآخَذَ بِأُذُنِ كَلْبِ الْغَنَمِ۔ پس وہ گیا اور بکریوں (کی حفاظت کرنے والے) کتے کا کان پکڑ کر لے آیا۔ (۴۱۷۲)

☆ حضور علیہ السلام میں اس قدر عاجزی تھی کہ اگر کوئی لونڈی بھی آپ کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتی تو آپ اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے اور اس کا کام کر کے واپس تشریف لے آتے۔ (۴۱۷۷)

☆ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی حدیث بیان کی اور ان پر اتنا اثر ہوا کہ کہا: وَاللَّهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ۔ اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ (۴۱۹۰)

حدیث یہ تھی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے، آسمان چر چرا رہا ہے کیونکہ اس پر ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سر بسجود نہ ہو خدا کی قسم! اگر تم بھی وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو کم ہنسو اور زیادہ روؤ یہاں تک کہ اپنی عورتوں سے لذت حاصل کرنا بھی ترک کر دو۔

حضور علیہ السلام کے آنسوؤں سے قبر کی مٹی گیلی ہو گئی

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے پہ بیٹھ کر رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے قبر کی مٹی تر ہو گئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا إِخْوَانِي لِيُثَلِّ هَذَا فَأَعِدُّوا

اے میرے بھائیو! اس (وقت یا مقام) کے لئے بھی تیاری کرو۔ (۴۱۹۵)

جس طرح ہمارے آقا علیہ السلام ہماری خاطر روتے رہے اور رورو کر ہمارے گناہوں کے دفتر دھوتے رہے ہمیں بھی چاہیے کہ اس آقا علیہ السلام کی تعریف رورو کر کرتے اور سنتے رہیں۔

پہلے اشکوں سے آنکھوں کو نم کچھ
 دل کی دیوار ہے نہ در کوئی
 فاصلے تو ضرور ہوں لیکن
 اس طرف بھی بچھا ہوا ہے دل
 اک نقشہ عجیب بنتا ہے
 بتلائے عذاب ہے دنیا
 حق ثنائی کا تو کیا ادا ہو گا
 پھر غموں کے پہاڑ ٹوٹے ہیں
 اب تو سرور تا ابد پیہم
 پھر ثنائے شاہِ امم کچھ
 آپ اپنا اسے حرم کچھ
 فاصلوں کو ذرا سا کم کچھ
 اس طرف بھی کبھی قدم کچھ
 رنگِ نکبت اگر بہم کچھ
 اس پر پڑھ کر دعائیں دم کچھ
 پھر کچھ قدم قدم کچھ
 مجھ پہ سرکار پھر کرم کچھ
 ذکرِ سرکارِ محترم کچھ

فرمایا: اُبْكُوا فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكُؤًا۔ رویا کرو اور اگر رونا نہ آئے تو جتکف

رویہ کرو یعنی رونے کی شکل بنا لیا کرو۔ (۴۱۹۶)

☆ جلوت و خلوت میں عمدہ نماز پڑھنے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے: هَذَا عَبْدِي حَقًّا۔ یہ ہے میرا سچا بندہ۔ (۴۲۰۰)

دکھاوے کی نماز پڑھنے والا

لوگوں کے سامنے دکھاوے کے لئے عمدہ نماز پڑھنے والے کے بارے میں

فرمایا: یہ شرک خفی ہے اس پر حضور علیہ السلام نے دجال سے بھی زیادہ خطرہ محسوس فرمایا:

هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ السَّيِّعِ الدَّجَالِ (۴۲۰۴)

☆ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو اور صدقہ برائیوں کو

marfat.com

Marfat.com

ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ نماز مومن کا نور اور روزہ دوزخ سے ڈھال ہے۔ (۴۲۱۰)

☆ صاف دل (مخموں القلب) وہ ہے۔ هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ۔ پاکباز و پرہیزگار وہ ہے جس کے دل میں نہ کبھی گناہ کا خیال آیا ہو نہ بغاوت کا اور نہ کینہ و حسد کا۔ (۴۲۱۶)

☆ الْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوَى۔ حسب مال کا نام ہے اور کرم تقویٰ ہے۔ (۴۲۱۹)

ایک آیت پہ عمل کرنا تمام لوگوں کو کافی ہو جائے

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ اس پہ عمل کر لیں تو تمام لوگوں کو کافی ہو جائے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: حضور وہ کون سی آیت ہے؟ فرمایا:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (الطلاق)

جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے راستہ نکال دے گا۔

☆ جس کام کو تمہارا پڑوسی اچھا کہے وہ اچھا ہے اور جس کو وہ برا کہے وہ برا ہے۔ (۴۲۲۲) فرمایا: جس کے کان اپنی تعریف سنتے سنتے بھر جائیں وہ جنتی ہے اور جس کے کان برائی سنتے سنتے بھر جائیں وہ دوزخی ہے۔ (۴۲۲۳)

☆ جس نیک عمل پر لوگ تعریف کریں (جبکہ وہ نیک عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا گیا ہو) ذَلِكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِينَ۔ یہ مومن کے لیکن دنیا میں ہی خوشخبری ہے (کہ تیرا عمل قبول ہو گیا ہے) (۴۲۲۵)۔ ایک روایت میں ہے اگر کسی نیک کام پہ لوگ تعریف کریں اور وہ تعریف کام کرنے والے کو اچھی معلوم ہو (تو اس سے عمل ضائع نہ ہوگا بلکہ) دوہرے ثواب کا باعث ہوگا۔ أَجْرُ السِّرِّ وَأَجْرُ الْعَلَانِيَةِ۔ ایک پوشیدگی کا اجر دوسرا ظاہر کا۔ (۴۲۲۶)

اس امت کی مثال چار آدمیوں کی سی ہے

ابو کبشہ انماری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس امت کی مثال ان چار آدمیوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کو اللہ نے مال اور علم عطا کیا ہو اور وہ اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور اپنے مال کو حق کے مطابق خرچ کرتا ہو۔ دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے علم دیا ہو اور مال نہ دیا ہو اور وہ یہ کہتا ہو کہ اگر میرے پاس بھی اسی طرح مال ہوتا (جس طرح فلاں کے پاس ہے) تو میں بھی اسے اسی طرح خرچ کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دونوں ثواب میں برابر ہیں۔ تیسرا آدمی وہ ہے جسے اللہ نے مال تو دیا ہو لیکن علم نہ دیا ہو اور وہ اسے ناحق خرچ کرتا ہو اور چوتھا آدمی وہ ہے جسے اللہ نے نہ علم دیا نہ مال دیا ہو اور وہ یہ کہتا ہو کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں بھی اسی طرح (عیاشی) میں خرچ کرتا (جیسے فلاں کرتا ہے) تو یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (۴۲۲۸)

☆ بندہ بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور اس کی دو چیزیں جوان ہوتی جاتی ہیں۔ ایک مال کا لالچ اور دوسرا زندگی کی محبت۔ یعنی کاش مال زیادہ آجائے کاش زندگی اور مل جائے۔ (۴۲۳۳-۳۴)

حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں صحابہ کرام کی قلبی کیفیت

حضرت حنظلہ کاتب تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے جنت اور دوزخ کا تذکرہ فرمایا (تو ہمیں ایسے لگا) گویا جنت اور دوزخ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں لیکن جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر آیا تو گھر میں بیوی بچوں میں ہنسنے بولنے لگا۔ اس کے بعد مجھے اپنی اس حالت کا خیال آیا جو میری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی۔ میں اسے یاد کر کے ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا: میں تو منافق ہو گیا۔ ابوبکر نے پوچھا: کیوں کیا ہوا؟ میں نے ان سے اپنی دونوں حالتوں کا ذکر کیا تو

ابوبکر سن کر بولے: میری بھی یہی حالت ہے۔ حضرت حنظلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور آپ سے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: اے حنظلہ اگر تم اسی حالت پر جو تمہاری میرے پاس ہوتی ہے قائم رہو تو تم سے فرشتے مصافحہ کرنے لگ جائیں تم بستروں پر ہو یا گلی کوچوں میں اے حنظلہ یہ حالت کبھی کبھی ہوتی ہے۔

(۴۲۳۹)

سبحان اللہ! ہمارے آقا علیہ السلام کی غمگساری دیکھیے کہ کس طرح اپنے غلاموں کو تسلی دیتے ہیں۔ یہ اپنی امت کے گناہ گاروں کے ساتھ پیار کی حد نہیں تو اور کیا ہے؟

آپ سا غم گسار کیا کہنا	عاصیوں سے بھی پیار کیا کہنا
پھول پر تو نکھار ہوتا ہے	خار پر بھی نکھار کیا کہنا
کیسا پیارا نبی ہمیں بخشا	تیرا پروردگار کیا کہنا
یہ حرم رسول اکرم کا	اس کے نقش و نگار کیا کہنا
فرش سے عرش تک پہنچتی ہے	اُن کے در پر پکار کیا کہنا
دھو دیے داغ سارے عصیاں کے	رحمتوں کی پھوار کیا کہنا
روز جشن بہار رہتا ہے	روز جشن بہار کیا کہنا
اللہ اللہ یہ شان محبوبی	خود خدا کو ہے پیار کیا کہنا
نعت مسرور ہو گئی نازل	چشم تر کا خمار کیا کہنا

توبہ کرنے کی اہمیت

★ بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پہ سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرے تو صاف ہو جاتا ہے ورنہ بڑھتا جاتا ہے۔ (کلابل دان سے قرآن پاک میں یہی مراد ہے) (۴۲۴۴)

★ قیامت کے دن بعض لوگوں کی نیکیاں پہاڑوں کے برابر ہوں گی مگر اڑا

دی جائیں گی کیونکہ یہ لوگ لوگوں کے سامنے عبادت کرتے مگر تنہائی میں برے کام کرتے تھے۔ (۴۲۳۵)

☆ تمہارے گناہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں تو بھی توبہ سے معاف ہو سکتے ہیں۔ (۴۲۳۸)

☆ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ۔ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (۴۲۵۰) تمام انسان خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔ (۴۲۵۲) النَّدَمُ تَوْبَةٌ۔ ندامت بھی توبہ ہے۔ (۴۲۵۳) سانس اکھڑنے تک توبہ قبول ہے۔ (۴۲۵۳)

☆ اجنبی عورت کا بوسہ لیا تو یہ گناہ نماز سے معاف ہو گیا۔ (۴۲۵۴)

☆ اللہ کے ڈر کی وجہ سے اپنے آپ کو مرنے کے بعد جلا کر راکھ سمندروں میں اڑا دینے کی وصیت کرنے والا بخش دیا گیا۔ (۴۲۵۵)

جب پہلے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قدر چھم چھم برسی رہی تو حضور علیہ السلام کی امت اللہ تعالیٰ کی بخشش و مغفرت کی کس قدر حقدار و سزاوار ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ

عنائتیں ہم پہ سب کریں گے	کرم جو محبوب خدا کریں گے
وہی مدینے پہنچ سکے گا	حضور جس کو طلب کریں گے
جو کام کرتے ہیں اشک میرے	زباں کرے گی نہ لب کریں گے
ثنائے سرکار کے علاوہ	نہ کچھ کیا ہے نہ کچھ کریں گے
جلائے دوزخ کی آگ ہم کو	گوارہ سرکار کب کریں گے
وہ تم بھی دیکھو گے حشر کے دن	جو کام میرے عرب کریں گے
در نبی کے گداؤں کا ہم	خلوص دل سے ادب کریں گے
صدائیں سنتے ہیں اپنے آقا	صدائیں تو روز و شب کریں گے
بنیں گے سرور کام سارے	وہ خود ہی کوئی سبب کریں گے

تیری شان جل جلالہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا 'اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم سب کے سب گناہگار ہو ہاں جسے میں گناہ سے محفوظ رکھوں تو وہ گناہ سے محفوظ رہ سکتا ہے تم مجھ سے بخشش چاہو میں تمہیں بخش دوں گا جو شخص مجھ سے یہ سمجھ کر بخشش چاہتا ہے کہ مجھ میں بخشنے اور معاف کرنے کی طاقت ہے تو میں اسے اپنی قدرت سے بخش دیتا ہوں۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب گمراہ ہو لیکن جسے میں ہدایت بخشوں لہذا تم مجھ سے ہدایت طلب کرو تو تمہیں ہدایت بخشوں۔ تم سب کے سب محتاج ہو ہاں میں جسے مالدار کروں وہ مالدار ہے، تم مجھ سے روزی طلب کرو میں تمہیں روزی عنایت کروں گا۔ اگر تمہارے زندہ اور مردہ اگلے اور پچھلے تری والے اور خشکی والے سب کے سب تقویٰ اور پرہیزگاری پر جمع ہو جائیں تو میری حکومت میں ایک مچھر (یا اس کے پر) کے برابر بھی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ اگر تمہارے زندہ اور مردہ اگلے اور پچھلے خشکی اور تری والے سب کے سب بدبختی پر جمع ہو جائیں تو میری حکومت میں ایک مچھر (یا اس کے پر) کے برابر بھی کمی نہیں ہو سکتی۔ اگر تمہارے زندہ اور مردہ اگلے اور پچھلے خشکی اور تری والے سب کے سب اپنی تمام امیدیں جو ان کے خیال میں آ سکتی ہیں مجھ سے بیان کریں اور میں ہر ایک کو اس کی امید عطا کروں گا تو میرے ملک میں صرف اتنی سی کمی واقع ہوگی جیسے تم میں سے کوئی شخص سمندر پر سے گزرتے ہوئے اپنی سوئی سمندر میں ڈبوئے اور دیکھے کہ سمندر میں کتنی کمی ہوئی ہے تو جیسے اس سے سمندر کے پانی میں کمی واقع نہیں ہوتی ایسے ہی میرے خزانے میں بھی کمی نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں بخشش کرنے والا ہوں مجھے بخشش کے لئے کسی چیز کی حاجت نہیں۔ میں جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہوں تو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ (۴۲۵۷)

افضل مومن اور بڑا عقلمند کون ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ ایک انصاری (صحابی) آپ کی خدمت اقدس میں آ کر سلام عرض کرتا ہے اور پھر پوچھتا ہے کون سا مومن افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ اس نے عرض کیا: فَأَيُّ الْوَمِنِينَ أَكْبَسُ؟ سب سے زیادہ عقلمند کون ہے؟ فرمایا: أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ إِسْتِعْدَادًا أَوْلَيْكَ الْاَكْبَسُ۔ جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہو اور اس کے لئے اچھی طرح تیاری کرتا ہو یہی لوگ زیادہ عقلمند ہیں۔ (۴۲۵۰) ایک حدیث میں فرمایا: الْكَيْسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا ثُمَّ تَمَنَّى عَلَى اللَّهِ۔ عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو اپنا تابعدار بنالے اور موت کے بعد (آخرت) کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنی خواہشات پہ چلتا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ سے امیدیں بھی وابستہ کرے یعنی اللہ کی نافرمانی بھی کرے اور پھر چاہے کہ جیسے میں کہوں ویسے ہو جائے۔ (۴۲۶۰)

★ موت کے وقت خوف و امید کا ہونا باعث نجات ہے۔ (۴۲۶۱)

★ نیک و بد کی روح کا نکال کر فرشتوں کا آسمانوں پہ جانا نیک کی روح کا استقبال اور برے شخص کی روح کے لئے آسمان کا دروازہ نہ کھلنا اور پھر اس کو نیچے پھینک دیا جانا۔ (۴۲۶۲)

★ جس جگہ کسی کی موت لکھ دی گئی ہو موت کے وقت اس جگہ کے ساتھ کوئی حاجت وابستہ کر دی جاتی ہے، تاکہ مرنے والا وہاں چلا جائے۔ (۴۲۶۳)

★ انسان کا سارا بدن سوائے ایک ہڈی (ریڑھ کی جس میں اجزائے اصلیہ ہوتے ہیں) کے مٹی ہو جاتا ہے اسی ہڈی سے اس کو دربار تخلیق کیا جائے گا۔

حضرت عثمان غنی اور موت کی یاد

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پہ کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ واڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ ان سے پوچھا گیا کہ جب آپ کے سامنے جنت و دوزخ کا ذکر آتا ہے تو اس وقت آپ (اتنا) نہیں روتے قبر کو دیکھ کر اس قدر رونے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے: **إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَّاهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ۔** قبر آخرت کی پہلی منزل ہے جو اس سے نجات پا گیا اس کے لئے آگے بھی آسانی ہوگی اور جس نے اس میں آسانی نہ پائی تو اس کے لئے آئندہ بھی سختی ہوگی اور فرمایا: **مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ۔** قبر سے زیادہ ہولناک منظر میں نے نہیں دیکھا۔

(۴۲۶۷)

یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خوف خدا اور فکر آخرت کی وجہ سے حالت تھی جو دوہرے داماد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جن سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جن کا دل روشن اور جان خوشبودار تھی۔ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آجائے گا اس کی آخرت ضرور روشن و منور ہوگی اور پھر جب ایسوں کی قبر میں سرکار کی جلوہ گری بھی ہو جائے گی تو وہ منظر نور علی نور کا ہوگا۔

جب نگاہ لطف مجھ پر ہو گئی	دل منور جاں معطر ہو گئی
تیرگی میں روشنی ہی روشنی	آپ کی آمد سے گھر گھر ہو گئی
رات بھر اشکوں کی بارش کیا ہوئی	رحمتوں کی سر پہ چادر ہو گئی
مہر کی الطاف کی پیاری نظر	ہو گئی ہونا تھی جس پر ہو گئی
عاقبت کی فکر اب کیا کیجئے	اب تو اچھی نعت لکھ کر ہو گئی
آپ کا دربار عالی تھا حضور	میری جاں جس پر پنچھاور ہو گئی

امت عاصی جہاں میں سرخرو سوچتا ہوں روتے روتے میری آنکھ
 آپ سے محبوب داور ہو گئی کس قدر شفاف دھل کر ہو گئی
 بے خودی میں حالیوں کو چھو لیا یہ "خطا" سرور اکثر ہو گئی
قبر کے حالات اور آخرت کے مناظر

☆ قبر میں سوال و جواب کی حدیث (۴۲۶۸)

☆ مومن کی روح پرندے کی شکل میں جنت کے اندر اڑتی رہتی ہے۔

(۴۲۷۱)

☆ مردہ قبر میں جاتا ہے تو اس کو سورج غروب ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ (اگر
 نمازی تھا تو) آنکھوں کو ملتا ہوا بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے دعونی اصل۔ ذرا ٹھہرو میں
 نماز پڑھ لوں۔ (۴۲۷۲)

☆ قیامت کے دن بعض لوگ نصف کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں
 گے۔ (۴۲۷۸)

☆ قیامت کے دن اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی
 صفیں حضور علیہ السلام کی امت کی ہوں گی اور باقی چالیس صفیں تمام امتوں کی۔
 (۴۲۸۹)

☆ اللہ نے رحمت کا ایک حصہ دنیا میں ظاہر فرمایا ہے اور ننانوے حصے قیامت
 کے دن ظاہر فرمائے گا۔ (۴۲۹۳)

☆ قیامت کے دن ایک شخص کے گناہوں کے ننانوے رجسٹر ہوں گے جن
 میں سے ہر ایک رجسٹر حد ناکہ تک پھیلا ہوا ہوگا وہ شخص مایوس ہو جائے گا پھر کاغذ کا
 ایک پرزہ نکالا جائے گا جس پر شہادتین کے الفاظ ہوں گے اور وہ ٹکڑا ننانوے
 رجسٹروں پہ بھاری ہو جائے گا اور اس کی بخشش ہو جائے گی۔ (۴۳۰۰)

☆ حوض کوثر اور شفاعت کی احادیث (۴۳۰۱ تا ۴۳۱۷)

گھر اور گھر بھی عالی ہو
چاند ستارے کا بکشاں
ایسا بندہ کوئی نہ تھا
ان کے ہیں ہم او بھلا
بنا مانگے بھی ملتا ہے
ان کی عطا کا کیا کہنا
روزِ ابد تک اشکوں سے
نعت لکھی تو ایسے لگا
کیسے وہ مسرور نہ ہو
دَر اور دَر بھی مثالی ہو
اور سنہری جالی ہو
جس کا دامن خالی ہو
اپنی کیا خوشحالی ہو
دل سے کوئی سوالی ہو
جن کی شان نرالی ہو
میربی آنکھ نہ خالی ہو
جیسے شمع جلا لی ہو
جس نے چوکھٹ پالی ہو

کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَهْلِ الْكِبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي

میربی شفاعت قیامت کے دن بڑے بڑے گناہ گاروں کے لئے بھی ہوگی۔

(۴۳۱۰)

فرمایا: مجھے اختیار دیا گیا کہ آدمی امت کو جنت میں داخل کروالوں یا شفاعت کا حق لے لوں تو میں نے شفاعت کا حق لے لیا۔ کیونکہ یہ عام ہے یعنی پوری امت کی شفاعت کر سکوں گا پھر کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ شفاعت پرہیز گاروں کے لئے ہوگی؟ نہیں۔ وَلَكِنَّهَا لِلْمُذْنِبِينَ الْمُحْطَاءِينَ الْمُتَنَوِّثِينَ۔ بلکہ بڑے بڑے گناہ گاروں کے لئے ہوگی۔ (۴۳۱۱)

☆ حضور علیہ السلام کی امت کا ایک بندہ بنو تمیم کی آبادی کے لوگوں کی تعداد

کے برابر لوگوں کی شفاعت کرے گا جو قبول ہوگی۔ (۴۳۱۶)

☆ دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کے مقابلہ میں ستر واں حصہ گرم ہے اور یہ

آگ اللہ سے دعا کرتی ہے کہ اسے دوزخ میں نہ ڈالا جائے۔ (۴۳۱۸)

دوزخ کا حال

☆ دوزخ کا ایک غوطہ دنیا کی ساری نعمتیں بھلا دے گا اور جنت کا ایک غوطہ دنیا کے سارے غم ختم کر دے گا۔ (۴۳۲۱)

☆ دوزخی کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور جسم بھی اسی تناسب سے ہوگا۔ (۴۳۳۲)

☆ حضرت انس فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا: دوزخیوں پہ رونا اتارا جائے گا تو وہ اتار روئیں گے کہ آنسو ختم ہو جائیں گے پھر خون روئیں گے اور ان کے چہروں پہ ایسی نالیاں بن جائیں گی کہ اگر ان میں کشتیاں چھوڑی جائیں تو وہ بھی بہ جائیں۔ (۴۳۲۴)

☆ اگر زقوم (دوزخیوں کی غذا) کا ایک قطرہ دنیا والوں پہ ڈالا جائے تو دنیا والوں کی زندگی وبال بن جائے تو جن لوگوں کو غذا ہی یہ دی جائے گی پھر ان کا کیا حال ہوگا؟ (۴۳۲۵) اللہم اجرنا من النار۔

☆ آگ انسان کے تمام جسم کو کھا جائے گی سوائے اعضائے سجدہ کے ان کو کھانا اللہ تعالیٰ نے دوزخ پہ حرام فرما دیا ہے۔ (۴۳۲۶)

☆ موت کو بھی قیامت کے دن مار دیا جائے گا۔ (۴۳۲۷) تاکہ جنت و دوزخ والے جان لیں کہ اب مرنا نہیں۔ جنت والے ہمیشہ جنت کی نعمتوں میں جزا پاتے رہیں گے اور دوزخ والے ہمیشہ دوزخ میں عذاب میں سزا پاتے رہیں گے۔

جنت کا حال

لَشَبْرٌ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔ جنت میں ایک باشت جگہ (ایک روایت میں ہے کوڑا رکھنے کی جگہ) دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔ (۴۳۲۹-۳۰)

☆ جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں میں زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہے۔ سب سے بلند درجہ جنت الفردوس ہے اس پہ عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹی ہیں۔ **فَاِذَا مَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُّوْهُ الْفِرْدَوْسَ**۔ جب بھی اللہ سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس مانگا کرو۔ (۴۳۳۲)

سبحان اللہ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ہمیں مانگنے کا طریقہ بتایا ہے بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو تو اعلیٰ ترین جنت (فردوس) مانگو یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضور پاک کو فرمایا ہوگا کہ اپنی امت سے کہو کہ مجھ سے جنت الفردوس کا سوال کیا کریں پھر اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے غلاموں کو یہ اعلیٰ جنت دینی نہیں تو مانگنے کا حکم کیوں دیا؟ اس پر بھی ہم تو حضور پاک کی عظمت کے ترانے گائیں گے کیونکہ منسوع کی تعریف صالح ہی کی تعریف ہے۔

سوالی کو ہم بے صدا دیکھتے ہیں	مگر ان کا دامن بھرا دیکھتے ہیں
جہاں ان کے در کا گدا دیکھتے ہیں	محبت میں ڈوبا ہوا دیکھتے ہیں
نہ جانے انہیں کیسا لگتا ہے جب وہ	غلاموں کو مدحت سرا دیکھتے ہیں
مدینے کے شیدائی تو خواب میں بھی	مدینے کی آب و ہوا دیکھتے ہیں
عجب رنگ ہوتا ہے چہرے پہ اپنے	مدینے میں جب آئینہ دیکھتے ہیں
اسی سمت ہوتا ہے لطفِ خدا بھی	جدھر شاہِ ہر دوسرا دیکھتے ہیں
کبھی ان کی ذات گرامی کی عظمت	کبھی اپنا حرفِ ثنا دیکھتے ہیں
جو رکھتے ہیں دل میں سجا کر مدینہ	نبی کو وہ جلوہ نما دیکھتے ہیں
چمکتی ہی رہتی ہیں سرور آنکھیں	نہ جانے تصور میں کیا دیکھتے ہیں

جنت کی بہاریں

جنت میں نہ پیشاب و پاخانہ ہوگا نہ تھوک اور نہ ناک صاف کرنے کی حاجت۔ وہاں کنگھیاں سونے کی ہوں گی، انگیٹھیاں عود کی، جنتیوں کی بیویاں موٹی آنکھوں والی

حوریں ہوں گی۔ ہر جنتی کا قد آدم علیہ السلام کے قد کے برابر ساٹھ ہاتھ ہوگا۔

(۴۳۳۳)

☆ جنت کی نہر کوثر کے کنارے سونے کے پانی بہنے کی جگہ یا قوت و موتیوں سے جڑی ہوئی ہوگی اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگی اور پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا۔ (۴۳۳۴)

☆ جنت کے درخت کا سایہ سو سال گھوڑے کی دوڑ سے زیادہ ہوگا، اگر چاہو تو قرآن پاک کی آیت پڑھ کر وظل محدود (الواقہ) (۴۳۳۵)

☆ جنت میں بازار بھی ہوگا اور خدا کا دیدار بھی ہوگا (طویل حدیث ۴۳۳۶)

☆ ہر جنتی کو بہتر بیویاں ملیں گی جن میں سے دو تو خوبصورت جنتی حوریں ہوں گی اور ستر اہل دوزخ کے ترکہ سے جنتی کو ملیں گی ان عورتوں اور مردوں کی شرمگاہوں کی صفت بیان سے باہر ہے۔ (۴۳۳۷)

☆ اگر جنتی اولاد کی خواہش کرے گا تو ایک آن میں حمل وضع حمل رضاعت اور بلوغ ہو جائے گا۔ (۴۳۳۸)

☆ آخری جنتی کو دنیا کے دس گنا برابر جنت سے حصہ ملے گا۔ ہَذَا آذَنِي
أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔ یہ سب سے کم درجے کا جنتی ہوگا۔ (۴۳۳۹)

سبحان اللہ! جب کم درجے کے جنتی کا یہ حال ہے تو اعلیٰ درجے کے جنتی کا حال کیا ہوگا اور یہ خوش نصیب یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے امتی ہوں گے جو اپنے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا میلا لگائے رکھتے تھے اس پر یوں عرض کیا جاسکتا ہے:

خزانہ جو اشکوں کا پایا ہے ہم نے وہیں جا کے سارا لٹایا ہے ہم نے
محبت کا میلا لگایا ہے ہم نے مدینے کو دل میں بسایا ہے ہم نے
سلامت رہے آپ کا نام نامی اسی سے تو گھر جگمگایا ہے ہم نے

فضا، رنگ، خوشبو، محبت، اجالے
 بہت ہے وہ اک شعر بھی جو ادب سے
 بڑے کام بنتے ہیں ذکر میں سے
 مدینے کے ذرے کو ذرہ نہ جانا
 وہی مہر و الفت کا رکھیں گے مرہم
 ملا تھا جو حستان کو آپ ہی سے
 نگاہوں میں کیا کیا چھپایا ہے ہم نے
 درِ پاک پر گنگنایا ہے ہم نے
 کئی مرتبہ آزمایا ہے ہم نے
 گہر جان کر ہی اٹھایا ہے ہم نے
 جنہیں زخم اپنا دکھایا ہے ہم نے
 خزانہ وہی ہے جو پایا ہے ہم نے

جنت و دوزخ کا دُعا کرنا

جو اللہ تعالیٰ سے تین بار جنت کا سوال کرتا ہے جنت خود کہتی ہے اے اللہ! اس
 کو جنت میں داخل فرما اور جو دوزخ سے تین بار اللہ کی پناہ طلب کرتا ہے دوزخ خود
 دُعا کرتی ہے: اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ۔ اے اللہ! اس کو آگ سے پناہ عطا فرما۔

(۴۳۳۰)

☆ ہر شخص کے دو مقام ہوتے ہیں ایک جنت میں دوسرا دوزخ میں۔ جب وہ
 مر کر دوزخ میں داخل ہوگا تو اہل جنت اس کے اس مقام کے وارث ہوں گے۔ یہی
 مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا اولئک ہم الوارثون۔ وہی لوگ وارث
 ہونے والے ہیں۔ (۴۳۳۱)

آخری حدیث اور آخری نعت اس آخر الزمان رسول دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم
 کی جس کے صدقے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو جنت کا وارث بنا دیا اور یہ بات اللہ
 تعالیٰ نے نہ صرف قرآن میں بیان فرمائی: تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا
 مَنْ كَانَ تَقِيًّا (مریم) بلکہ قرآن کی گواہی کے ساتھ زبور میں بھی لکھ دی: وَلَقَدْ

كُتِبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ (الانبیاء)

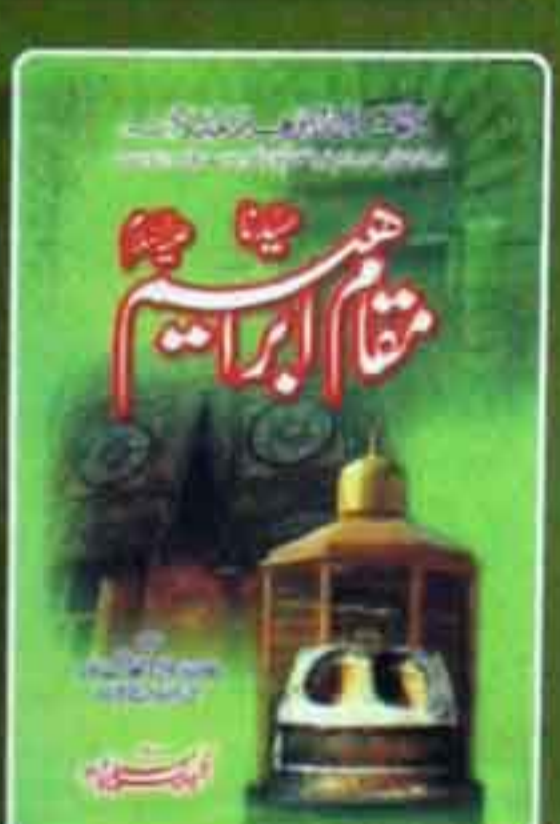
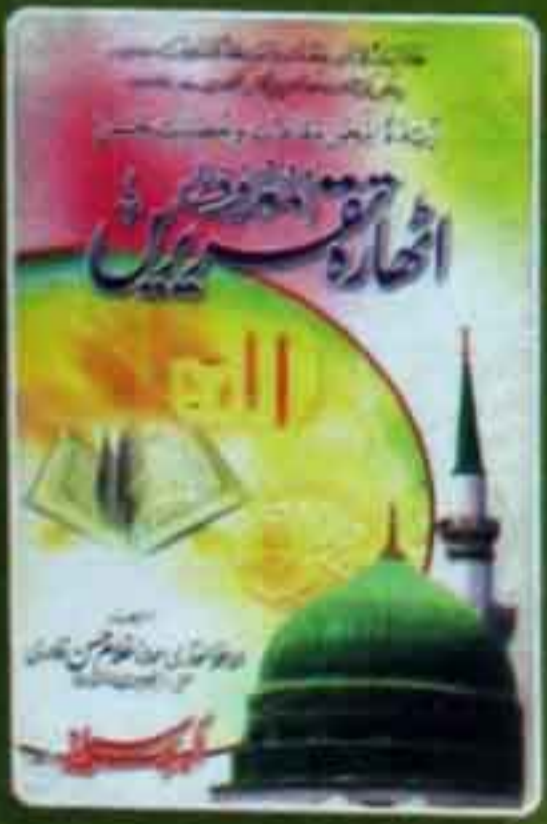
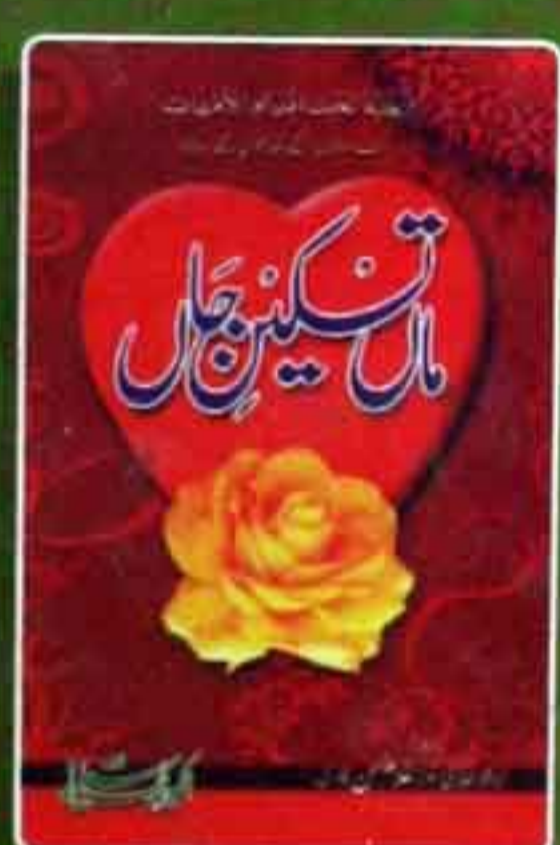
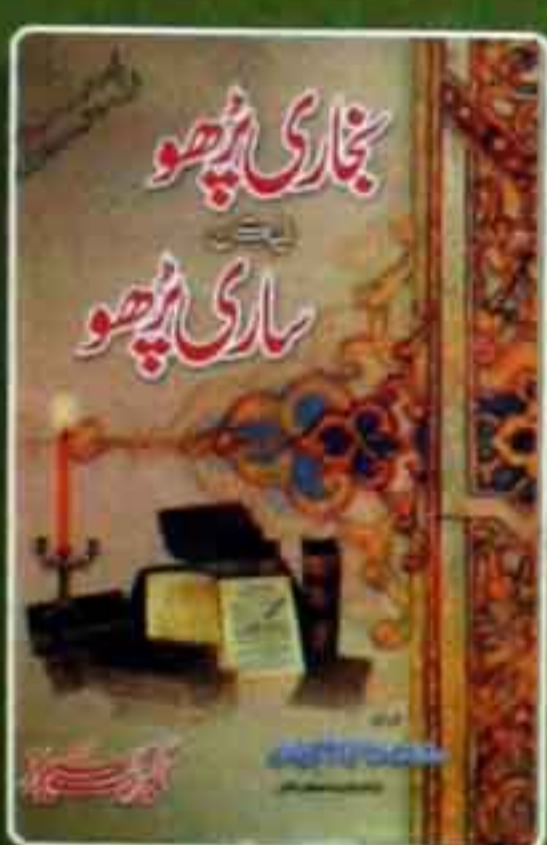
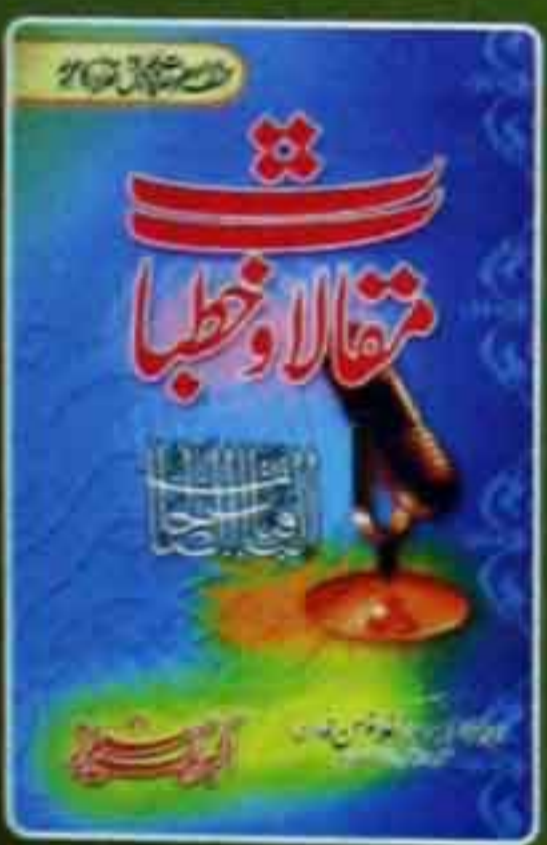
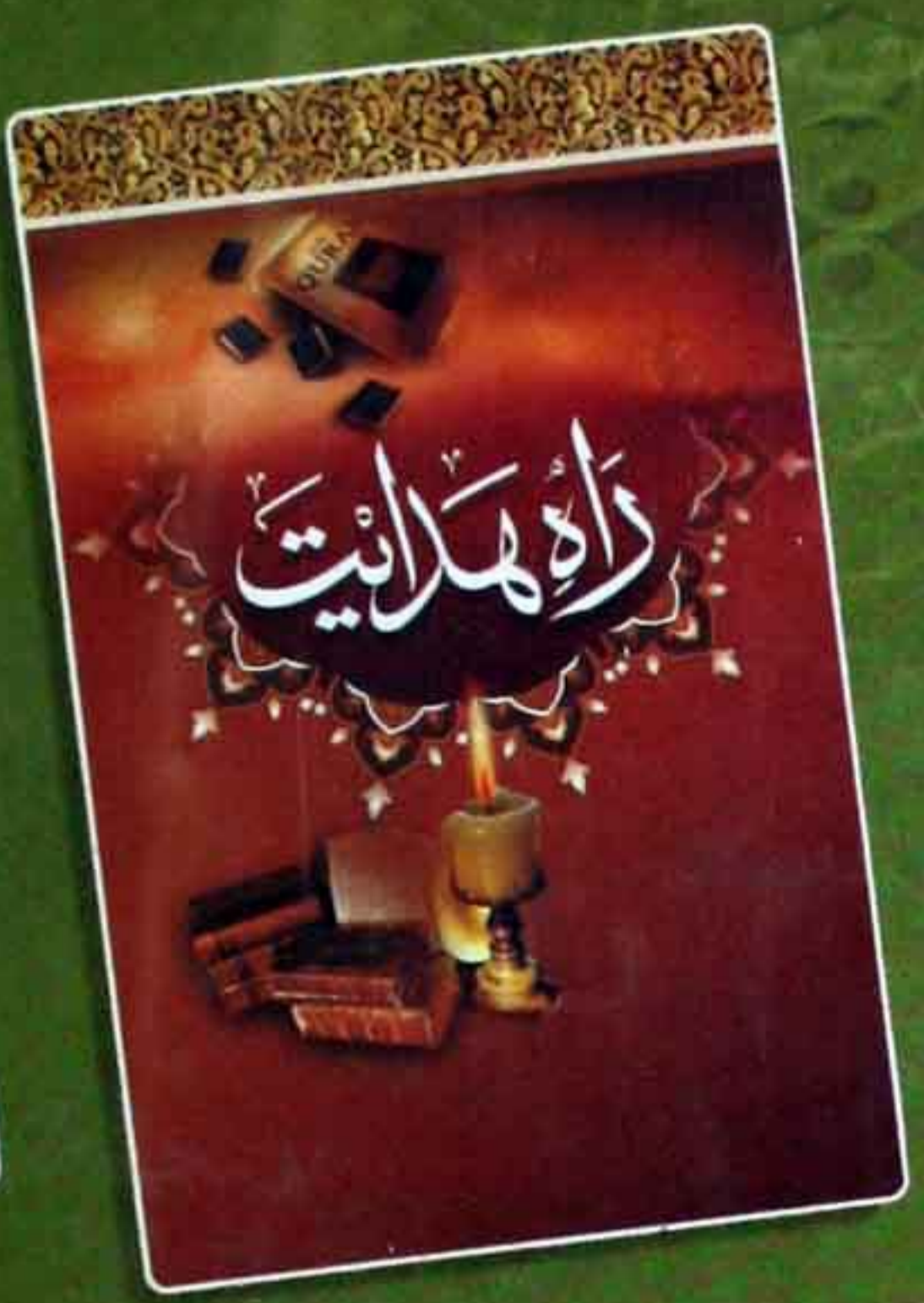
دامن میں صد شوق جب پھیلاؤں گا میں سمندر سے سمندر پاؤں گا

دیکھنا پھر موج میں جب آؤں گا جام پر میں جام بھی چھلکاؤں گا

حشر کے دن اور کیا ہے دیکھنا
 خلا میں ویسے تو جا سکتا کہاں
 رنگ خوشبو کہکشاں یہ چاندنی
 آپ کی مدحت کا حاصل ہے شرف
 میری آنکھوں میں جو موتی ہیں وہ سب
 جاگتے میں ہی نہیں میرے حضور
 آپ کا سرور کیفی ہوں حضور
 آپ کو بس دیکھتا رہ جاؤں گا
 آپ کی انگلی پکڑ کر جاؤں گا
 یہ نظارے پھر کہاں میں پاؤں گا
 اس عطا پر تو ضرور اتر اؤں گا
 آپ کے دربار میں برساؤں گا
 خواب میں بھی آپ کے گن گاؤں گا
 آپ کے در سے نہ خالی جاؤں گا

وَهَذَا الْخَرَسَنُ الْإِمَامُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ
 مَاجَةَ الْقَزْوِينِي رَحِمَهُ اللَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى
 آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ





اکبر فاؤنڈیشن

Ph: 042 - 37352022
Mob: 0300-4477371

پبلسیشنز اسلام آباد